مصرع طرح پیام یار

وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اعجاز بھڑوچی شاگرد جناب رضوان مرادآبادی

فدا ہون مین رسول انس و جان پر
تصدق ہون شفیع عاصیان پر

اطاعت آپکی طاعت خدا کی
ہمیشہ فرض ہی پیر و جوان پر

کبھی بھولے سے بھی شیدائے احمدؐ
نہو گا شیفتہ حور جنان پر

کوئی دیکھے تو رنگ عشق احمدؐ
ہنسی آتی ہی کشت زعفران پر

یہی اعجاز کی یارب دعا ہے
رہے نام نبیؐ ہر دم زبان پر

ایضاً عاشقانہ

نہ مرتے شیخ یون حور جنان پر
نظر پڑتی اگر حسن بتان پر

نہین چھایا ہے دود آہ و نالہ
یہ گویا آسمان ہے آسمان پر

مرا بستر رہے در پر تمہارے
مرا سر ہو تمہارے آستان پر

کبھی آیا نہ تجھکو رحم ظالم
ہمارے نالۂ و آہ و فغان پر

جوانی ہو تو ہو ایسی جوانی
فدا ہے ہر جوان اُس نوجوان پر

بڑھا اس درجہ پاس راز اُلفت
لگا دی مہر خاموشی دہان پر

تڑپ جاتی ہے اب رہ رہکے بجلی
مرے ہر نالۂ آتش فشان پر

نظر آتے ہی توبہ ٹوٹتی ہے
وہ رغبت ہی شراب ارغوان پر

نزول ابر رحمت حشر تک ہو
الٰہی مرقد پیر مغان پر

جناب سید محمد اختر صاحب اختر نگینوی شاگرد جناب فصیح الملک داغ دہلوی

نہ ایدل آئے اُف تک بھی زبان پر
نہ بگڑے بات گو بنجائے جان پر

وہان لاکھون ستم ہین ایک جان پر
یہان مہر خموشی ہے زبان پر

یہ سب چالین ہین اُنکی اور فقرے
بھلا وہ آئینگے میرے مکان پر

چھپائین کس طرح رازِ محبت
نہ آنکھون پر نہ قابو ہی زبان پر

ہوا جاتا ہے دل بیتاب ناصح
یہ کس کا نام ہی تیری زبان پر

جلانا تھا اِسے صیّاد کا گھر
گری بجلی ہمارے آشیان پر

ذرا میری مصیبت سُن تو لیجے
بہت روئینگے آپ اِس داستان پر

مرے دل کو کسی پہلو نہین چین
نظر جب سے پڑی ہر ایک جوان پر

الٰہی عاشقونکی جان کی خیر
وہان تو امتحان ہے امتحان پر

سوالِ وصل پر کیونکر وہ بولین
لگا ہے قفل خاموشی زبان پر

خیال آیا کہ توبہ توڑیے بھی
گھٹا آئی جو گھر کر آسمان پر

ترقی کی ہے اِتنی سوزِ دل نے
شرر اُڑ اُڑ کے پہونچے آسمان پر

دلِ مضطر مچل جاتا ہے اختر
حسین یہ دیکھ پاتا ہی جہان پر

جناب محمد ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ نظام حیدرآباد دکن شاگرد جناب داغ

چمکتی ہے جو بجلی آسمان پر
وہ گرتی ہے ہمارے آشیان پر

تغافلہاے بیجا دیکھتا ہون
گلہ آتا نہین لیکن زبان پر

حریصِ لذتِ بیداد مین ہون
کمر تو آپ باندھین امتحان پر

تری دریادلی کی خیر ساقی
گھٹا چھائی ہوئی ہے آسمان پر

مآلِ کارِ اُلفت سوچنا کیا
نظر کیا کیجیے سود و زیان پر

غمِ دُنیا غمِ عقبےٰ غمِ دوست
یہ صدمے ایک جانِ ناتوان پر

یہ کیا تونے کیا اے چشمِ خونبار
کھلا رازِ نہان اُس بدگمان پر

نہو جب عشق لطفِ زندگی کیا
خضر خوش ہون حیاتِ جاودان پر

بڑھا اتنا عروجِ خاکساری
کہ میری خاک پہونچی آسمان پر

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اَخگر سوداگر برادر زادہ و شاگرد جناب سعید از کامٹی

وہ بُت آیا ہے آج اپنے مکان پر
نہ کیون شکرِ الٰہی ہو زبان پر

نظر جس دم پڑی اُس جانِ جان پر
مٹا دل ہر ادائے دلستان پر

سنائیں قصۂ فرقت اُنھیں کیا
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

اُڑا لیجل صبا کوئے بتان مین
کرا تنا رحم تو مجھ ناتوان پر

جو مارا تیر اُس ابرو کمان نے
لگا میرے ہی قلبِ ناتوان پر

جو وہ کرتے ہین کچھ ہنس ہنسکے باتین
تڑپ جاتی ہے بجلی آسمان پر

کہان ہے آہ بیتو تاثیر اتنی
چلے آئین جو وہ میرے مکان پر

پڑی ہے جان کس آفت مین آخر
فدا ہو کر بُتِ نامہربان پر

جناب ابوالمضامین منشی محمد عبدالرحیم صاحب اُنس بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

غضب ہے قہر ہے آفت ہے جان پر
دل آیا ہے کسی نامہربان پر

فدائے دخترِ رز ہون ازل سے
مرون گا مین درِ پیرِ مغان پر

خدا جانے وہ کیا سمجھے ہین دلمین
جو ہنستے ہین ہماری داستان پر

یہ کس معشوق پر دل شیفتہ ہے
طبیعت آئی ہے کس نوجوان پر

یہ کسکی چاہ نے دلمین کیا گھر
یہ کس کا نام ہے ہردم زبان پر

نہ کر اب ظلم اے ترکِ ستمگر
خدارا رحم کر مجھ ناتوان پر

اُنھیں بھی ایک دن مرنا ہے بیشک
خضر بھولین نہ عمرِ جاودان پر

تلاش اے اُنس ہے جسکو ہماری
تو ڈھونڈھے مے فروشون کی دکان پر

جناب منشی احمد مرزا صاحب احمد ساکن نانپارہ شاگرد جناب قمر لکھنوی

وہ اب روتے ہین حسرت کی بیان پر
جو ہنستے تھے ہماری داستان پر

مسیحائی پہ اپنی ہین وہ نازان
دماغ اُنکا ہے چوتھے آسمان پر

تمہاری مانگ سے ہوتی ہے ہمسر
ہنسی آتی ہے مجھکو کہکشان پر

الٰہی سوزِ فرقت کو لگے آگ
ہزارون پڑ گئے چھالے زبان پر

جہانتک چاہیے کر لیجیے ظلم
نہ لائین گے کبھی شکوہ زبان پر

فرشتون مین صدائے الامان تھی
گئے نالے مرے جب آسمان پر

اُٹھائے ظلم و جورِ اُس بت کے احمد
نہ لایا مین کبھی شکوہ زبان پر

جناب منشی سید معشوق حسین صاحب اطہر ہاپوڑی میرٹھی از بریلی

نہ تم بس مین نہ قابو آسمان پر — نئی آفت ہے جانِ ناتوان پر
وہ دل ہو جسمین ہو اُسکی محبت — وہ سر ہو جو جھکے اُس آستان پر
خدا کے سامنے رہ رہ گیا ہے — کسی کا شکوہ آ آ کر زبان پر
حسین بھی ہو تمہارا سن بھی کم ہے — تمہین ترجیح ہو حورِ جنان پر
اگر اطہر یہی ہے ناتوانی — تو آہین جا چکین بس آسمان پر

جناب ارادت حسین صاحب اطہر بہڑوچی شاگرد جناب نصرت لکھنوی از جہانسی

نہین کم قتل کو ابرو و مژگان — نہ لیجا ہاتھ تو تیر و کمان پر
زمین پر جب کہین پایا نہ اُسکو — گئے نالے ہمارے آسمان پر
ہمارے رنگِ زرد و چشم نم نے — کیا واقف تجھے رازِ نہان پر

جناب محمد عبد الجبار صاحب افسر گواتھی شاہ آبادی برادر زادہ جناب تراز بتیا چمپارن

چل اے افسر نبی کے آستان پر — شرف ہے جسکو ہفتم آسمان پر
چمٹ جاتے ہین لب یہ ہو حلاوت — نبی کا نام جب آیا زبان پر
زلیخا تھی فقط یوسف پہ شیدا — زمانہ ہے فدا شاہِ زمان پر

جناب قاضی ظفر احسن صاحب افسر شاگرد جناب اطہر ہاپوڑی

فلک سے اور اُمیدِ وصل ہمکو — بھروسا اور اِس نامہربان پر
دکھا دین ہم تمہین شہر خموشان — اگر آؤ مزارِ بیکسان پر
کہین کیا دردِ دل ہم اُنسے افسر — وہ ہنستے ہین ہماری استان پر

جناب منشی غلام مصطفٰے خانصاحب اطہر شاگرد جناب حمید لکھنوی از جلگاون

یہ رعبِ حُسن تھا ایدل شبِ وصل — نہ آیا حرفِ مطلب کا زبان پر
دکھائیگا اثر جب جذبِ اُلفت — چلے آؤگے خود میری مکان پر

جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر جاگیردار سرن پلی ضلع اندور حیدرآباد دکن

مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا — خفا ہوتے ہو کیون میری فغان پر

محبت ہین حسینان جہان کی	ستم کیا کیا ہین جان ناتوان پر

جناب سید عزادار حسین صاحب افسر نگینوی شاگرد جناب داغ دہلوی

اگر آمادہ ہون وہ امتحان پر	ابھی ہم کھیل جائین اپنی جان پر
تمہاری یاد ہے عاشق کے دلمین	تمہارا نام ہے اُسکی زبان پر

جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

رخ گلرنگ پر زلفین نہین ہین	گھٹا چھائی ہوئی ہی بوستان پر
عبادت شیخ کی مقبول کیا ہو	وہ ہے ریجھا ہوا حور جنان پر

جناب منشی سید جلال الدین صاحب اسیر محرر منصفی رانچی شاگرد جناب مولوی عبد اللہ صاحب

دل نالان کو ہو جاتی ہے تسکین	جب انکا نام آتا ہے زبان پر

جناب عبد النبی صاحب آشنا شاگرد جناب معدوم ساکن آدونی

صنم خانہ سے کعبہ سے غرض کیا	ہمارا سر ہے اُنکے آستان پر

جناب جگنناتھ صاحب الفت اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر بناوان ضلع مظفر گڑھ

تمنا ہے کوئی ٹھوکر لگا دے	رکھا ہے سر کسیکے آستان پر

جناب سید امیر حیدر صاحب بخت اکبر آبادی وارد شہر دہلی

وہ عاشق ہین مرے حسن بیان پر	مجھے آتا ہی رشک اپنی زبان پر
سمجھ رکھی ہے گویا اک کہانی	وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
دُعائین دو کہ ہمکو کوسنے دو	تمہین ہی اختیار اپنی زبان پر
تمہاری یاد اب رہتی ہے دل کو	تمہارا ذکر رہتا ہے زبان پر
ستایا ہے بہت ظالم نے مجھکو	پڑیگا صبر میرا آسمان پر

جناب تفضل حسین صاحب بیخود کسری شاگرد جناب کاہش لکھنوی

قیامت مین نہ جبتک تمکو دیکھون	نہ ڈالون آنکھ حوران جنان پر
یہ میرا جذبۂ دل رنگ لایا	وہ اب روتے ہین میری داستان پر
تڑپکر حال دل اُنسے کہون کیا	وہ ہنس دیتے ہین عاشق کی فغان پر

جوانی اپنی بیخود جب سے آئی — لگے مرنے حسینان جہان پر

جناب محمد عنایت کریم صاحب برتر گواٹھی شاہ آبادی از بتیا چمپارن

کہین فائق وہ ہین حورِ جنان پر — دماغ اُن کا نہو کیون آسمان پر
سوالِ وصل پر جھنجھلا کے بولے — نہ لانا حرف پھر ایسا زبان پر

جناب پنڈت مہابیر صاحب بیر طالب العلم مدرسۂ اسلامیہ بتیا

اگر صورت تمہاری دیکھ لیتے — نہ مرتے شیخ جی حورِ جنان پر
وہ درد آمیز ہے میرا فسانہ — عدو روتے ہین میری داستان پر

جناب قطب الدین احمد صاحب بسمل گورکھپوری شاگرد جناب عاشق گورکھپوری

ترے عرش آستان کی جستجو مین — گئے عیسےٰ چہارم آسمان پر

جناب مولوی ارشاد حسین صاحب بیتاب کراپی ازرانچی

ہماری اور رقیبون کی حقیقت — تمہین معلوم ہوگی امتحان پر

جناب سیّد اکبر علیصاحب تکلف کانپوری

گمان ہے عرش کا کوے بتان پر — زمین جاتی ہے یان کی آسمان پر
ہماری آہ بجلی تو نہین ہے — تڑپ کر چڑھ گئی جو آسمان پر
خدا بھی مہربان رہتا ہے ہردم — ہمارے اُس بُتِ نامہربان پر
ذرا اے بیخودی اتنا بتادے — یہ کس کا نام آیا ہے زبان پر
بھٹک کر دیر کعبہ سے گئے شیخ — کہان کا قصد تھا پہونچے کہان پر
مسیحا کہکے پوچھا یا مین اُسکو — دماغ یار پہونچا آسمان پر

جناب مولوی امیرالدین احمد صاحب نظیر از پورنیہ شاگرد جناب شوق نیموی

بتون کے ظلم جورِ چرخ گردون — ہزارون آفتین ہین ایکجان پر

جناب حکیم علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی از ریاست بتیا چمپارن

کیا ہے عشق نے مجکو سرافراز — نہین ہی سر مرا نوکِ سنان پر
فرشتون مین بھی پڑجائیگی ہلچل — جو پہونچے میرے نالے آسمان پر

قریب آکر مقابل اے قمر ہو — زمین پر وہ ہین تو ہم آسمان پر
مری بیتابی دل کے برابر — تو کیا تڑپے گی اے برق آسمان پر
ادھر بوسونکی مجکو رٹ لگی ہے — اُدھر ہین گالیان اُنکی زبان پر
ہوا اب سلسلۂ اُلفت کا پیدا — یہ دل مائل ہے گیسوے بتان پر
یہ ناحق کی ہے اے جان بدگمانی — بھلا شکوہ ترا میری زبان پر

جناب سید لعل شاہ صاحب جگر از پشاور شاگرد جناب شمس کلکتوی

زکوٰۃ حسن ہو کچھ تو عنایت — کھڑا ہون مثل سائل آستان پر

جناب سید جواد علیصاحب جواد بدایونی محلہ میران سرائی -

چمن مین ہے یہ کس گلرو کی آمد — ترانے ہین جو بلبل کی زبان پر

جناب منشی سید محمد ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

نہ رحم آیا عنادل کی فغان پر — پڑین پتھر الٰہی باغبان پر
طبیعت ظلم کی خوگر ہے ایسی — دل اپنا لوٹ ہے جور بتان پر
قیامت مین اشارہ ہو تو نکا — شکایت کا نہ حرف آئے زبان پر
مٹاتے ہین خط تقدیر اپنا — جبین گھستے ہین تیری آستان پر

جناب رجب علیصاحب حضور دفعدار بلہاروی شاگرد جناب ماہر بلہاروی

وہ مجکو گالیون پر گالیان دے — نہ لاؤن گا کبھی شکوہ زبان پر
سُناتے ہین جو ہم رو رو کے اُنکو — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
ترے کوچے کی کی ہو سیر جسنے — اُسے رغبت ہو کیا باغ جنان پر
عدو کیا بھاگ نکلے اے ستمگر — کمر باندھی جو میرے امتحان پر

جناب حافظ عبدالقدیر صاحب حافظ منشی فاضل شاگرد جناب اطہر ہاپوڑی

لپٹ کر ہائے یہ کہنا کسی کا — شکایت اب نہ لانا کچھ زبان پر

جناب شیخ محمد سعید صاحب خورشید شاگرد جناب جلال لکھنوی از شیخ پور ضلع منگیر

ہوئی سُرمے سے اور اُسکی نگہ تیز — کہ رکھدی باڑھ تیغ اصفہان پر

ہنسی ہے رنج کا گھر مجھسے سُن لے ۔ نہ ہنس اے زخم تیغِ خونفشان پر
کوئی غمدیدہ بیٹھا توڑکر پاؤن ۔ دُھنی دیکر کسی کے آستان پر
یہ کیسا ابرِ غم سا چھارہا ہے ۔ اُداسی بنکے قبرِ عاشقان پر
خدا کا نور انمین جلوہ گر ہے ۔ خدا دل کیون نہو حُسنِ بُتان پر

جناب لالہ لکھپت رائے صاحب رنگ ساکن حسین پور کلان ضلع مظفرنگر

تمہین گو ناز ہے تیغِ روان پر ۔ اثر کرتی ہے کب مجھ سخت جان پر
ہجوم خوبرویان اسقدر ہے ۔ گمان جنت کا ہر کوئے بتان پر
یہان مشکل ہو جینا لمحہ بھر کا ۔ خضر مرتے ہین عمرِ جاودان پر
جبین فرسا ہین سب شیخ و برہمن ۔ اُسی اک بُت کے سنگِ آستان پر
گمان ہو صاعقہ کا ہر بشر کو ۔ ہمارے نالۂ آتش فشان پر
زمانہ سُنکے رو دیتا ہے لیکن ۔ وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
کلیجا ایسا پتھر ہو گیا ہے
خریدا رنگ نے سودا تو اُلفت ۔ نہ کی مطلق نظر سود و زیان پر

جناب اکرام اللہ خانصاحب روشن کورٹ محرر تحصیل سلون شاگرد جناب نسیم خیرآبادی

جو آمادہ ہے کوئی امتحان پر ۔ تو ہم بھی کھیلتے ہین اپنی جان پر
کبھی ہنستے ہین میری داستان پر ۔ کبھی جھنجھلاتے ہین شور و فغان پر
غم و رنج و الم افسوس و حسرت ۔ ہزارون آفتین ہین ایک جان پر
یہ نادیدہ محبت شیخ جی کی ۔ مرے جاتے ہین حورانِ جنان پر

جناب نجیب الدین صاحب زیبا میرٹھی شاگرد جناب اطہر ہاپوڑی

ستم کرتا ہے یہ مجھ ناتوان پر ۔ خدا کا قہر ٹوٹے آسمان پر
نہ نکلی التجا بھی بنکے مُنہ سے ۔ شکایت پھر گئی آکر زبان پر

جناب محمد سعید صاحب سعید قادری چشتی شاگرد جناب تجمل جلالپوری ازکامٹی

ستم پر ہو ستم مجھ نیم جان پر ۔ برابر امتحان ہو امتحان پر

تُلا ہے دل جو فریاد و فغان پر — مچی ہے کھلبلی سی آسمان پر
سُناتا ہون جو مین حالِ دلِ زار — وہ پہرون ہنستے ہین میری بیان پر
جناب شیخ ہون یا رند ساقی — ڈھٹی دونون دیے ہین اس دُکان پر
دلِ سوزان سے اُٹھتا ہی دُھوان جب — گھٹا چھا جاتی ہے اک آسمان پر
بنا پھر تیرِ غم کا دل نشانہ — یہ پھر آیا کسی ابرو کمان پر
جگر مثلِ کتان ہے چاک اپنا — فدا ہو کر بُتانِ مہوشان پر

جناب سلطان از کوتوالی شہر پشاور

ڈھٹی دی ہے تمہاری آستان پر — دماغ اپنا نہو کیون آسمان پر
رسائی اندنون اپنی وہان ہے — فرشتونکے بھی جلتے ہین جہان پر
الٰہی کیسی حسرت چھا رہی ہے — مزارِ کُشتۂ نازِ بُتان پر
لبِ شکوہ کھُلے ممکن نہین ہے — لگی ہے مُہرِ خاموشی زبان پر
پہونچتی ہین دُکھے دل کی دعائین — اثر کی جستجو مین آسمان پر
سحر تک بات مطلب کی شبِ وصل — نہ آئی بیحواسی سے زبان پر

جناب میان احمد علی صاحب سائین از پشاور

جہان جبریل کے جلتے ہین شہپر — تجھے خالق نے پہونچایا وہان پر
نہین کیا رند رحمت کے سزاوار — ترا قبضہ ہی کیا زاہد جنان پر

جناب مولانا مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی منیجر مدرسہ حشمتیہ رحمت غازیپور

تصدق اپنے اِس سوزِ نہان پر — اثر جسکا ہے مغزِ استخوان پر
جھکی جاتی ہین آنکھین شرم سے کیون — وہ کیا پوچھے مری رازِ نہان پر
اثر نے آکے اُسکے پاؤن چومے — گئی جب آہ میری لامکان پر
حسینون سے وفاداری کی اُمید — گمان موج ہی ریگِ روان پر
نحیف ایسا ہون اب اے رشکِ لیلےٰ — حسد ہی قیس کو مجھ ناتوان پر
ہوئے عاشق تو اب سمجھے بُری کی — ہنسے اورونکی فریاد و فغان پر

نہ چھوڑا ہے سوزِ غم تو ایک ریزہ
ہما و سگ نہ جھگڑین استخوان پر

وہ سوزش تھی کہ خورشید درخشان
بنا چھالا مرے زخم نہان پر

وہ کیا سمجھین کہ کیا قدرت کی ہین کھیل
نظر جنکی ہی دورِ آسمان پر

چلو شمشاد ساتھ اُس گلبدن کے
جو آمادہ ہے سیر گلستان پر

جناب مبین الرضا صاحب شوخ بدایونی شاگرد جناب شیدا بدایونی

یہ اُنکی کمسنی کی شوخیان ہین
کہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

خدا را اپنی محفل مین بُلا لو
کھڑے ہین ہم تمہاری آستان پر

نصیحت کیجیے رندونکو ناصح
عبث الزام ہی پیر مغان پر

شب غم دلکے بہلانے کو اکثر
تمہارا نام رہتا ہے زبان پر

جناب عبدالحی صاحب شیدا بدایونی شاگرد جناب دولہا بدایونی

دہن پر ناز سے رومال رکھکر
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

نگاہِ ناز سے زخمی کیا دل
کہان کی چوٹ پہونچی ہے کہان پر

سوالِ وصل پر بولے بگڑ کر
نہ بیہودہ سخن لاؤ زبان پر

غضب کی شوخیان کرتا ہی دل بھی
فدا ہی جب سے اک بانکے جوان پر

مجھے رسوا کیا اس دل نے شیدا
خدا کی مار ایسے رازدان پر

جناب فخرالدین احمد صاحب شیدا قاضی پوری

خدا حافظ دلِ نا عاقبت کوش
بہت مائل ہی زلفِ مہوشان پر

کلیجا اپنا پتھر کا بنا نا
ستم کرنا اگر مجھ سخت جان پر

تبسم کیا کیا بجلی گرا دی
بتون نے غنچہ ہاے بوستان پر

دلِ شیدا فدا رہتا ہے شیدا
کسی کی ہر ادا ے دلستان پر

جناب شاد

الٰہی عشق مین ہوے کامیابی
کمر باندھی ہے اُسنے امتحان پر

جہان روتا ہی سُنکر قصۂ درد
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

ہلا ابرو نہیں ایجاب تیرا
چلا خنجر یہ جان ناتوان پر

جناب پیارے لال صاحب شاکر میرٹھی شاگرد جناب شوکت میرٹھی

فرشتون مین مچا شور الاماں کا
مرے نالے جو پہونچے آسمان پر

شب فرقت نہ رو رو کر گذرتی
اجل کرتی جو مہر اس ناتوان پر

سنائین حال اپنا کیسکو شاکر
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب منشی عبدالرحیم خانصاحب شفا غازی پوری

وہی ہین مستحق حورون کے زاہد
جو مرتے ہین حسینان جہان پر

مری بوتل کا زاہد کاگ اڑکر
ستارہ بنگیا ہے آسمان پر

جناب غلام پیر صاحب شہرت سالکی موضع فتحپوری

جو سو سو آفتین ہون ایکجان پر
کہو آئے نہ کیون نالہ زبان پر

یہ آہ آتشین آفت مچادے
پہونچ جائے جو دلسے آسمان پر

جناب بابو برہمی چند لال صاحب صبا رئیس پورنیہ شاگرد جناب شوق نیموی

ہزارون ٹھوکرین کھاتا ہون ذلت
پڑا ہون جب سے تیرے آستان پر

بپا کردی فرشتونمین قیامت
جو پہونچا میرا نالہ آسمان پر

تمہین ہنستے ہو سنکر حال ورنہ
جہان روتا ہے میری داستان پر

ترے جور و جفا کا حشر مین بھی
نہ آئیگا گلہ میری زبان پر

جناب لالہ للتا پرشاد صاحب صوفی وکیل منصفی غازی آباد

دماغ اپنا نہو کیون آسمان پر
فدا ہون غیرت حور جنان پر

نمائش ظاہری ہے دیکھ صوفی
نہ دینا دل کبھی حسن بتان پر

جناب سید محمد باقر صاحب ضو لکھنوی وکیل حیدرآباد دکن شاگرد جناب بقا لکھنوی

محبت نے انھین روکا وہان پر
ہماری دفن تھی میت جہان پر

اڑاتی ہے دل مبتلا کے ڈھنگ
تڑپتی ہے جو بجلی آسمان پر

پھنسی ہے مانگ مین تھنے یہ افشان
کہ نکلے ہین ستارے آسمان پر

دُکھا کر دل ہمین سے پوچھتے ہین — بتاؤ درد ہوتا ہی کہان پر
مرے پہلو مین ہے وہ چاند ای ضو — ہی میرا بھی دماغ آج آسمان پر

جناب منشی وِنایک پرشاد صاحب طالب بنارسی شاگرد جناب راسخ دہلوی از بمبئی

نصیبون کو ہم اپنے کیون نہ روئین — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
تم اپنی شرم سے رُسوا ہوے آپ — عبث بُہتان ہی سادی جہان پر

جناب سید ظفر حسن صاحب ظفر ہاپوڑی شاگرد جناب اظہر ہاپوڑی

اثر کرتی نہین کیون اُنکے دلپر — فغان جاتی ہی میری آسمان پر
ظفر ایسے سے ہمدردی کی امید — جو ہنستا ہو ہماری داستان پر

جناب سید وجاہت علی صاحب عاشق گورکھپوری

اُنھین رہنا تھا تیرے آستان پر — گئے ناحق مسیحا آسمان پر
ذرا نکلین تو نالے میرے دل سے — ابھی پہونچین گے دم مین آسمان پر
حسینون کی جفا گردون کی بیداد — ہزارون آفتین ہین ایک جان پر
جو زاہد دیکھلے کوے بُتان کو — نہ مائل ہو کبھی باغِ جنان پر
ادھر دیتا ہون مین اُنکو دعائین — اُدھر ہین گالیان اُنکی زبان پر

جناب عزیز اللہ صاحب عزیز بدایونی

فغان ہردم جو ہی میری زبان پر — دل آیا ہے کسی بانکے جوان پر
کسی کے رُخ پہ یون افشان چُنی ہی — ستارے جسطرح ہون آسمان پر
کرون کِس کِس جفا کا تیری شکوہ — ہزارون ہین ستم مجھ ناتوان پر
ہمارا حال اُنکو دل لگی ہے — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
قدم ہون اُنکے اپنے سر پہ یارب — اور اپنا سر ہو اُنکے آستان پر

جناب محمد حسین صاحب عاجز مدرس فارسی مدرسہ لور مڈل قصبہ لاتور ریاست نظام

خدارا چھوڑ کر جور و جفا کو — کرم کیجیے مجھ نیم جان پر
کوئی ہے مست اور کوئی ہی بیہوش — تماشا ہی درِ پیر مغان پر

جناب منشی متھورا پرشاد صاحب عاصی سررشتہ دار دفاتر عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر چھوٹا ناگپور رانچی

سناتے ہین جو ہم اپنی کہانی
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

پتا اُنکا نہین معلوم مجکو
مین بھیجون نامہ بر کو کس نشان پر

جناب علی احمد صاحب طیش قادرگنجوی شاگرد جناب بیتاب کرانی از رانچی

ہراک رو دیتا ہے میرے بیان پر
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

وہ ہنس ہنس کر مری آہ و فغان پر
چھڑکتے ہین نمک زخم نہان پر

جناب سید عباس حسن صاحب غنی وکیل شاگرد جناب اوج لکھنوی

اثر دکھلا رہا ہے ضبط الفت
شکایت آکے رکتی ہے زبان پر

زمین پر دیکھ کے تیری ہنسی کو
تڑپ جاتی ہی بجلی آسمان پر

وقار اپنا دکھاتی ہی مری خاک
بگولا بنکے پہونچی آسمان پر

عدم کی سخت منزل ہے الٰہی
اِسے آسان کر مجھ ناتوان پر

تری افشان سے گرتے ہین جو ذرے
وہ بنتے ہین ستارے آسمان پر

اگر ہم اُنکی صحبت مین نہین ہین
ہمارا ذکر ہے اُن کی زبان پر

صدائے نغمہ کیا نالے بنے ہین
فرشتے وجد مین ہین آسمان پر

جو میرے قتل مین جلدی کرو تم
بڑا احسان ہو مجھ نیمجان پر

چمن مین خوب غنچے مسکرائے
گری بجلی جو میرے آشیان پر

مری برگشتہ قسمت کا ستارہ
گیا کرتا ہے گردش آسمان پر

جناب سید امیر حسن صاحب فروغ لکھنوی وکیل ہائیکورٹ نظام دکن

کرین رحم آپ اُس شوق نہان پر
جو آسکتا نہین دلسے زبان پر

نہ شبنم سے بھی کانٹونکی بجھی پیاس
کہ ہر قطرہ ہوا اک چھالا زبان پر

کہین اُٹھین تری نیچی نگاہین
کہین ٹوٹے یہ بجلی آسمان پر

گلہ بھی تیرا تجھ سا بیوفا ہے
مرے دلمین ہو دشمن کی زبان پر

مرے نالے کی رکھلے بات یارب
یہ فریادی چلا ہو آسمان پر

مین جب جانون حیا اُسکو بھی روکے | نہ تیرا نام بھی آسکے زبان پر
نگاہِ ناز سے کیجے اشارے | کہ نازک وار بھی ہون ناتوان پر
گلہ بھی غیر کا ہے قابلِ رشک | مرے مُنہ سے گیا تیری زبان پر
تحمل اسکا بھی ظالم نہوگا | جو آیا رحم بھی مجھ ناتوان پر
خطا کسکی ہے اور پائے سزا کون | ستاؤ تم پڑے صبر آسمان پر
مرا شکوہ ہے ظالم مجھسے اچھا | کہ یہ ہر وقت ہے تیری زبان پر
مجھے کیون دیکھنے آئے ہین احباب | نظر بھی بار ہے مجھ ناتوان پر
تمہارے نام پر قربان ہو دل | یہ دل کی طرح آتا ہے زبان پر
مرے بعد اُڑکے میری خاک ظالم | جمے گی آکے تیرے آستان پر
کدورت مین پھنسا ہے دل کا چھالا | محبت کی زمین ہے آسمان پر
فروغ اور تیرے دربان سے رُکیگا | بپا ہے اک قیامت آستان پر

آنریبل جناب سید محمد غلام جبار صاحب فاضل وکیل ہائیکورٹ

جفائین لاکھ ہون مجھ بیجان پر | شکایت پر نہ آئیگی زبان پر
ہے ناصح ناز اگر حسنِ بیان پر | تو سمجھا کر اُنھین لے آ یہان پر
دل پُر داغ ہے پھولونکا تختہ | مین صدقے اس بہارِ بے خزان پر
کھلا عشقِ عدو باتوں سے اُنکی | جو دلمین تھا وہی آیا زبان پر
خدا نے چاند سا چہرہ دیا ہے | دماغ اُنکا نہو کیون آسمان پر
مرے دلمین بھی تو ہی تو بسا ہے | ترا ہی نام ہے میری زبان پر
کلیجا مُنہ کو آتا ہے وہ غربت | برستی ہے مزارِ بیکسان پر
مجھے کچھ اپنے دل پر بس نہین ہے | نہین قابو نہین اپنی زبان پر
نکل آتے ہین دشمن کے بھی آنسو | وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
یہ کسکے ظلم کا چرچا ہے جبار | یہ کیا خلقِ خدا کی ہے زبان پر
عبادت کے لیے پیدا ہوے ہین | زمین پر ہم فرشتے آسمان پر

شفق پھولی ہو یا بھڑکے ہین شعلے
لگائی آگ کسنے آسمان پر

دم وعدہ غضب ہے مسکراہٹ
نہین کا ہو گمان اس تیری ہان پر

محبت ہے مری سچی کہ جھوٹی
تمھین معلوم ہوگا امتحان پر

بہت تقوے کی تم لیتے ہو فاضل
ملے تھے رات کو مے کی دکان پر

جناب منشی سید محمد محسن صاحب فوق شاگرد جناب فروغ لکھنوی از حیدرآباد دکن

کب آیا تھا گلہ میری زبان پر
نہ روٹھو غیر کے جھوٹے بیان پر

تاسف کر رہا ہے سارا عالم
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

محبت جسکو ہو تمسے حسین سے
نظر ڈالے وہ کیون حور جنان پر

صدائے قم سے مردے کو جلایا
تصدق مین لب معجز بیان پر

ملی معراج کسکو قتل ہو کر
یہ کسکا سر چڑھا نوک سنان پر

انھین پر شک قمر کہتی ہے دنیا
دماغ انکا ہے اس سے آسمان پر

ہوئین باتین جو اس شیرین ادا سے
حلاوت آگئی میری زبان پر

جناب نواب سید نور الحسن عرف للّن صاحب فتنہ رئیس اعظمگڑھ

اٹھے دل سے مرے اور دم مین پہونچے
شب فرقت مین نالے لامکان پر

کہا جب سے انھین رشک مسیحا
دماغ انکا ہے چوتھے آسمان پر

رسائی یار تک آسان تھی لیکن
خدا کی مار ظالم پاسبان پر

جناب قاضی غلام حیدر صاحب کشتہ سب انسپکٹر ریلوی پولیس پرتابگڑھ

وفا ثابت نہین اس بدگمان پر
ہمارے امتحان ہین امتحان پر

سمجھتے ہین غلط درد جگر کو
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

زمین پر وہ تمھارا مسکرانا
چمکنا برق کا وہ آسمان پر

کہان اہل محبت کا ٹھکانا
پڑے ہین سب تمھارے آستان پر

محبت اب ہوئی جاتی ہے ظاہر
اب آئے جاتے ہین نالے زبان پر

محبت نے اثر کشتہ دکھایا
وہ روئے میرے مرگ ناگہان پر

جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب لطیف متوطن تھانہ بھون حال جلیسر

بہت درد جدائی سے ہے بیتاب
کرو رحم اب لطیف خستہ جان پر

جناب موسیٰ بھائی صاحب مآل گھڑی ساز برہانپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

جو آیا نام اُلفت کا زبان پر
لگے ہنسنے وہ میری داستان پر
توجہ سے سُنا کرتا ہے کوئی
ہمین ناز اِس سے ہے اپنی فغان پر
شب فرقت جو میری آنکھ کی تھی
وہی شکل ابر کی ہے آسمان پر
جہان مین تیغ ابرو کا تری مثل
فقط اِک ماہ نو ہے آسمان پر
اُجاڑا آشیان بلبل کا اِسنے
گرے بجلی الٰہی باغبان پر
مآل اک لطف میخواری مین آئے
گھٹا کالی جو چھائی آسمان پر

جناب ناظر خان صاحب مست سہسرامی ضلع آرہ

ہزارون قسم ہین اِک میر کجان پر
مگر ہین اُف نہین لاتا زبان پر
جو مینے کہدیا رشک مسیحا
دماغ اُنکا ہے چوتھے آسمان پر
بڑے بیدرد ہو بیرحم بیحد
کہ ہنستے ہو مری آہ و فغان پر
نشیمن لاکھ تھے گلشن مین لیکن
گری بجلی ہمارے آشیان پر
چلو اے مست وقت میکشی ہے
گھٹا چھائی ہوئی ہے بوستان پر

جناب منشی شیخ اشتیاق احمد صاحب مشتاق شاگرد جناب شہیر مچھلی شہری

وہ گل ہے پاس مین ہون اور مے ہے
گھٹا چھائی ہے ہر سو آسمان پر
ہم اُنسے اپنا رونا رو رہے ہین
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
ابھی تو دُون کی لیتے ہین اغیار
کھُلے گا حال سب کا امتحان پر
پلا دیتا ہے اکثر مفت کی بھی
خدا کی رحمتین پیر مغان پر

جناب رحمت اللہ خانصاحب مست بنارسی شاگرد جناب شعلہ مرادآبادی از مقام تبیا ضلع چمپارن

جو دود آہ پہونچا آسمان پر
تو اِک غم چھا گیا ساری جہان پر
طبیعت آگئی کوئے بُتان پر
نہین رغبت ہے دل باغ جنان پر

تجھی سے ہے منوّر سارا عالم ظہور ایجان نہین تیرا کہان پر

جناب لالہ لچھمی نرائن صاحب ورما مائل تار بابو اسٹیشن غازی آباد

اثر لے جذب الفت کچھ تو دکھلا وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
خبر پاکر مرے مرنے کی بولے دل اُسکا آیا تھا حورِ جنان پر

جناب احمد علی خانصاحب مضطر از کٹک

جفا سے ظلم سے باز آؤ دیکھو مرے نالے گئے ہین آسمان پر
خوشی سے سُنتے ہین ذکر عدو کو وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب مرزا غلام حسین صاحب مسکر شاگرد جناب سائین پشاوری از پشاور

دمِ آخر ہے اب تو اے مسیحا ترحم کیجیے اِس نیم جان پر

جناب منشی قطب الدین خانصاحب آتی حال وارد ناسک

وہ کیون گھبرا نہ جائین ہجر کی شب دل ناشاد کی آہ و فغان پر

جناب پنڈت تیرتھ رام صاحب تجم قلعدار یہ از شادیوال ضلع گجرات

اُٹھائے لاکھ صدمے اپنی جان پر شکایت ہم نہ لائے پر زبان پر
سُنائین حال جب رو رو کے اپنا وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
کرین گجرات مین ہم شاعری کیا کہ یہ فن ختم ہے ہندوستان پر

جناب عبداللہ صاحب ناصر خیرآبادی شاگرد جناب زیبا کوٹی از راہی بریلی

بظاہر شیخ حق حق کر رہا ہے فدا دل سے ہے حوران جنان پر
وظیفہ ہے یہی ناصر ہمارا کسی کا نام ہے اپنی زبان پر

جناب مفتی نذیر احمد صاحب نذیر سب اورسیر ساکن میرٹھ از ٹلہ پور

کرو کتنے ہی ظلم اس خستہ جان پر نہ آئے گا کبھی شکوہ زبان پر

جناب قاضی محمد واحد صاحب واحد از ڈمراؤن

نہین ہے اعتبار اُنکو بیان پر وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
ہوا نے پردۂ محمل کو اُلٹا خفا ناحق ہے لیلیٰ ساربان پر

مزا ہے ابتو واجد میکشی کا گھٹا چھائی ہوئی ہے آسمان پر

جناب محمد افتخار علی صاحب جگر مالک اف جگر کمپنی لکھنؤ شاگرد جناب امیر مینائی مرحوم

دل گلچین نہ جان باغبان پر گری بجلی ہمارے آشیان پر
کرون سجدہ جو سنگ آستان پر ابھی آجائے آفت پاسبان پر
اثر گو کچھ نہین پھر بھی بہت ہے کہ رو دیتے ہین غم کی داستان پر
تناسائی اگر دربان سے ہوتی پڑے رہتے کسیکے آستان پر
جسے دیکھو تمنائی ہے اسکا زمانہ مٹ رہا ہے اُس جوان پر
نہ آئی نیند اس حسرت مین ہمکو کہ سوتے رکھکے سر اُس آستان پر
ذرا وہ مہربان مجھپر ہوا تھا نظر غصے کی ڈالی پاسبان پر
زبان کو چوم لیتے ہین مری منھ جب اُسکا نام آتا ہے زبان پر
وہ کیون سُننے لگے فریاد میری لگے ہین کان دشمن کی فغان پر
زہے قسمت جو تم ہمکو ستاؤ کبھی شکوہ نہ آئیگا زبان پر
جگر کو جاکے متوالو نہین ڈھونڈھو پڑے ہونگے کہین مے کی دکان پر

جناب محمد ضمیر حسن صاحب دل شاہجہانپوری شاگرد جناب امیر مرحوم

فدا ہین دل جگر درد نہان پر تصدق جان ہے اس میہمان پر
وہ بولے شکوۂ درد نہان پر ذرا ہم بھی تو دیکھین ہے کہان پر
اُٹھو تلوار لو جھگڑا مٹا دو یہ سر بھاری ہے جسم ناتوان پر
نگاہین پھیر کر یہ وار کیسا چھری اُلٹی نہ پھیرو نیمجان پر
شباب آتے ہی اُڑ چلتے ہین یہ بت لگا دیتی ہین انکی شوخیان پر
مزا آتا ہے ہمکو فصل گل مین جھکی پڑتی ہین شاخین آشیان پر
چلے آتے ہین میکش ہر طرف سے یہ عالم ہے در پیر مغان پر
شب وعدہ شکایت کا تو کیا ذکر نہ آیا حرف مطلب تک زبان پر
کیا کچھ اس طرح اظہار مطلب کہ ہان آہی گئی اُنکی زبان پر

٭ یہ غزلین دیر مین وصول ہونے کیوجہ سے بے ترتیب درج ہوئین۔

ذرا آسان کردو تیغ لیکر — مصیبت ہی تمہارے نیمجان پر
شراب ناب اگر شیشے سے نکلی — پری بنکر اُڑیگی آسمان پر
یہی ہی شور نالون کا جو لے دل — بجیگا انکا ڈنکا آسمان پر

جناب حکیم سیّد محمد مہدی صاحب کمال خلف جناب جلال لکھنوی

زبان رکھے ہین وہ میری زبان پر — مجھے ہے ناز تاثیر بیان پر
مین نازان ہون خموشیِ بیان پر — جو دلمین ہے نہین آتا زبان پر
رسا اتنی ہے آہ نارسا بھی — نکلکر دل سے پہونچی آسمان پر
شکن سی ایک بستر پر پڑی ہے — گمان ہوتا ہی تیرے ناتوان پر
خیال اپنی نزاکت کا بھی کچھ ہی — ستم توڑوگے کیا مجھ سخت جان پر
مین اپنی بیخودی سے خود ہون مجبور — نہ پائین مجکو جب آئین مکان پر
بلا لین گے وہ آکر حسرت وصل — ہنسی آتی ہی قاصد کے بیان پر
محبت مین خموشی کہہ رہی ہے — نہ حرفِ مُدّعا آئے زبان پر
ستم ہے دل ہی نکلا دشمن جان — گمان تھا دوستی کا رازدان پر
مٹا دیتا ہی عاشق کی وفائین — اُنھین ہے ناز جورِ آسمان پر
کشش رکھتا ہے کیا افسانۂ ہجر — کھنچے آتے ہین دل میری بیان پر
بنائے دوست کو دشمن ہمارا — پڑے گا صبر اس کا آسمان پر
صدا آئی کہ تیرے دلمین ہم ہین — شبِ غم شکوہ دردِ نہان پر
مٹین گی کیا جفاؤن سے وفائین — ہمیشہ امتحان ہون امتحان پر
کسی کے سوزِ باطن کی ہے تاثیر — سیاہی چھا گئی ہے آسمان پر
لگا دے کوئی پورا ہاتھ قاتل — ترس کھا کچھ تو اپنے نیمجان پر
تصوّر مین بھی اُف کرتا نہین جو — ستم کرتے ہو ایسے ناتوان پر
جفائین سہیے گا تھام کر دل — نہ اُف نکلے مرے ضبطِ فغان پر
نہ کہنے پائین ہم دل کی تمنّا — کمال آجائے خود آنکی زبان پر

پیام

جناب منشی میر محب حسین صاحب محب نقوی پھولپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

ہر احسان ضعف کا مجھ ناتوان پر — گرا یا لا کے اُسکے آستان پر
یہی کیا جذب اُلفت کا اثر ہے — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
اثر اک دن دکھالے نالۂ دل — وہ ہنستے ہین بہت میری فغان پر
بتاؤن کیا ہوا جو حال دل کا — کسی کا نام جب آیا زبان پر
ستم کرتا ہو وہ چھپ چھپ کے لیکن — گمان ہوتا ہی سبکو آسمان پر
ہر بجانب محب خاطب پاسکے اُسکو — خفا کیا کیا ہوے وہ پاسبان پر
ترے عارض پہ آئی ہین یہ زلفین — گھٹا ئین چھائی ہین یا آسمان پر
تری بیجا جفاؤن پر بھی ظالم — نہ آیا حرف شکوہ تک زبان پر
کبھی گھبرا کے نکلی دلسے جب آہ — تلاطم مچگیا اک آسمان پر
ترحم کے عوض اُنکو ہمیشہ — ہنسی آتی ہے میری داستان پر
ہمیشہ ذکر غیرون کا کرین وہ — نہ آئے نام تک میرا زبان پر
وہ بدقسمت ہون چاہون بھی اگر مین — گرے بجلی نہ میرے آشیان پر
یہ رعب حسن تھا اُنکا شب وصل — نہ حرف مدعا آیا زبان پر
کسی قابل نہ رکھا اسنے افسوس — پڑین پتھر محب عشق بتان پر

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب محمد عبدالرحیم جناب محمد جی صاحب مرحوم تیم حسین ضلع

از ابوالاحسان اعجاز بھڑوچی

نور چشم حضرت عبدالرحیم — واقعی ہے ماہتاب حسن خیز
مین یہ تاریخین کہی اے اعجاز خوب — اختر حسن — آفتاب حسن خیز
۱۳۱۹ھ — ۱۳۱۹ھ

مصرع طرح

پرچہ پہونچتے ہی اسطرح مین (میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا) دل بسمل قافیہ ہوتا ردیف
۱۵ اکتوبر تک اسطرح مین (داغ اُلفت کو کلیجہ سے لگا رکھا ہی) لگا۔ بنا۔ قافیہ۔ رکھا ہی۔ ردیف۔
غزلین خوشخط علیحدہ علیحدہ کاغذ پر آنا چاہئین ورنہ درج ہونے کی شکایت ...

خریداران پیام یار اپنی تحریر مین نمبر خریداری ضرور لکھیں

پیام یار

مرتبہ

خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار

نمبر ۹ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء جلد ۲۰

ضروری باتین

(۱) پیام یار ماہوار شائع ہوتا ہے۔ جسمین دو حصوں مین نظم اور نثر۔ نظم مین لائق شعرا کا منتخب طرح کلام۔ نثر مین اعلیٰ درجہ کا ناول قیمت دونون حصون کی عام خریداروں سے ۔ سالانہ مع محصول رؤسا و والیان ملک سے چھ روپیہ سالانہ علاوہ علیحدہ صرف نظم یا نثر کی قیمت ۔ سالانہ مع محصول

(۲) بلا وصول قیمت سالانہ پیشگی کسی صاحب کو پرچہ نہین روانہ ہوتا۔ ایک نمبر بطور نمونہ دونون حصون کا ۔ اور ایک حصے کا ۔ کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

(۳) خریدار اور غیر خریدار سب کا کلام منتخب شائع ہوتا ہے انتخاب کمیٹی کرتی ہے۔ پوری غزل یا غیر طرح کلام ۔ فی شعر اجرت دینے پر درج ہو سکتا ہے

(۴) جن صاحب کے پاس کوئی نمبر ڈاک کی بد عنوانی سے نہ پہونچے تو ایک مہینے کے اندر اطلاع پانے سے بیرنگ بلاقیمت ارسال ہوگا۔

(۵) اجرت اشتہار دو ایک مرتبہ کے لیے فی سطر ۔ زیادہ کے لیے خط کتابت سے تصفیہ ہوگا۔

(۶) جن صاحب کو پرچہ بند کرانا ہو تو دفتر مین باضابطہ اطلاع دین قیمت کا ختم ہو جانا یا پرچے کا واپس کرنا بند کرانے کے لیے کافی نہوگا۔

(۷) ہر جواب طلب تحریر کے لیے ۔ ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

(۸) کل خط و کتابت محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم پیام یار کے نام ہونی چاہیے

قومی پریس لکھنؤ چوک مین چھپا

بقیۂ طرح پیام یار

وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب منشی سید انعام اللہ صاحب انعام رضوی الہ آبادی شاگرد جناب کوثر خیرآبادی

گھٹا کالی جو چھائی آسمان پر
ہوا اٹھکر در پیر مغان پر

چلا زورِ فغان کیا ناتوان پر
نہ آیا ضعف سے نالہ زبان پر

عدو رہتا ہے سائے کیطرح ساتھ
بُلائے کیا کوئی اُنکو مکان پر

چلے اہلِ جہان کو کرکے بیتاب
مرے نالے زمین سے آسمان پر

خبر جھوٹی مری توبہ کی سُنکر
ہوا محشر بپا مے کی دُکان پر

نزاکت سے نظر کا تیر چوکا
ہوا الزام اُس ابروکمان پر

ستانے مین زمینِ کوئے جانان
قدم رکھنے لگی ہے آسمان پر

نکالین گے نہ دل سے ناوک ناز
نہ ہوگا جبر ہمسے میہمان پر

مئے گلرنگ زاہد نے جو پی لی
کیا احسان کیا پیر مغان پر

جبین یار پر افشان نہین ہے
چمکتے ہین ستارے آسمان پر

خدا کے گھر سے پھر آیا ہے انعام
عیادت کو جو وہ آئے مکان پر

جناب شیخ الٰہی بخش صاحب ایجاد ساکن گیا شاگرد جناب کوثر خیرآبادی

دل آیا ٹوٹ کر اُس نوجوان پر
جو ڈھائیگا ستم مجھ بیزبان پر

زمین پر دل نہ دہلایا بتون کا
گئے نالے بلا سے آسمان پر

چڑھے کوٹھے یہ وہ بکھرا کے زلفین
گھٹا چھائی ہوئی ہے آسمان پر

مسی مالیدہ لب پر صدقے نیلم
فدا لعلِ یمن ہے رنگِ پان پر

مئے گلرنگ سے ساقی چھلکا دے
گھٹا چھائی ہے اودی آسمان پر

گمان ہو اُس سہی قامت صنم کا
قدِ بالائے سروِ بوستان پر

وہ دروازے سے پہر آکے پلٹے
مقدر نے بدی کی ہے کہان پر

رگِ گردن سے جو نزدیک تر ہی
اُسی کا نام رہتا ہے زبان پر

مرے دُکھ درد کی سُنکر کہانی
فرشتے رو رہے ہین آسمان پر

مرے پُر زور نالون سے شبِ ہجر
عجب ہلچل پڑی ہے آسمان پر

لبِ ایجاد پر تھا نام کس کا
حلاوت ہی دمِ آخر زبان پر

جناب شیخ الٰہی بخش صاحب اثرؔ سوداگر راج ریوان شاگرد جناب امیر مرحوم لکھنوی

مرا دل لوٹ ہی کوئے بتان پر
تصدق شیخ جی باغِ جنان پر

وہ بولے ناز سے کیون کی شکایت
جو حرفِ شکر بھی آیا زبان پر

رقیبون نے کمر ہمت کی باندھی
تُلے ہین تھوڑ جیسے بھی امتحان پر

جفا و ظلم سے گو مرمٹے ہم
شکایت کا نہ حرف آیا زبان پر

مرے دل کو جگہ پہلو مین دی ہی
نوازش ہی یہ اُنکی میہمان پر

مقلد ہین ہم اہلِ لکھنؤ کے
ہمین دعویٰ نہین اپنی زبان پر

جو اُس مہرو نے کوٹھے پر بُلایا
زمین سے اُڑ کے پہونچے آسمان پر

گرے کیون طور پر غش کھاکے موسیٰ
کوئی پوچھے تو کیا دیکھا وہان پر

ہماری آہ سے مُرجھا گئے پھول
عبث بہتان ہی بادِ خزان پر

حرم سے بڑھکے لطفِ جبہہ سائی
ملا ہے اُس صنم کے آستان پر

چمن مین پھول بلبل ہنس رہے ہین
گرے بجلی نہ تیرے آشیان پر

قفس سے اب کہان جائیگی بلبل
کترتا ہی عبث ای باغبان پر

نہین یہ حور و جنت کا طلبگار
اثرؔ عاشق ہی شاہِ دوجہان پر

جناب اندازؔ بلگرامی شاگرد جناب فاخر لکھنوی از حیدرآباد دکن

کیا ہے مجھکو میرے دل نے رسوا
خدا کی مار ایسے رازدان پر

جناب شیخ بھی ہونگے اسی مین
بڑا مجمع ہی ساقی کی دُکان پر

مجھے ورد زبان ہے شکر اُنکا
شکایت ہی مری اُنکی زبان پر

ترا عاشق ترے ظلمون کا شکوہ — نہ لایا آجتک اپنی زبان پر
ستانا مجھکو جائیگا نہ خالی — پڑے گا صبر اکدن آسمان پر
تماشا ہوگئے ہم اُنکا انداز — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب مرزا محمد شہامت بہادر عرف اختر مرزا صاحب اختر ساکن گیا شاگرد جناب شوخی

نظر کرتے نہین باغِ جنان پر — جو بیٹھے ہین تمہارے آستان پر
ترقی ہے مرے نالونکی یہ دیکھو — نکلکر دل سے پہونچے آسمان پر
نظر آتی نہین توبہ کی اب خیر — گھٹا گھنگھور چھائی آسمان پر
گمان رندون کو ہوگا اور زاہد — نہ بیٹھو تم درِ پیرِ مغان پر
سوالِ وصل سُنکر مجھسے اختر — وہ کہتے ہین نہ لانا پھر زبان پر

جناب اعجاز رضوی شاگرد جناب فاخر رضوی از حیدرآباد دکن

خوشی ہو خاک قولِ گلرخان پر — نہین پر ہان نہین ہستی ہو ہان پر
ستانا دل کو پھر ہمکو جلانا — یہ کیسا امتحان ہے امتحان پر
تمہارا اور تمہارے حسن کا ذکر — زبان پر ہے زبان پر ہے زبان پر
قیامت ہے غضب ہے ایکبین بھی — نہ رحم آیا اُنھین میری فغان پر
یہی ہو وقت میخواری کا اعجاز — گھٹا چھائی ہوئی ہے آسمان پر

جناب اخگر گدڑپوری

وہ نالے جائینگے کیا آسمان پر — جو آسکتے نہین دلسے زبان پر
تجھے لازم ہے او ضبطِ محبت — نہ آسکے حرفِ شکوے کا زبان پر
نہ اُٹھونگا مثالِ نقشِ پا مین — اگر بیٹھا تمہارے آستان پر
بیانِ حالِ غم سُن سُنکے اخگر — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب حافظ سید محمد مہدی حسن میانصاحب آزاد شاہجہانپوری شاگرد جناب ہجر

ہزارون ظلم ہین مجھ ناتوان پر — ہزارون آفتین ہین میری جان پر
کسی عاشق کا ہے خون اے ستمگر — جو چھائی ہے شفق یہ آسمان پر

الٰہی کوئی دن ایسا بھی آئے ... مرا سر ہو کسی کے آستان پر
ہماری آہ سے دیکھو یہ آزاد ... مچا ہے شور سارے آسمان پر

جناب محمد احمد صاحب احمد لکھنوی پیشکار تحصیل معظم آباد نظامت سانبھر ریاست جے پور

کہا رو رو کے جب حالِ شبِ غم ... وہ ہنستے تھے ہماری داستان پر
سوالِ وصل سُنکر وہ یہ بولے ... نہ لانا ایسی باتین پھر زبان پر

جناب بشیر احمد صاحب اختر محرر مال گدام ساکن محمد آباد گوہنہ شاگرد جناب اخگر گورکھپوری

وہ تھا عزلت گزینِ خلوتِ دل ... جسے ہم ڈھونڈھتے آئے لامکان پر
نہ اُٹھون گا مین نقشِ پا کے مانند ... اگر پہونچا تمہارے آستان پر

جناب اسیر

نمک پاشی ہے گویا زخمِ دل پر ... جو ہنستے ہو مری آہ و فغان پر
اسیرِ خستہ جان مرتا ہے اب تو ... کرم فرمایئے اُس نیم جان پر

جناب ڈاکٹر محمد زمان خان صاحب آصف از مارشیس (مرحوم)

شہانِ ہفت کشور ہین جلو مین ... دماغ اُنکا ہے ہفتم آسمان پر
حیا سے لب چبا کر رہ گئے وہ ... جو آیا تذکرہ شب کا زبان پر

جناب نواب علی خانصاحب برق لکھنوی شاگرد جناب ہلال

بنے گی ہاتھ سے رندونکے زاہد ... تمہاری گت درِ پیرِ مغان پر
سُنا ئین ہجر کی تمکو حقیقت ... مخاطب ہو جو تم عرضِ بیان پر
ستم کیا کیا سہے اے برق اُسنے ... نہ لائے ہم کبھی شکوہ زبان پر

جناب پنڈت نارائن پرشاد صاحب بیتاب آتھر آف دی پارسی تھیٹریکل کمپنی بمبئی

نہ پھول اے گل بہارِ بوستان پر ... خزان بھی آنیوالی ہے یہان پر
جسے دی چاند سی صورت خدا نے ... دماغ اُسکا نہو کیون آسمان پر
نہین یہ شرطِ ضبطِ عشق بیتاب ... کسی کا نام کیون آیا زبان پر

جناب شاہ رجب علیصاحب قمر متوطن اعظم گڈھ

بہت روئے شبِ غم کے بیان پر / جو ہنستے تھے ہماری داستان پر
ہماری آہ کی دیکھو رسائی / دُھوان بنکر یہ پہونچی آسمان پر
یہ وقت نزع حسرت ہے بشر کی / محمدؐ کا رہے کلمہ زبان پر

جناب منشی مولابخش صاحب جلیل شاگرد جناب ہجر از شملہ

ہوا ہون مبتلائے ہجرِ جانان / غضب ٹوٹا ہے جانِ ناتوان پر
سُناتے ہین جو ہم غم کا فسانہ / وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
جلیل اُنکی کمر ہی جب نہین ہے / کہین پھر کیا وہ میرے امتحان پر

جناب حفیظ از بانکی پور

جھکایا سر جو اُسکے آستان پر / دماغِ عجز پہونچا آسمان پر
جو کہتے ہین وہی ہوتا ہے اکدن / ہمین بھی ناز ہے اپنی زبان پر
مرین اس زندگی پہ حضرتِ خضر / کرین تکیہ حیاتِ جاودان پر
بگڑنے پہ بھی یہ پاسِ وفا ہے / شکایت آ نہین سکتی زبان پر
زمانہ ذکرِ اُلفت کا ہے مشتاق / لگے ہین کان میری داستان پر
وہان فرصت نہین ہے کوسنے سے / یہان ہر دم دُعا اپنی زبان پر
مری اُفتادگی ہے طرفہ معراج / گرایا ضعف نے اُس آستان پر
اُٹھاکر کوثر و تسلیم سے ہاتھ / ڈٹا ہون اب درِ پیرِ مغان پر
یہین سے کرتے ہین کعبے کو سجدہ / رگڑتے ہین جبین اک آستان پر
مٹے گی کب مری قسمت کی گردش / پڑے گا صبر کسدن آسمان پر

جناب خواجہ حمید جان عرف نواب پیارے صاحب حمید رئیس گیا شاگرد جناب کوثر خیرآبادی

نہ آئے نام جب دل سے زبان پر / وہان پہونچیگا قاصد کس آستان پر
بلائین جسقدر تھین آسمان پر / وہ سب نازل ہوئین مجھ خستہ جان پر
کسے دوبھر ہے اپنی زندگانی / جو مائل ہو بُتِ نامہربان پر
مرے نالون نے برپا کی قیامت / زمین سے بھی زیادہ آسمان پر

مجھے دین گالیان تمنے سر بزم — وہی جو دلمین تھا آیا زبان پر
حمید اُٹھو چلو دھونی رمائو — حبیب کبریا کے آستان پر

جناب منشی امیر حیدر رضا صاحب حیدر ردولوی از محلہ سروی اعظمگڑھ شاگرد جناب فتنہ رئیس اعظمگڑھ

فدا ہون جبسے ابروے بتان پر — ہزارون چلّے باندھے ہین کمان پر
فسانہ غم کا سُنکر رو دیے وہ — جو ہنستے تھے ہماری داستان پر
دوزانو صبح سے بیٹھے ہوے ہین — ڈھئی دیکر کسی کے آستان پر

جناب حامد شاہ صاحب حامد پنجابی گورداسپوری شاگرد جناب ہجر شاہجہانپوری

مری الفت کا قصہ تا قیامت — رہیگا ایک عالم کی زبان پر

جناب مولوی محمد ریاض حسن خانصاحب خیال رئیس سولپور شاگرد جناب داغ دہلوی

کدورت دل کی آئی ہے زبان پر — زمین کی خاک پہونچی آسمان پر
کیا کسکی نگہ نے اسکو بیتاب — تڑپتی کیون ہے بجلی آسمان پر
ہماری زندگی ہے آپکے ہاتھ — نہین پر مرتے ہین جیتے ہین ہان پر
ہزارون جانین اک جلوے کی قربان — وہ آمادہ کبھی تو ہون امتحان پر
تمھین خورشید لکھکر چاند کہکر — چڑھایا ہے ہمین نے آسمان پر
کسی کا فتنہ سے خو ملتی ہے اسکی — مجھے پیار آرہا ہے آسمان پر
خیال انروزون ڈورے ڈالتے ہین — کسی بانکے نکیلے نوجوان پر

جناب محمد اسماعیل صاحب خمیدہ برادر خرد جناب خلیل بہڑوچی

سنائین کیا اُنھین درد محبت — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
کلیجا ہے بتون کا یا کہ پتھر — ستم کرتے ہین مجھسے ناتوان پر
خمیدہ ہے یہی ارمان دلمین — کہ جاؤن روضۂ شاہ زمان پر

جناب بھولا ناتھ داس صاحب درخشان جیپوری از حال بلندشہر

فغان آئے اگر دل سے زبان پر — فرشتے چیخ اُٹھین آسمان پر
نہ نکلی وصل مین بھی دلکی حسرت — کہان تک روؤن جور آسمان پر

الٰہی خیر ہو عاشق کے دل کی — چڑھایا تیر اُسنے کمان پر

جناب سید غلام نبی صاحب رُکن شاگرد جناب کوثر

ڈھلے مے آج ساقی کی دکان پر — گھٹائین آگئی ہین آسمان پر
اگر مین زور دون طبع روان پر — زمین شعر ہو پہنچے آسمان پر
امید و یاس مین جھگڑے پڑے ہین — فقط انصاف ہے اب اُنکی ہان پر
رقیب روسیہ کو ساتھ لائے — کبھی آئے جو وہ میرے مکان پر
حلب آئینہ رُخ پہ تصدق — عدن صدقے لب گوہر فشان پر
اُٹھے کسطرح بارِ زندگانی ہو — گران ہے جان جسم ناتوان پر
کوئی دیکھے یہ واعظ تو نہین ہے — چھپائے منہ کھڑا مے کی دُکان پر
بنے گا طالع بیدار رہبر — پہونچ جائینگے ہم اُنکے مکان پر

جناب منشی قطب الدین خانصاحب راقی از پونہ

وہ میری ہین مین اُنکا ہو گیا ہون — یہ جھگڑا ہے زمین و آسمان پر

جناب محمد سلیمان صاحب سلیمان ساکن موضع جیٹھولی ضلع پٹنہ

گذر اپنا ہے آج اُس آستان پر — فرشتونکے بھی جلتے ہین جہان پر
مبارک کوئے جانان مجکو زاہد — ترا قبضہ رہے گر باغِ جنان پر
یہی ہے آرزو روزِ ازل سے — کہ نکلے دم تمہارے آستان پر
اثر یہ جذب اُلفت نے دکھایا — وہ روتے ہین مری آہ و فغان پر
غم و رنج و بلا و حسرت و درد — یہ ساری آفتین ہین ایک جان پر
تمہاری یاد ہے ہر لحظہ دلمین — تمہارا نام ہے ہر دم زبان پر
خدا جانے کہ کیا انجام ہوگا — دل آیا ہے بُتِ نامہربان پر
نہین جز شمع کوئی رونے والا — مزارِ عاشقانِ خستہ جان پر

جناب سید محمد سلطان حسن صاحب سلطان شاہجہانپوری شاگرد جناب مبارک

خدا نے چاند سی صورت جنھین دی — دماغ اُنکا ہو کیون آسمان پر

سُنائین قصۂ غم اُنکو کیونکر — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
مے گلگون پلا ساقی خدا را — گھٹا چھائی ہوئی ہے آسمان پر
پریشانی نہ اب کم ہوگی اپنی — دل آیا کاکلِ عنبر فشان پر
دلِ پُر درد کے نالون سے سلطان — قیامت کا ہے عالم آسمان پر

جناب سید سجاد حسین صاحب سجاد محرر عدالت تحصیل معظم آباد راج سوائی جے پور

لحد مین رکھکے مجکو چلدیے سب — تُف اس دُنیا پہ اور اہلِ جہان پر
ہین شیخ و برہمن دونون برابر — یہ عاشق بُت پہ وہ حورِ جنان پر
چھپائے جام و شیشہ حضرتِ شیخ — کھڑے تھے کل درِ پیرِ مغان پر
نہ سمجھو نارسا آہِ رسا کو — فلک کیا جائیگی یہ لامکان پر

جناب منشی محمد عمر صاحب سہیل چشتی صابری سوتی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

غضب ہے قہر ہے آفت ہے جان پر — دل آیا ہے بتِ نا مہربان پر
مرے نالون نے ہے وہ سر اُٹھایا — کہ اک ہلچل سی ہے نہ آسمان پر
کہانی اپنی ہم کِسکو سُنائین — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب راجکشور لال صاحب سحر گورکھپوری شاگرد جناب قاصر گورکھپوری

فقط یہ کوئی دم کی میہمان ہے — عبث ہے نازِ جانِ ناتوان پر
وہ مُرغِ ناتوان ہون اِس چمن مین — کہ مجھپر ہوگئے بارِ گران پر
ستائین سحر تمکو لاکھ دشمن — نہ لانا بھولکر شکوہ زبان پر

جناب محمد محسن صاحب سحر خلف منشی محمد مبارک علی مرحوم تحصیلدار سابق اودھ ساکن قصبہ ہاپوڑ

کبھی کہتا ہون گر حالِ دلِ زار — تو ہنستے ہین وہ میری داستان پر

جناب مولوی عبد الکبیر صاحب شفیق ساکن گیا شاگرد جناب کوثر خیرآبادی

جو چلاؤن شبِ فرقت فغان پر — فرشتے کانپ اُٹھین آسمان پر
حسین تجھسا نہین دُنیا مین کوئی — تجھے ترجیح ہے حورِ جنان پر
سُنائین کِس طرح دُکھ درد اپنا — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب خواجہ کریم اللہ خانصاحب شمس عظمگڈھی برادر جناب فتنہ

مجھے دیکھا جو اپنے آستان پر	بہت برہم ہوا وہ پاسبان پر
درِ مطلوب پر مین اُڑکے پہونچون	عطا کر دے جو خالقِ جہان پر
شب غم کی نہین سنتے کہانی	وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب کنجبہاری لال صاحب مشفق وکیل کھنڈیلہ ریاست جےپور از نظامت توراواٹی

مرے شور و فغان سے کل شب ہجر	فرشتے چونک اُٹھے آسمان پر
جفائین بڑھ گئین میری وفا سے	نہ آیا پر کبھی شکوہ زبان پر

جناب مولوی غلام صمدانی صاحب صمد سررشتہ دار عدالت صاحب جج بہادر ضلع گیا

جفائین اور مجھسے ناتوان پر	تعجب ہے خیالِ آسمان پر
ہین نکلون کسطرح زلفونکے خم سے	کہ ہین دُہری بلائین ایک جان پر
فرشتونمین ہو میری آہ کی دھوم	گڑا ہے اسکا جھنڈا آسمان پر
ہمارے بعد پھر رونا پڑے گا	ابھی ہنس لو ہماری داستان پر
الٰہی خیر کرنا بلبلون کی	نظر صیاد کی ہو آشیان پر
مرے ہوتے کیا اغیار کو قتل	ہوئی حسرت نصیبِ دشمنان پر
کسی کے خونِ ناحق کا اثر ہے	شفق پھولی نہین ہو آسمان پر
صمد جسنے تمہارا دل لیا ہے	اُسی کا ذکر ہے ہردم زبان پر

جناب حکیم شکر اللہ صاحب صبا متوطن قصبہ بڑا گاؤن ضلع بلیا

بتون سے بڑھکے ہو کیا حسن زاہد	جو ہو تو شیفتہ حورِ جنان پر
اثر جانون صبا مین آہ کا جب	چلے آئین جو وہ میرے مکان پر

جناب ضیغم ساکن باڑھ شاگرد جناب جوش نیموی عظیم آبادی

رہِ اُلفت مین ثابت مین ہون یا غیر	نہین معلوم ہوگا امتحان پر
حسینون کا ہے شیوہ بیوفائی	ہو کیونکر اعتبار اُنکے بیان پر
ہمارے دل کی باتین سُنکے ضیغم	وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب حکیم مہتہ رادھا کشن دت صاحب طالب شاگرد جناب برق از پشاور

ہوا ڈھیر آکے تیرے آستان پر — تعجب ہے غبار ناتوان پر

تمہارے مضطرب کے نالے سُنکر — تڑپ اُٹھے فرشتے آسمان پر

ہمین کیا کام ہے دیر و حرم سے — جبین فرسا ہین تیرے آستان پر

بتنگ آکر ترے جور و ستم سے — شکایت لائے ہین ظالم زبان پر

در دوزخ کھلا سمجھے فرشتے — جو پہونچی آہ سوزان آسمان پر

خدا کی شان رو دیتا ہے طالب — عدو تک بھی ہماری داستان پر

جناب مولوی سید محمد ظفر حسن خانصاحب ظفر خلف جناب شاداب مرحوم رئیس سیوہارہ شاگرد جناب حفیظ جونپوری

اگر ہم اڑ گئے آہ و فغان پر — اک آفت آئیگی ساری جہان پر

جدائی پر رشک اعدا جور افلاک — یہ صدمے ایک جان ناتوان پر

وہ بولے آئینے مین دیکھکر عکس — طبیعت کیون نہ آئے اس جوان پر

نظر مین ہے کسی کی بے نیازی — جھکے کیا سر بتون کے آستان پر

زمین پر ہر یہ کس بیکس کا ماتم — کہ چھائی ہے اداسی آسمان پر

اسیری کے مزے سے ہین جو آگاہ — قفس کو فوق دینگے آشیان پر

تڑپنے والے دو ہی ہین جہان مین — زمین پر ہم ہین بجلی آسمان پر

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلمد عدالت اڈیشنل جج مراداباد

نہین افشان جبین مہوشان پر — چمکتے ہین ستارے آسمان پر

مرے سوز درون کا ذکر اور تم — کہین چھالے نہ پڑجائین زبان پر

کہان کا ضعف یارب پھٹ پڑا ہے — وہین کا ہوگیا بیٹھا جہان پر

خدا کی شان جو ہنستے تھے پہلے — وہ اب روتے ہین میری داستان پر

سُناتا ہون جو حال بیقراری — تڑپ جاتے ہین وہ حسن بیان پر

تمنا ہے یہی عاصی دم نزع — نبی کا نام ہو لب پر زبان پر

جناب منشی عابد علی صاحب عابد شاگرد جناب ہجر شاہجہانپوری از شملہ

جو نکلے نام شاہِ مرسلان پر
تصدق دل سے ہو تمین اپنی جان پر

گمان رضوان کو ہوتا ہے جنان کا
مکانِ جناتِم پیغمبران پر

سُنی جب داستانِ ہجرِ احمدؐ
فرشتے رو دیے میرے بیان پر

جناب علی عظیم صاحب عظیم تینوی شاگرد جناب کمال لکھنوی از مونگیر

پڑا رہنے دو اپنے آستان پر
کرم اتنا کرو اِس ناتوان پر

گیا اُس برق وش کو مجھ سے برہم
گرے آہونکی بجلی آسمان پر

ہنسی ہو دل لگی ہے یا کہانی
جو ہنس دیتے ہو میری داستان پر

عظیم اِک دل جو تھا بھی ہمدم اپنا
تصدق ہو گیا حُسنِ بتان پر

جناب لاله میوا لعل صاحب عاجز سب انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور از گیا

ذرا چشمِ عنایت ہے مسیحا
نظر کر اِس مریضِ نیمجان پر

نہین شک کوچۂ دلدار اِک دن
شرف لیجائیگا باغِ جنان پر

نہ آیا رحم اُس بے رحم کو کچھ
ہمارے نالہ و آہ و فغان پر

جناب شیخ محمد عبد العزیز صاحب عزیز ساکن موضع اشرفپور ضلع پٹنہ

نہ چھیڑ اے دل بیانِ صدمۂ ہجر
گران گذریگا طبعِ جانجان پر

ہوا ہے ضعف کا کچھ اِسقدر زور
گران ہے رُوح جسمِ ناتوان پر

جناب سید وجاہت علی صاحب عاشق شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

اُنھین رہنا تھا تیرے آستان پر
گئے ناحق مسیحا آسمان پر

جناب منشی مرزا عبد المجید صاحب فہیم گورکھپوری شاگرد جناب یاس لکھنوی

جگہ پاتے جو تیرے آستان پر
کبھی عیسیٰ نہ جاتے آسمان پر

وہ خوش ہین قصۂ غم کی بیان پر
بہت ہنستے ہین میری داستان پر

مصیبت لاکھ ہو اُلفت مین جان پر
نہ آئے گا ترا شکوہ زبان پر

یقین آئے تری باتون کا کیونکر
کہ دلمین کچھ ہے اور کچھ ہے زبان پر

یوہین دشمن کی کرتے کرتے تعریف
چڑھا دوگے تم اُسکو آسمان پر

کہے تردامنوں کو دوزخی وہ / خدا کا قہر واعظ کے بیان پر

کہونگا سو مین اک بُت کا ہون بندہ / جو دل مین ہو وہ آئیگا زبان پر

تکدّرِ عرش والونکو ہے مجھسے / زمین پیدا ہوئی لو آسمان پر

اُسی ترچھی نظر سے پھر مجھے دیکھ / لگا اک ہاتھ اور اِس نیم جان پر

ستاؤ لاکھ لیکن یہ سمجھ لو / یہان شکوہ نہ آئیگا زبان پر

بہت نازک ہے اُس کمسن کی تلوار / چلیگی کسطرح مجھ ناتوان پر

ابھی جلدی نہ کر توبہ کی واعظ / اُٹھا رکھ اسکو تو فصلِ خزان پر

بیانِ سوزِ غم کی ہو یہ تاثیر / پھپھولے پڑگئے میری زبان پر

کوئی شے بھی ہو ہم رندونکے قابل / ارے واعظ تری اونچی دُکان پر

مری آوارگی کہتی ہے اب بیٹھ / مثالِ سنگِ در اُس آستان پر

زمینِ کوئے جانان کا ہو یہ تول / مجھے حاصل ہو رفعت آسمان پر

مری تُربت پہ چھائی ہوگی حسرت / تم آنا بعد مردن اِس نشان پر

فہیم اب فصلِ گل آئے تو پھر سے / ڈٹین گے جاکے ساقی کی دُکان پر

جناب ابو الفخر سید محبوب علی خان صاحب فاخر رضوی شاگرد جناب ضیا دہلوی از حیدرآباد دکن

بنی ہے اب تو جانِ ناتوان پر / ہمارا امتحان ہے امتحان پر

اُچھالا اضطرابِ دل نے ایسا / کہ پہونچے ہم زمین سے آسمان پر

دیے اے عشق سبکو درہم و داغ / ترا احسان ہے سارے جہان پر

سمجھتے ہین وہ آہِ عاشق اُسکو / چمکتی ہے جو بجلی آسمان پر

کیا تھا جذبِ دل نے کچھ اثر آج / وہ آئے تھے مزارِ عاشقان پر

پہونچ ہی جائینگے ملکِ عدم ہم / چلے ہین توسنِ عمرِ روان پر

وفائین آزما لو تم ہماری / کھُلے گا حال اسکا امتحان پر

ازل سے عشق ہے مذہب ہمارا / فدا ہین ہم حسینانِ جہان پر

مقرر کچھ دکھائین گے اثر آج / چلے ہین میرے نالے آسمان پر

ہماری خوبیِ تقدیر دیکھو
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

وہی ہے ان ستمگارونکا کوچہ
جسے ترجیح ہو باغ جنان پر

جناب محمد فائق صاحب فائق سوگانوی شاگرد جناب کوثر

کبھی تکیہ نہ کر لطفِ بتان پر
بھروسا رکھ خدای انس وجان پر

جگر کیا چیز ہے دل کونسا مال
تصدق جان تک ہے جانجان پر

عجب پُردرد تھی روداد اُلفت
وہ روئے میرے غم کی داستان پر

فلک پر کسطرح پہونچے گا نالہ
نہین رکھتا یہ تیر اپنے کمان پر

حسینو دربدر کب تک پھرونمین
پڑا رہنے دو اپنے آستان پر

عجب بیرحم ہین صیاد و گلچین
کہ ہنستے ہین عنادل کی فغان پر

کسی کا خون ناحق پھر ہوا کیا
شفق پھولی ہوئی ہے آسمان پر

سُنے کیون سرگزشتِ خاکساران
دماغ اُس حور کا ہے آسمان پر

کبھی پورے ہوے وعدے نہ جنکے
بھروسا ہے ہمین اُنکی زبان پر

جناب بابو فیروز الدین صاحب فیروز محرر لوکل فنڈ صدر کچہری پشاور

کبھی وعدے پر اپنے تو نہ آیا
بھروسا کیا کرون تیری زبان پر

ہوئی تکرار کی عادت یہ اُنکو
نہین پر ہے نہین اور ہان ہے ہان پر

خیالِ گیسوِ خمدار جانان
شبِ فرقت بلا ہے میری جان پر

جناب فوق نگرنہسوی شاگرد جناب جوش ہیوی

خدا جانے یہ کیا سودا ہوا ہے
مرا دل ہے فدا زلفِ بتان پر

حسینانِ جہان جب بیوفا ہین
یقین کسطرح ہو اُنکے بیان پر

جناب سید ابوالقاسم عرف جنو صاحب قاسم بنارسی حال مقامی گیا شاگرد جناب حکیم سید صاحب صابر بنارسی

جگہ دیتے نہین کوچے مین اپنے
نیا ظلم اُنکا ہے مجھ ناتوان پر

نزاکت نے تری مقتل مین ظالم
چھری پھیری گلوے امتحان پر

وہی میرے لیے دیر و حرم ہے
ترا جلوہ نظر آئے جہان پر

بقا کے واسطے لازم فنا ہی — بھروسا کیا کرین عمرِ روان پر
جو تو یہ کچھ خدا ہی کی تھی مرضی — کہ ہم بیٹھے تمہارے آستان پر

جناب مولوی حکیم محمد عابد علی صاحب کوثر خیر آبادی شاگرد جناب امیر مرحوم لکھنوی از گیا

گرا غش کھا کے اُنکے آستان پر — مسافر تھک کے بیٹھا ہی کہان پر
نہین افشان جبینِ مہوشان پر — ستارے جڑ دیے ہین آسمان پر
غضب ہے سُنکے دشمن رو رہی ہین — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
الٰہی خانۂ دل سے گیا کون — برستی ہے اداسی اس مکان پر
بہت اونچی گئی آہِ شرر بار — چراغان ہو رہا ہے آسمان پر
نشیمن موسمِ گل مین اُجاڑا — گرے بجلی الٰہی باغبان پر
اِدھر مین اپنی بیتی کہہ رہا ہون — اُدھر ہین کان دشمن کی بیان پر
عجب پُر درد ہی ذکرِ شبِ غم — مین خود روتا ہون اپنی داستان پر
اُنھین یہ شوخیان رہنے نہ دینگی — گھڑی بھر چین سی میرے مکان پر
تمہارے پاؤنکی مہندی نہ چھُٹتی — جو چلے آتے اگر میرے مکان پر
نشیلی انکھڑیونمین ہی وہ جادو — جو چل جاتا ہے ہر پیر و جوان پر
بجائے رحم غصہ اُنکو آیا — شبِ فرقت مری آہ و فغان پر
ہی شامِ ہجر صبحِ روزِ محشر — گمانِ صور ہی بانگِ اذان پر
سیہ بختی سے کوثر اُٹھ رہا ہی — وصالِ یار مرگِ ناگہان پر

جناب کبیر احمد صاحب کبیر میرٹھوی شاگرد جناب داغ دہلوی

کبھی تھی نغمہ سنجی آشیان پر — قفس مین اب تو نالے ہین زبان پر
رکھا ہے سر کسیکے آستان پر — دماغ اپنا نہ کیون ہو آسمان پر
ملین گر حضرتِ موسیٰ تو پوچھین — یہ جلوے کیسے ہین روئے بتان پر
چلین گے ساتھ ملکر کعبے ای شیخ — تم آجانا درِ پیرِ مغان پر
یہ رسمِ عشق نکلی زاہدون سے — مرے پہلے ہی حورِ جنان پر

گئے کعبے کے در پر خواب مین ہم
کھلین آنکھین تو تھے اک آستان پر
بہت ارزان ملیگی جنس دل یان
چلا آئے کوئی میری دکان پر
محمد کا بھی ہی کیا نام پیارا
کہ رہتا ہے فرشتون کی زبان پر

جناب صدرالدین احمد صاحب کیفی غازیپوری

کہان تک صبر بیداد بتان پر
کہان تک شکر جور آسمان پر
گئی اس حال مین بھی لامکان پر
عجب آتا ہے آہ ناتوان پر
پریرو ہر روش پر پھر رہے ہین
غضب جوبن ہی صحن بوستان پر
نہین آتا کوئی جا کر وہان سے
گمان خلد ہی کوئے بتان پر
دوپٹہ اوڑھ لو تم بھی گلابی
شفق پھولی ہوئی ہی آسمان پر
سبک یہ ہون کہ مثل نکہت گل
پھرون دوش نسیم بوستان پر

جناب محمد اکبر صاحب کوکب گیاوی شاگرد جناب ہلال بنارسی

سوال بوسہ لب سنکے بولے
نہ ایسی بات پھر لانا زبان پر
نہین پوشیدہ کچھ راز محبت
مرا قصہ ہے عالم کی زبان پر

جناب منشی علی محمد صاحب گوہر منصرم ساکن قصبہ کٹمبہ ضلع گیا

فدا ہون کاکل عنبر نشان پر
بلا آئے بلا سے میری جان پر
عدو روتے ہین میری داستان پر
اثر ہوتا نہین اس دلستان پر
اداسی کے سوا کوئی نہین ہے
رہے جو آکے گور بیکسان پر
نگاہ رحم ادھر بھی اے شہ حسن
پڑا ہون کب سے تیرے آستان پر
قصور انکا نہ دل کی کچھ خطا ہے
خود آفت ڈھائی مینے اپنی جان پر
کشش مجنون کی اسکو کھینچتی ہے
خفا ہوتی ہے لیلی ساربان پر
حقیقت دلکی کیا ہے جان دونگا
ستمگر آئے تو میرے مکان پر
ابھی تو حال کھلتا ہے عدو کا
ذرا اتیار تو ہو امتحان پر
مقدر نے چمن مجھسے چھڑایا
نہین الزام کوئی باغبان پر

مسیحا بھی ہے پہلو مین اجل بھی
گھڑی ہی سخت جانِ ناتوان پر

مجھے تکلیف سی ملتی ہی راحت
فدا ہون دلسے مین جورِ بتان پر

نہین بیعقل اُس سے کوئی بڑھکر
جو مرتا ہے گھر نام و نشان پر

جناب سید محمد مسیح صاحب معجز خلف جناب نسیم ازسیکری

طبیعت آئی ہے جورِ جبان پر
مرے مین جاکے واعظ بھی کہان پر

سوالِ بوسۂ ابرو پہ اے ترک
چڑھایا چلہ کیون تو نے کمان پر

نقاب اُلٹی جو اُسنے وصل کی شب
چھپایا چاند نے مُنہ آسمان پر

لگا دے خم مرے ہونٹون سے ساقی
گھٹا چھائی ہوئی ہے آسمان پر

ہوئی تکلیف۔ کیون آئے دمِ نزع
ترس کھا [illegible] اِس نیمجان پر

سُناؤن حالِ دل پر یہ نہ کہنا
کلیجا ملتا ہے اس داستان پر

شبِ فرقت کا قصہ سُنکے بولے
ہنسی آتی ہی جھوٹی داستان پر

لہو روتے ہین ہم فرقت مین جنکی
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب منشی محمد امیر حسن صاحب مہر ساکن گیا منصرم [illegible] پولیس شاگرد جناب کوثر خیرآبادی

سمجھتے ہین کہ ہے جھوٹی کہانی
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

چلے آتے ہین وہ تھامے کلیجا
نہ کیونکر نا[illegible] آہ و فغان پر

فنا کے بعد گردِ راہ بنکر
رہونگا تیرے سنگِ آستان پر

مرے نالے شبِ فرقت مین سُنکر
لرزتے ہین فرشتے آسمان پر

مین اُسکو خضرِ راہِ عشق سمجھون
جو پہونچا دے کوئی اُنکے مکان پر

شبِ فرقت وہ آئے بہرِ تسکین
جو رحم آیا مری آہ و فغان پر

جناب منشی محمد عبدالرحمن خانصاحب نیر وکیل ریلی شاگرد جناب یاس لکھنوی

بہارِ گلشنِ کوئے صنم نے
ہنسایا خوب ہمکو بوستان پر

کیا شق القمر جسنے زمین سے
نہ کیون ہو دھاک اُسکی آسمان پر

ہوئی فیضِ قدم سے اُسکے جنت
زمین کو فخر ہے یہ آسمان پر

کھو تا بان ہے کسکا کوکبِ حسن | وہ کوٹھے پر ہے قمر آسمان پر
اُترتا ہی نہین کوٹھے سے وہ ماہ | مزاج اُسکا ہے گویا آسمان پر
بیان کر کرکے ہمتو رو رہے ہین | وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
عدو سے کرتے ہو ہنس ہنس کے باتین | ستم کرتے ہو جانِ ناتوان پر
سُنے ہونگے بہت بُلبل کے نالے | بھڑک جاؤگے تم میری فغان پر
پہ پیرو جسمع ہین محفل مین نیّر | لگی ہے اک یہ تُہمت کی یہان پر

جناب نواب مسٹر نصیر الدین حسین صاحب نصیر بیرسٹرایٹ لا از بانکی پور پٹنہ

خفا کیون ہو ہماری داستان پر | جو دلمین تھا وہی آیا زبان پر
ترقی کی نحافت نے یہانتک | کہ جینا بار ہے اس ناتوان پر
مرے ماتم کی ایذا دو اُٹھائین | خدا کا قہر مرگِ ناگہان پر
ترے عشاق جینے سے ہین بیزار | خضر مرتے ہین عمرِ جاودان پر
نکلواتے ہو کیون کوچے سے اپنے | تمنا ہے مرون اس آستان پر
بھری برسات مین میخانہ خالی | بڑا الزام ہے پیرِ مغان پر

جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب نیّر بھاگلپوری از لکھنؤ

نیا صدمہ ہے جانِ ناتوان پر | فدا جب سے ہوا اس نوجوان پر
سُناؤن کسطرح حالِ شبِ ہجر | بگڑتے ہین وہ میری داستان پر
مرا دل ہی کسیکی آرزو مین | مرا سر ہے کسیکے آستان پر
لبون پر جان ہے نیّر ہماری | مگر ہی نام اُس بُت کا زبان پر

جناب مولوی محمد عبد الواجد صاحب واجد ساکن ڈھمول شاگرد جناب کوثر

یقین کیونکر ہو قاصد کے بیان پر | ہمارا ذکر اور اُنکی زبان پر
اُڑین صحن چمن مین پھول بنکر | عنادل کے جو کترے باغبان پر
عدوی سنگدل بھی رو رہا ہے | ہمارے رنج و غم کی داستان پر
تصور دلمین صورت ہی نظر مین | اسی کا ذکر ہے ہردم زبان پر

تمہارے حسن کا شہرہ ہی ایجان کہین بڑھکر زمین سی آسمان پر
یہ برساتیکشون پرابرِ رحمت کہ پہونچے بھیگتے مے کی دُکان پر
گئے وہ ساتھ لیکر یان کی رونق اُداسی چھا گئی ساری مکان پر

جناب محمد عبدالحکیم خانصاحب ہنرؔ کیہ خورجوی

ملے یارب مجھے اس سجدہ کا اجر مرا سر ہے بتونکے آستان پر
کوئی خالی نہین پھرتا وہان سے چل اے واعظ درِ پیرِ مغان پر
جسے کہتے ہین سب قتال عالم مٹا ہون مین اسی جانِ جہان پر

جناب حکیم شیخ نبّو صاحب ہلالؔ ساکن بنارس وارد گیا۔ شاگرد جناب شوخی مرحوم

یہ محویت محبت مین تھی اسکی آنا لیلےٰ تھا مجنون کی زبان پر
فلک نے چادرِ مہتاب تانی مزار کشتۂ جورِ بتان پر

جناب میر ذاکر حسین صاحب یاسؔ لکھنوی شاگرد جناب جلالؔ

تغافل آہ نے کی امتحان پر زمین سے کھنچکے پہونچی آسمان پر
حلاوت سے لبون کو چاٹتا ہون یہ کسکا نام آیا تھا زبان پر
دیے دیتے ہین اپنی جان ہم خود تُلے بیٹھے رہین وہ امتحان پر
دلِ مضطر کی شاید ہی کوئی آہ تڑپتی ہے جو بجلی آسمان پر
ادبِ عشق کی مجھ پر ہے تاکید نہ آئے حرف شکوہ کا زبان پر
نظر آتی ہے شانِ کبریائی مرا سر ہے بتونکے آستان پر
کبھی تقدیر کی لے یاس دیکھو دل آیا ہے تو آیا بانکے جوان پر

جناب محمد ظفر احمد صاحب یکتاؔ دیوبندی شاگرد جناب جوشؔ

کسی کے فیضِ مقدم کے شرف سے زمین کو فخر ہے اب آسمان پر
الٰہی دیکھیے کیا گل کھلے گا ہمارے وہم پر اُنکے گمان پر
ستانا جائیگا ہرگز نہ خالی پڑیگا صبرِ بلبل باغبان پر
مزا حب ہے کہ محفل مین عدو کی اُنھین کا ذکر ہو میری زبان پر

جناب سید فضل حسین صاحب شوخ شاگرد جناب برتر حیدرآبادی از سیالکوٹ

کسی پر آئے دل انکا بھی یارب — جو ہنستے ہین ہماری داستان پر

جناب شیخ فیاض حسین صاحب فیاض مختار عدالت اعظم گڑھ

جبین رگڑی بتون کے آستان پر — نسیجے وہ نہ حال عاشقان پر
سنبھالین عرش اعظم کو فرشتے — چلے نالے ہمارے آسمان پر
مسیحائی بتون مین جب سے آئی — گئے عیسے چہارم آسمان پر
اُٹھایا میرے نالون نے یہی اب — بپا ہوگی قیامت آسمان پر
شمار بوسہ کرتے ہو عبث تم — عمل رکھو حساب دوستان پر
یہ ہرجائی ہی کیسی نرالی — نظر پڑتی ہے اسکی ہر جوان پر
تم اس سے قتل کر ڈالو تو بہتر — ستم ہین روز کیون مجھ نیمجان پر
کبھی کہتے ہین وحشت کا جنون ہے — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
سنبھلنے دو ذرا فیاض کو تم — نہ ظلم اتنے کرو اس نیمجان پر

شاعرۂ پردہ نشین گل از ہاپوڑ ضلع میرٹھ

تمہارا وعدۂ دیدار کل ہے — بنی ہے آج ہی سو اپنی جان پر
اُٹھا سکتا نہین مین بار فرقت — ستم کیون کرتے ہو مجھ ناتوان پر
چمن کی سیر کو آیا ہے گلرو — مبارکباد ہی گل کی زبان پر

گذشتہ طرح پیام یار

جناب موسیٰ بھائی صاحب آل گھڑی ساز برہانپور شاگرد جناب یاس لکھنوی

بام پر شب اگر جلوۂ جانان دیکھا — تو یہ سمجھے کہ فلک پر مہ تابان دیکھا
ہمہ تن جلنے لگا مین تو وہ فرمانے لگے — باغ عالم مین عجب سرو چراغان دیکھا
شب کو اٹھ اٹھ کے یہ کہتا ہون تصور مین ترے — یار کے بدلے تجھے اے مہ تابان دیکھا
آپ سے آپ چلے آئے نہ تھی جنکی اُمید — میرے نالون کا اثر اے شب ہجران دیکھا
تیرے رخسار تری آنکھ گل و نرگس ہے — جسنے دیکھا تجھے گویا کہ گلستان دیکھا

* یہ غزلیں دوسرے صفحہ پر ہونے سے بے ترتیب درج ہوئیں

آئینہ دیکھکے کیون غرق تحیر ہوے تم	حسن یوسف تو نہین تمنے مریحان دیکھا
دیکھتے اپنی غزل شوق سے کیونکر نہ مآل	فیض اُستاد سے ہر سو چمنستان دیکھا

افراط تفریط

گذشتہ سال ہم خان بہادر سید اکبر حسین صاحب پنشنر جج الہ آباد کی ایک عمدہ اور دلچسپ نظم پیام یار مین شائع کر چکے ہین جو ملک مین نہایت وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھی گئی اور صدہا خطوط بھی تعریف مین آئے۔ اسوقت بھی ہم ایک ترجیع بند صاحب موصوف کا پیشکش ناظرین کرتے ہین جو آپ نے نئی اور پرانی وضع پر لکھا ہے۔ اسکی عمدگی اور شوخی بیان و بندش کا فیصلہ ناظرین خود کرلینگے۔ مہتمم پیام یار

قدیم وضع پہ قائم رہون اگر اکبر	تو صاف کہتے ہین سید یہ رنگ ہے میلا
جدید طرز اگر اختیار کرتا ہون	خود اپنی قوم مچاتی ہے شور و واویلا
جو اعتدال کی کہیے تو وہ ادھر نہ اُدھر	زیادہ حد سے دیے سب نے پاؤن ہین پھیلا
ادھر یہ ضد ہے کہ لمنڈ بھی چھو نہین سکتے	اُدھر یہ دھن ہے کہ ساقی صراحی مے لا
اِدھر ہے دفتر تدبیر و مصلحت ناپاک	اُدھر ہے وحی ولایت کی ڈاک کا تھیلا

غرض دو گونہ عذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

قطعۂ تاریخ شادی کتخدائی ابوالمسعود پیرزادہ حضرت سید محمود میا صاحب حمید قادری چشتی النظامی بھڑوچی از ابوالاحسان منشی محمد عبد القادر اعجاز استاد انجمن ارباب محبت بھڑوچ

کلغی و سہرہ زر تار مبارک باشد	اجرا	مقنع و طرۂ و دستار مبارک باشد
دم شادی ہمہ احباب بگوے اعجاز		کتخدائی نیک اطوار مبارک باشد

مصرع طرح

۱۹۰۲ع

پرچہ پہونچتے ہی اِس طرح مین (میرے قابو مین مریحان اگر دل ہوتا) دل تسکین قافیہ ہوتا ردیف ۱۰۔ نومبر تک اِس طرح مین (داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے) لگا ستا قافیہ رکھا ہے ردیف

مہتمم پیام یار

مصرع طرح پیام یار

میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا

جناب امام الدین احمد خان صاحب آرزو کوٹھی شاہ آبادی شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

وصل الحیاۃ اگر آپ کا حاصل ہوتا ــ شاد میرا ابھی ارمان بھرا دل ہوتا
اُس جفاجو کا جو آنا سرِ محفل ہوتا ــ کوئی گرتا کوئی مرتا کوئی بسمل ہوتا
اسقدر دم نہ اُلجھتا شبِ فرقت میرا ــ میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا
تم نہ آئے جو شب وعدہ قضا ہی آتی ــ کوئی پہلو مجھے آرام کا حاصل ہوتا
ذبح کے وقت وہ زانو سے دبا لیتے اگر ــ یون نہ بیتاب ہمارا دلِ بسمل ہوتا
ملکے مہندی جو وہ دریا مین نہانے جاتے ــ قابلِ دید تماشا لبِ ساحل ہوتا
آپکے رنج کا ہوتا نہ اگر مجھکو خیال ــ جان دینا شبِ فرقت مین نہ مشکل ہوتا
ناز و انداز نہوتے جو قیامت انگیز ــ شیفتہ حسنِ بتان پر نہ کبھی دل ہوتا
اُسکے دینے مین بھی انکار نکرتا اے گل ــ میرے پہلو مین اگر اور کوئی دل ہوتا
بال بکھرائے جو آتے وہ مری میت پر ــ قبر مین اور پریشان مرا دل ہوتا
آرزو لطف شب ماہ کا ملتا اُسدم ــ ہاتھ جب یار کی گردن مین حمایل ہوتا

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اخگر سکرٹری محفل نقش سخن کیاٹی شاگرد جناب سعید

مبتلا رنج مین ہرگز نہ مرا دل ہوتا ــ مہربان مجھپر اگر وہ مہ کامل ہوتا
غرق دریاے حیا مین مہ کامل ہوتا ــ گر تمہارے رُخِ روشن کے مقابل ہوتا
سختیان ہجر کی اسطرح اُٹھاتا نہ کبھی ــ میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا
اپنے ابرو سے اگر کوئی اشارہ کرتا ــ تیغ کے نیچے سرِ عاشق بیدل ہوتا
درد رہ رہ کے کلیجے مین نہ اُٹھتا ہرگز ــ چوٹ کھایا ہوا میرا نہ اگر دل ہوتا
پھر مین کس چیز کی دُنیا مین تمنا کرتا ــ وصل کا تیرے مزہ مجھکو جو حاصل ہوتا

یاد آجاتا جو زاہد کو بھی کوچہ تیرا
بھولکر وہ نہ کبھی خلد مین داخل ہوتا

شمع کیطرح عدو اشک بہایا کرتے
مجھسے وہ گرم سخن گر سر محفل ہوتا

بھولکر لیتا نہ مین نام وفا کا ہرگز
کچھ مزہ تیری جفاؤن کا جو حاصل ہوتا

میری گردن پہ نہ ہوتا جو روان ای اخگر
تیز اتنا نہ کبھی خنجر قاتل ہوتا

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اعجاز بہروچی شاگرد جناب رضوان مرادآبادی

بن سنور کر وہ نہ حسن جو شامل ہوتا
زیب بزم اور کبھی رونق محفل ہوتا

خون ہی پر اگر آمادہ وہ قاتل ہوتا
کوئی زخمی کوئی گھائل کوئی بسمل ہوتا

اب تصور مین بھی ہمکو یہی رہتا ہی خیال
اپنے پہلو مین وہ رشک مہ کامل ہوتا

شکر پر شکر ادا کرتے سر محشر بھی
عوض حور جو وہ حور شمایل ہوتا

دیکھ پاتا مرے گلرو کو جو تو اے زاہد
بھولکر بھی نہ کبھی حور پہ مائل ہوتا

یہی ارمان ہی میرا یہی حسرت میری
کاش پہلو مین مرے تو عوض دل ہوتا

دلکے ہاتھونسے کچھ اسدرجہ ہوا ہون مایوس
یہی حسرت ہی کہ مین خلق مین بیدل ہوتا

شوخی چشم اُٹھا دیتی اگر میرا حجاب
پردۂ شرم شب وصل نہ حایل ہوتا

کیون اُٹھاتے یہ مصیبت یہ الم یہ کلفت
اپنے قابو ہی مین اعجاز اگر دل ہوتا

جناب محمد باقر حسین صاحب ارمان شکارپوری ہیڈ مدرس اسکول احمد گڈہ ضلع بلند

حسن پر اپنے اگر خود نہ وہ مائل ہوتا
عشق کا میرے نہ وہ بت کبھی قائل ہوتا

لطف نظارہ ہمین کیا دم بسمل ہوتا
کند کچھ اور اگر خنجر قاتل ہوتا

تجھسے دمباز پہ تا حشر نہ مائل ہوتا
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

قید ہوتا نہ کبھی چاہ زنخدان مین ترے
دل مرا گرچہ اسیر چہ بابل ہوتا

یون خلش مین مجھے رہ رہکے مزہ کیون آتا
پار سینے کے اگر ناوک قاتل ہوتا

نہ سہی لطف و کرم جور و جفا ظلم و ستم
کچھ تو کرتے وہ اگر مین کسی قابل ہوتا

داور حشر کا کچھ خوف جو ہوتا ظالم
اُسکے بندون کا نہ بیوجہ تو قاتل ہوتا

عشق نے کھو دیا اول ہی سے مجکو ارمان
ورنہ ہر فن مین زمانے کے تو کامل ہوتا

جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب انس شاگرد و خواہرزادۂ جناب اعجاز بھڑوچی

قتل عشاق پہ آمادہ جو قاتل ہوتا
کوئی زخمی کوئی کشتہ کوئی بسمل ہوتا

چٹکیاں لیتا جو پہلو مین ترا درد فراق
کبھی بجلی کبھی سیماب مرا دل ہوتا

دیکھ لیتا جو مرے غنچہ دہن کو زاہد
حسن حوران بہشتی پہ نہ مائل ہوتا

مرے آغوش مین ہوتی تری تصویر اگر
ہجر مین لطف مجھے وصل کا حاصل ہوتا

اُنکی آنکھون مین شب وصل جو شوخی ہوتی
پردۂ شرم نہ پھر بیچ مین حائل ہوتا

تری بیداد پہ اُمید اگر توڑتی آس
دل نہ اِس بار گران کا متحمل ہوتا

بے نقاب آپ اگر بام پہ آتے ایجان
کوئی مفتون کوئی شیدا کوئی مائل ہوتا

اُنس خال رخ جانان کا جو بھاتا خیال
داغ سینے مین جواب مہ کامل ہوتا

جناب منشی غلام مصطفےٰ خان صاحب اظہر شاگرد جناب حمید از جلگاؤن

میرے پہلو مین جو ایجان مرا دل ہوتا
ضبط گریہ نہ شب ہجر مین مشکل ہوتا

کاش نظارۂ رخ یار کا حاصل ہوتا
شکل آئینے کے حیران مرا دل ہوتا

عشق اُس عارض رنگین کا جو کامل ہوتا
نالۂ دل مرا فریاد عنادل ہوتا

عشق کرتا نہ کسی ماہ جبین سے پیدا
میرے کہنے مین ذرا بھی جو مرا دل ہوتا

تم جو دیتے نہ کاندھا تو یقین تھا مرکر
تا لب گور پہونچنا مرا مشکل ہوتا

حسرت کوچۂ دلدار مین جب اُکتاتا
سیر گلزار سے بھی خوش نہ مرا دل ہوتا

اپنے جامے مین سماتا نہ گل کی طرح
کوئی مطلب جو دل زار کا حاصل ہوتا

جناب منشی غلام حسین خانصاحب آفاق بنارسی

قتل ہی کرنے پہ آمادہ وہ قاتل ہوتا
خیر دیدار اسی حیلے سے حاصل ہوتا

صورتین جیسی حسینون کی ہین بھولی بھولی
لطف تھا رحم جو ایسا ہی کہین دل ہوتا

رشک فردوس بناتا ہین مکان کو اپنے
یہمان میرا جو وہ حور شمائل ہوتا

کہتے ہین ہم تو کچل ڈالتے پتھر سے اُسے
ایسا بیتاب ہمارا جو کہین دل ہوتا

سر اٹھاتے جو جوانی مین نہ جوبن اُنکے
پھر یہ کیون گھر سے نکلنا اُنھین مشکل ہوتا

تیری محفل کو تو بیشک مین سمجھتا جنت — لیکن اُس وقت کہ جب غیر نہ شامل ہوتا
درد اُلفت سے تو کمبخت بھرا تھا آفاق — کیا پسند اُس بُتِ بیدرد کو یہ دل ہوتا

جناب ممتاز حسن صاحب اخگر گورکھپوری

دل کے پاس اور جو پہلو مین کوئی دل ہوتا — مجکو جی بھر کے مزہ درد کا حاصل ہوتا
میرے قابو مین جو ایجان مرا دل ہوتا — بخدا تجھسے ستمگر یہ نہ مائل ہوتا
اِن حسینانِ ستمگر سے سمجھ لیتا مین — حشر کے دن جو طرفدار مرا دل ہوتا
حسن کی اپنی جبھی قدر تجھے ہوتی اگر — آئنہ دل کا مرے تیرے مقابل ہوتا
یاد آئین نہ وہ زلفین شبِ فرقت ورنہ — اِن بلاؤن سے تو بچنا مرا مشکل ہوتا
دل کو تھامے وہ چلے آتے یہان ای اخگر — آہ مین میری اثر کچھ بھی جو شامل ہوتا

جناب سید اعجاز علی صاحب اعجاز خیر آبادی شاگرد جناب دسم از بھوپال

لذتِ خنجرِ قاتل کا بیان کرتا حال — پوچھنے والا کوئی گر دمِ بسمل ہوتا
اسکی دھڑکن سے نہ چین آئیگا تربت مین مجھے — خوب ہوتا جو یہان مجھسے جدا دل ہوتا
دمِ بسمل نہ کوئی حسرتِ دل رہجاتی — آخری وقت جو نظارۂ قاتل ہوتا
ہوتا جب خون کا انصاف کہ ہم چپ ہوتے — اور گواہی کے لیے خنجرِ قاتل ہوتا
کوچۂ یار سے اُٹھین گے نہ ہمتو اعجاز — قیس جاتا نہ بیابان مین جو عاقل ہوتا

جنابِ لعل محمد خان صاحب اختر شاگرد جناب آفاق بنارسی

زندگی بھر نہ کسی پر کبھی مائل ہوتا — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
تم تو کیا حورین بھی آ آ کے خوشامد کرتین — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
صدمۂ ہجر سے کیون جان لبون پر آتی — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
آفتین کیون مجھے ہر روز اُٹھانی ہوتین — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر جاگیردار سرن پلی ضلع اندور علاقہ نظام

بھولکر بھی مین کبھی تجھپہ نہ مائل ہوتا — میرے قابو مین اگر آج مرا دل ہوتا
وصل اُس بُت کا کبھی مجکو جو حاصل ہوتا — پھولکر جامے کے باہر دلِ بسمل ہوتا

رکھتا آزاد زمانے کے بکھیڑون سے مجھے
دل مرا زلف ہمیسر پہ جو مائل ہوتا

جناب گوبردھن پرشاد صاحب امیر انسپکٹر پولیس بھاگلپور

جذبۂ دل کی مین تاثیر دکھاتا تمکو
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

گر نہ آتے وہ عیادت کو مری بالین پر
تب فرقت مین سنبھلنا مرا مشکل ہوتا

خیر گذری کہ جو آپ آئے تو تنہا آئے
خون ہوجاتا کوئی غیر جو شامل ہوتا

دوڑے جاتے ہم ابھی یار کی خدمت مین امیر
دل صد پارہ اگر نذر کے قابل ہوتا

جناب محمد مسیح صاحب امین سٹوڈنٹ سکنڈ ائر الیف. اے کلاس سکاچ مشن کالج سیالکوٹ

میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
اسقدر رنج وتعب مجکو نہ حاصل ہوتا

عشق کا روگ ہی گر مجکو لگانا تھا خدا
دل وہ دیتا جو کہ اس درد کے قابل ہوتا

تیرہ بختی ہی مین گر عمر گذرنی تھی مری
تو بلا سے ترے رخسار کا مین تل ہوتا

جناب جلال الدین صاحب اسیر از رانچی

حال دل کہنے کا موقع جبھی حاصل ہوتا
ایک ہم ہوتے کہ وہ حور شمائل ہوتا

آہ مین سوز تو نالے مین کشش ہوتی ضرور
اے اسیر آپ کا یہ عشق جو کامل ہوتا

جناب پنڈت جھابیر صاحب ببیر طالبعلم مدرسہ اسلامیہ مٹیا

نعتیہ

مجکو دیدار محمد کا جو حاصل ہوتا
پھر جہان مین نہ کوئی میرے مقابل ہوتا

حورین خدمت کو نہ ملتین نہ تو جنت ملتی
مین جو حضرت کی رسالت کا نہ قائل ہوتا

گر مجھے روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
جیتے جی روضہ فردوس مین داخل ہوتا

خواب ہی مین کبھی شکل اپنی دکھائی ہوتی
یا نبی آپ کا دیدار تو حاصل ہوتا

سامنے حق کے قیامت مین نہ عزت ہوتی
ببیر اگر امت احمد مین نہ داخل ہوتا

ایضاً

عاشقانہ

اُنکے رخسار کا جی بھر کے نظارہ کرتا
آئنہ بیچ مین اے کاش نہ حائل ہوتا

روکتا ہے مجھے کیون اُسکی گلی کا دربان
کیا گنہگار نہین خلد مین داخل ہوتا

تم اُٹھا دیتے کسی دن جو نقاب عارض
مثل پروانے کے بیتاب ہر اک دل ہوتا

بت پرستی کو تو کہتا نہ بُرا اے زاہد
تو کسی حور شمائل پہ جو مائل ہوتا

جناب بابو محمد اسمٰعیل خانصاحب بیدار از اکولہ شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

تجھسے مقتل مین جو اے ترک مقابل ہوتا
تیغ ابرو کے اشارہ سے وہ بسمل ہوتا

اوج پر اختر تقدیر جو اے دل ہوتا
وصل جانان کسی تدبیر سے حاصل ہوتا

عازم کوچۂ جانان اگر اے دل ہوتا
خضر بھی ساتھ ترے رہبر منزل ہوتا

سامنے جو ترے رُخ کے مہ کامل ہوتا
شرم سے ایسا سمٹتا کہ وہ اک تل ہوتا

وار جو خنجر ابرو کا تو کرتا اے شوخ
سر مقتل کوئی کشتہ کوئی بسمل ہوتا

بھولکر بھی ترے کوچے مین نرکھتا مین قدم
میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا

گالیان تو جو نہ دیتا لب شیرین سے مجھے
شہد مین کیون اثر زہر ہلاہل ہوتا

تھک نہ جاتے جو قدم اے دل دشوار پسند
قطع کرنا تجھے آسان یہ منزل ہوتا

کبھی مشہور زمانے مین نہوتا بیدار
عاشقون مین اگر اک بت کے نہ داخل ہوتا

جناب تفضل حسین صاحب بیخود بکسری شاگرد جناب کاہش لکھنوی

یون تری تیغ ادا سے نہ مین بسمل ہوتا
میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا

آپ آرائشین یون حُسن کی کرتے نہ اگر
آپ سے آئینہ آکر نہ مقابل ہوتا

ہمکو سینے سے لگا کر جو مین سوتا کسی رات
پھر نہ بیتاب مریجان مرا دل ہوتا

حال دل کہتے ہین سب پر نہین سُنتے یہ حسین
سُنتے البتہ اگر سُننے کے قابل ہوتا

عشق کیا چیز ہے دل آنا کسے کہتے ہین
پوچھتے اُس سے کوئی شخص جو کامل ہوتا

قطع اُلفت ہوئی اُس شوخ سے ورنہ بیخود
جان و دل دونون بچانا ہمین مشکل ہوتا

جناب محمد عنایت کریم صاحب بہتر گواتھی از ریاست بتیا چمپارن شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

بادہ نوشی کا مزہ مجکو بھی حاصل ہوتا
میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا

دولت حُسن کی دیتا ہی نہین تو تو زکوٰۃ
ورنہ اک بوسے کا مین تجھسے بھی سائل ہوتا

ٹوٹ جاتا یہ وضو آپ کا اے حضرت شیخ
آپ کے پاس جو وہ حور شمائل ہوتا

مجکو بالا ترے کانون کا بناتا اللہ
دم بدم بوسۂ رخسار تو حاصل ہوتا

پوچھتا کون حسینون کو بھلا دُنیا مین — سب کے سینون مین کمبخت اگر دل ہوتا

جناب خواجہ محمد بیدار بخت صاحب بیدار شاگرد جناب داغ دہلوی

کیا مزہ خاک ہمین زیست کا حاصل ہوتا — دل ہمارا جو حسینون پہ نہ مائل ہوتا
آتی خود پردۂ محمل سے نکلکر لیلےٰ — جذبۂ شوق اگر قیس کا کامل ہوتا
نازسے اُنکا وہ غنچے کو مسل کر کہنا — لطف تھا یہ کسی عاشق کا اگر دل ہوتا
پارسائی کے نکلجاتے یہ سارے دعوے — شیخ یار دن مین جو اک ذرہ بھی شامل ہوتا
شکوۂ جور یہ بیدار دیا اُسنے جواب — لطف کرتے تو مزہ کیا تجھے حاصل ہوتا

جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب تکلف شاگرد جناب آسمان کانپوری از تھانہ بھیجی ضلع کالپی

برق کی طرح تمہین دیکھنا مشکل ہوتا — جائے آئینہ اگر آئینۂ دل ہوتا
مانگتے آپ نہ دیتا مین یہی کد رہتی — دل لگی چار گھڑی کی تھی اگر دل ہوتا
اُس سے جنت ہی مین ملجانیکی ہوتی اُمید — وہ پری چہرہ اگر حور شمائل ہوتا
آج دُنیا ہی سے یہ رسم وفا اُٹھ جاتی — آپ ایسا نہین میرا بھی اگر دل ہوتا
غیر کیون کرتے ہین غم ہجر مین تیری یہ ہنڑ رشک — ہائے یہ غم تو نہ غم مین مرے شامل ہوتا
ہو گئی خیر جو رونے سے مجھے منع کیا — آسمان آج حباب لب ساحل ہوتا
آگیا حشر بھی دیدار سے محروم رہے — کبھی سچا تو ترا وعدہ باطل ہوتا
آئینہ بچتا رہا تجھسے بہت پردے مین — مُنہ کی کھاتا جو کہین تیرے مقابل ہوتا
دن تجھے عشق مین فرہاد جو ہوجاتا پہاڑ — کاٹنا رات کا بھی کوہ سے مشکل ہوتا

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

آرزو تھی ترے پامالون مین شامل ہوتا — ٹھوکرون مین تری نازو کا طالب دل ہوتا
عکس آئینے مین اُنسے جو مقابل ہوتا — یہ تماشا بھی ذرا دیدکے قابل ہوتا
مجھسے گرمی وہ جلانے کو عدو کے کرتے — گرم یون بھی کبھی ہنگامۂ محفل ہوتا
دل ہے دل آنکھ سے آنکھ اُسکی دلیتی جبتک — لطف بل بیٹھنے کا کیا ہمین حاصل ہوتا
دیکھتے مجکو جو دم توڑتے گھبرا جاتے — سہل کرنا مری مشکل نہین مشکل ہوتا

کھینچتا آہ جو مجنون تو وہ آندھی چلتی
کہین لیلی کہین پردہ کہین محمل ہوتا

لطف جب دیتے کسی مصحفِ رخ کی بوسے
ہاتھ بھی گردنِ نازک مین حمایل ہوتا

ہائے کس چین سے یہ چند نفس کٹجاتے
سینہ دم بھر جو تہِ زانوئے قاتل ہوتا

بیٹھتا تیر ہی اُسکا مرے پہلو مین کوئی
یہی پہلوئے قرار دلِ بسمل ہوتا

ایسی صحبت بھی دکھاتی کبھی تقدیر مجھے
گالیان دیتے وہ مین بوسونکا سائل ہوتا

دور کھنچتا تھا کوئی غیرت مہ لاکھ جلال
کھینچ لاتا اُسے جذب اپنا جو کامل ہوتا

جناب حکیم علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی شاگرد جناب شمشاد لکھنوی از ریاست تبیا چمپارن

زیر ابرو جو کہین آپ کے اِک تِل ہوتا
حجرِ کعبہ کا بوسہ یہین حاصل ہوتا

کالی زلفون کا حسینون کے جو مائل ہوتا
کب بلاؤن سے پھر آزاد تو اے دل ہوتا

تیغ ابرو کا جو اُسکے نہ وہ ہوتا گھائل
ترا ابرا آتا نہ ہلالِ فلک اے دل ہوتا

اسی کمبخت کے ہاتھون مین ہوا ہون برباد
خوب ہوتا مرے خالق جو مین بیدل ہوتا

عارضی حسن وہان اور یہان ہے اصلی
کیا بھلا چاند مرے مہ سے مقابل ہوتا

نہ تری زلف گرہگیر کا وحشی بنتا
نہ کرہی سکے مین پابندِ سلاسل ہوتا

درد سر ہونے لگے سیر کو جائے جو وہ گل
اسقدر باغ مین ہے شورِ عنادل ہوتا

اُسمین وہی ہین اسیر اسمین ہزارون دل قید
بڑھکے کیا چاہ ذقن سے چہ بابل ہوتا

پانی پانی وہ خجالت سے نہوتا زنہار
چشم ترسے جو سمندر نہ مقابل ہوتا

شیخ گھر کو مرے جنت ہی تصور کرتا
میرا مہمان جو وہ حور شمائل ہوتا

اُسکی رحمت کو گنا ہون سے ہی نسبت اے جذب
مین گنہگار نہ کیون رحم کے قابل ہوتا

جناب محمد ابو الحمید صاحب حمید وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ نظام دکن شاگرد جناب داغ دہلوی

رشک سے غیر کے جینا مجھے مشکل ہوتا
مین نہوتا جو ترے پاس مرا دل ہوتا

لطف جب تیر نظر کا تجھے حاصل ہوتا
آئنہ دیکھکے تو آپ بھی بسمل ہوتا

اور کیا شکوۂ بیداد سے حاصل ہوتا
بس یہی نا کہ پشیمان وہ اے دل ہوتا

ہوتی ہر روز نئی خار تمنا کی کھٹک
روز پہلو مین مرے ایک نیا دل ہوتا

ہاتھ رکھکر مرے سینے پہ وہ فرماتے ہین
دیکھتے یسر جو بیتاب ترا دل ہوتا

ناتوانی جو ذرا بھی مجھے رخصت دیتی
پھر تو مین اور وہی کوچۂ قاتل ہوتا

دل یہ وہ دل ہے کہ اس دل کے طلبگار ہین سب
تم نہوتے تو کوئی اور ہی سائل ہوتا

گلشن خلد مین شیطان کی رسائی ہو محال
خیر کس طرح تری بزم مین داخل ہوتا

کیون گوارا ستم و جور بتان ہے مجکو
پوچھتا مین جو کوئی عشق مین کامل ہوتا

کسی مصرف کا نہین ہے یہ دلِ پژمردہ
نذر کرتا مین اگر آپ کے قابل ہوتا

بخت دشمن نہ ہوا ہائے مقدر اپنا
ورنہ جو رنج مجھے تھا اُسے حاصل ہوتا

جناب منشی سید محمد ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

چہرۂ صاف پہ اُس بت کے اگر تل ہوتا
پرتوِ رخ سے وہ رشکِ مہِ کامل ہوتا

نیلیِ زلف کا شیدا نہ اگر دل ہوتا
سلسلے مین کبھی مجنون کو نہ داخل ہوتا

مین نہوتا اگر آشفتۂ گیسوے صنم
کیون کڑی جھیل کے پابندِ سلاسل ہوتا

قیس جاتا نہ کبھی ناقۂ لیلی کے قرین
جذب اُلفت نہ اگر رہبرِ کامل ہوتا

ہندوِ زلف سیہ مصحفِ رُخ نور آگین
فرق کیونکر نہ میانِ حق و باطل ہوتا

رنگ لاتا نہ اگر عشق رخِ حور لقا
لطف سیرِ چمن خلد نہ حاصل ہوتا

غیرتِ عشق اگر بعدِ فنا لاتی رنگ
خاکِ مجنون کا بگولا پسِ محمل ہوتا

شکل دلبر کے سوا غیر کا آتا جو خیال
زنگ آلودہ مرا آئنۂ دل ہوتا

دیکھتا سخت نگاہون سے وہ بت اسکو اگر
آنکھ کے ڈھیلے سے چور آئنۂ دل ہوتا

رنگ لاتا نہ اگر زہرہ جبینون کا عشق
یون نہ ہاروت اسیرِ چہِ بابل ہوتا

جناب شیخ محمد سعید صاحب خورشید شاگرد جناب جلال لکھنوی از شیخ ضلع منٹگمری

یہ مین جلنا تھا تو شمع سرِ محفل ہوتا
رونقِ بزم بتان کاش مرا دل ہوتا

وصل کا مین نہ کبھی آپ سے سائل ہوتا
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

مہ و خورشید گئے دونون ہی اد پر ادپر
سیر تھی آئینہ سے جو تیرے مقابل ہوتا

بوسہ اُسکے لبِ جان بخش کا ملتا نہ اگر
آبِ حیوان بھی مجھے زہرِ ہلاہل ہوتا

قہر ہو جاتا اگر دیکھتا وہ آئینہ
آپ تیغ نگہ ناز سے بسمل ہوتا

باغبان تشنۂ خون دشمن جانی صیاد
باغ مین کوئی تو ہمدرد عنادل ہوتا

جناب علی احمد صاحب دوطا بدایونی

میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا
مجکو دنیا مین مزہ زیست کا حاصل ہوتا

خیر گذری نہ ہوا شوق اُسے زینت سے
سُرمۂ چشم ستم خلق کا قاتل ہوتا

نگہ ناز کا اک وار اگر چل جاتا
بخدا دید کے قابل ترا بسمل ہوتا

حشر مین خوب شہادت کی سند ملجاتی
خون سے لال اگر دامن قاتل ہوتا

اُنکے ہاتھون مین نہوتی جو حنا کی سُرخی
حشر مین خون کا دعوی مرا باطل ہوتا

خیر گذری کہ دیا دل نہ کسی ظالم کو
جسکو معشوق بناتا وہی قاتل ہوتا

ایک دل اسپہ یہ غم ہائے ستم ہائے ستم
کاش پیدا ہی نہ سینے مین مرے دل ہوتا

جناب محمد برکت اللہ صاحب رضا لکھنوی فرنگی محلی

مائل چاہ ذقن میرا اگر دل ہوتا
مثل ہاروت اسیر چہ بابل ہوتا

میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
تجھسے ظالم پہ کسیطرح نہ مائل ہوتا

گر اثر عشق مین اے حور شمائل ہوتا
میری گردن مین ترا ہاتھ حمائل ہوتا

لذت ہجر سے آگاہ اگر دل ہوتا تو
وصل کا اُس سے کسی طرح نہ سائل ہوتا

تا قیامت نہ ترے ہاتھ سے سُرخی جاتی
منہدی کے ساتھ لہو میرا جو شامل ہوتا

وہ مسیحا جو عیادت کو مری آجاتا
جان لینا ملک الموت کو مشکل ہوتا

رشک سے دیکھکے اغیار گلے کٹواتے
مجھپر اک وار جو اے خنجر قاتل ہوتا

بوسہ دینے مین تو انکار ہے یہ کچھ تمکو
قہر ہوتا مین اگر وصل کا سائل ہوتا

جناب محمد انور خان صاحب نگ افغانی ساکن کلکتہ

اے ستمگر تری محفل مین نہ آتا ہرگز
اک ذرا بھی مرے قابو مین اگر دل ہوتا

دل چرانے کی جو عادت مجھے ہوتی معلوم
مین تری بزم مین پھر دل سے نہ غافل ہوتا

آج بے شبہ وہ ہین بزم عدو مین دلربا
خود بخود ایسا نہ بیچین مرا دل ہوتا

ناصحا خبط کی باتین نہ کرو جا اُٹھی	پوچھنا کیا تھا جو قابو مین مرا دل ہوتا

جناب سید رضی الحسن صاحب رضی اکبرآبادی

کاہے کو منتین کرتا یہ ستم کیون سہتا	میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
پوچھتے کیا ہو حقیقت نہین ہوتا معلوم	دل تمہارا جو کسی آنکھ کا گھائل ہوتا
لطف نظارہ جو پوچھو تو رضی تھا معدوم	پردۂ شرم اگر آپکے نہ حائل ہوتا

جناب منشی محمد رفیع صاحب رفیع رئیس و تعلقدار موضع اوندر برادر محمد وسیع صباڈپٹی مجسٹریٹ

مین نہ اُس ماہ لقا پر کبھی مائل ہوتا	میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
بھیجکر نامہ اگر یاد نہ فرماتے رفیع	مین نہ اس بزم مین ہرگز کبھی شامل ہوتا

جناب قنبر علیصاحب رفیق حیدرآبادی شاگرد جناب شیفتہ کنتوری

ہجر کی رات مین اس طرح نہ بسمل ہوتا	میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
اے رفیق آتے ادھر خود ہی وہ ہو کر بیتاب	جذبۂ عشق اگر آپ مین کامل ہوتا

جناب شاہ محمد ریاض الحق صاحب ریاض وبہار مونگیری از پورنیہ

تیری اُلفت مین نہ مجھے لطف زیادہ ملتا	جور کے ساتھ جو کچھ رحم بھی شامل ہوتا
لطف اس کالی گھٹا کا مجھے جب آتا ریاض	میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا

جناب مولوی عبدالغنی صاحب زیبا بداونی

تم تو انسان ہو پری پر بھی نہ مائل ہوتا	میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
تم نقاب رُخ روشن جو ہٹاتے ایجان	دیکھنے والون کے پہلو مین نہ پھر دل ہوتا
کوئی ممنون وفا ہے کوئی مقتول جفا	کاش ان دونون مین ایک مین شامل ہوتا
آپ کا ہوتا تصور مین جو آنا جانا	خانۂ دل مرا اک حور کی محفل ہوتا
مجکو آتا ہے مزہ چھیڑ کی باتون مین صنم	ورنہ اک بوسے کا مین آپ سے سائل ہوتا
ہو گئی خیر لڑائی نہ نظر قاتل نے	کوئی بیجان نظر آتا کوئی بسمل ہوتا
تم اگر روز تصور مین نہ آیا کرتے	جینا پھر طالب دیدار کا مشکل ہوتا
ایک مدت سے وہ ہی مورد لطف و احسان	غیر کمبخت پہ کچھ قہر ہی نازل ہوتا

ظلم پر ظلم جفا پر نہ جفائین سہتا
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

صدمۂ رشک عدو مین نہ اُٹھاتا زیبا
مہربان مجھپر جو وہ حور شمائل ہوتا

جناب منشی محمد عمر صاحب سہیل سورتی شاگرد جناب اعجاز بھرٹ دیجی

داغ دل داغِ جگر کے جو مقابل ہوتا
ایک نہ ایک جوابِ مہ کامل ہوتا

بوسہ گر اُس لبِ جان بخش کا حاصل ہوتا
زندہ کیا زندۂ جاوید مرا دل ہوتا

ناز حسن اُنکے لیے ناز و فا میرے لیے
کاش انصاف یہی برسرِ محفل ہوتا

جانکر تمکو سخی مانگا ہے بوسہ ہمنے
کوئی کنجوس سے ریحان نہین سائل ہوتا

وحشتِ قیس سے ہے رنگ ہی جب اسکا الگ
کیون یہ مجنون ترا پابند سلاسل ہوتا

حسنِ جانان کے مزے لوٹتے ہم بھی شبِ وصل
بیچ مین پردہ حیا کا جو نہ حائل ہوتا

لطف تو جب تھا کہ دل میرا دمِ آرائش
آئنہ بنکے حسینون کے مقابل ہوتا

قید ہوتے دلِ عشاق جو مثلِ ہاروت
آپ کا چاہِ ذقن بھی چہِ بابل ہوتا

جناب سید محمد سلطان حسن صاحب سلطان شاہجہانپوری شاگرد جناب بیاک شاہجہانپوری

دل حسینانِ جہان پر جو نہ مائل ہوتا
تو مجھے خاک مزۂ زیست کا حاصل ہوتا

سحرِ وصل جو وہ بُت کہین غافل ہوتا
لطف پر لطف دوبارہ مجھے حاصل ہوتا

چرخ سے ہم عوضِ جور تو لے ہی لیتے
تیرا انداز اگر اسمین نہ شامل ہوتا

ناصحا دیکھتا پھر مین ترا زہد و تقوے
سامنے جب ترے وہ حور شمائل ہوتا

چرخ منحوس سے کیا عرض تمنا کرتا
وصل دلدار کا کیا غیر سے سائل ہوتا

حسرتِ دید نکلجاتی مری جان کو ساتھ
میری بالین پہ اگر وہ دمِ بسمل ہوتا

پھر تو مجھسا کوئی دُنیا مین نہوتا سلطان
میرے پہلو مین اگر وہ مہ کامل ہوتا

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی مینیجر مدرسۂ حشمتیہ رحمت خانپور

بدگمانی کا محل آپ کو حاصل ہوتا
دوسرا بھی مرے پہلو مین اگر دل ہوتا

یون رقابت مین لہو کی نہ اُڑاتا چھینٹین
ناوک ناز سے ناصح جو نہ بسمل ہوتا

شان دلدارئ دلبر مین بھی دھبا لگتا
دفن تربت مین مری ساتھ اگر دل ہوتا

رشک کی چوٹ سے یہ نیل عیان کب ہوتے
آپ کا چاند اگر مدِ مقابل ہوتا

نہ شبِ وعدہ وہ آئے نہ قضا ہی آئی
خاک آرام کا پہلو مجھے حاصل ہوتا

مین لہو تھوک کے مرتا جو تری فرقت مین
تجکو اسپر بھی گمانِ مرضِ سل ہوتا

تیری شوخی سے مقابل نہ متانت ہوتی
چلبلا پن جو مری چھیڑ مین شامل ہوتا

میری پیری نہ اُسے آنکے جو اوسکا دیتی
اپنے افعال سے نادم نہ مرا دل ہوتا

تو کفن کے لیے دیتا جو گلابی چادر
میرے ماتم سے عیان شوق عنادل ہوتا

مین نہ کرتا جو ترے چاہِ ذقن کی تعریف
کوئی کب واقفِ رازِ چہ بابل ہوتا

نہ یہ شوخی نہ شرارت نہ یہ چہلین ہوتین
لطف کیا یار اگر حور شمائل ہوتا

ایضاً

میری جانب جو خیال آپکا مائل ہوتا
راہ مین خوفِ عدو دوڑ کے حائل ہوتا

لطفِ گل کھانے کا اُسدم مجھے حاصل ہوتا
تیری گردن مین مرا ہاتھ حمائل ہوتا

لاکھ مین ایک دُعا میری اگر کرتی اثر
مین بھی تقدیر بدل جانے کا قائل ہوتا

دیکھتا مین بھی کہ کس طرح تمھین آتی ہے نیند
اپنے قصے کا اگر آپ مین ناقل ہوتا

ذبح تمنے جو کیا جان فدا کی مینے
بارِ احسان کا مین کیونکر متحمل ہوتا

لاکھون ہی میرے تڑپنے مین ادائین ہوتین
خنجرِ ناز اگر آپ کا قاتل ہوتا

جان خالِ لبِ لعلین کے تصدق کرتا
کشتِ اُلفت سے جو اک دانہ بھی حاصل ہوتا

تیرِ مژگان سے جو بچنے کی ذرا کرتا فکر
طائرِ عقل پھڑک کر وہین بسمل ہوتا

مین نہ کرتا اگر اظہارِ تمنا مین ضبط
کام آسان سے آسان بھی مشکل ہوتا

ایک جھڑکی مین رقیبون نے لیا دل واپس
جو کبھی تجھسے نہ پھرتا وہ مرا دل ہوتا

ساتھ شمشاد کے وہ گل جو نہ کرتا گلگشت
لطفِ شادابیِ گلزار نہ حاصل ہوتا

جناب عبدالغنی صاحب شیدا بدایونی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ماہ اُسوقت مین تشبیہ کے قابل ہوتا
یار کے عارضِ روشن پہ اگر تل ہوتا

ایک عالم نگہِ ناز سے بسمل ہوتا
پردۂ شرم جو آنکھون مین نہ حائل ہوتا

تم تو کیا چیز ہو حورون پہ نہ مائل ہوتا
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

صاف ظاہر ہے کہ پتھر ہے تری دل کی جگہ — رحم آتا ترے پہلو مین اگر دل ہوتا
خیر گزری کہ وہ غصے مین نہ آئے ورنہ — پاؤن کے نیچے یہ ارمان بھرا دل ہوتا
چاندنی مین وہ اگر سیر کو آتے لب بام — پردۂ ابر مین پنہان مہ کامل ہوتا
بیقراری کی مرے دل کی تجھے ہوتی قدر — کہ اسی طرح جو بیتاب ترا دل ہوتا
یار کے تازہ ستم روز اٹھاتا شیدا — میرے پہلو مین اگر روز نیا دل ہوتا

ایضاً

وہ تماشا بھی عجب دید کے قابل ہوتا — آئنہ گر رخِ روشن کے مقابل ہوتا
آنکھ مین بیٹھتی یون پھبکے شوخی شبِ وصل — انکا منہ گر مری آنکھونکے مقابل ہوتا
پانی پانی عرقِ شرم سے ہوتا یہ ابر — گر مری دیدۂ گریان کے مقابل ہوتا
دُرِ نایاب ہوے یار کے جب حلقہ بگوش — لعل کیونکر لبِ رنگین کے مقابل ہوتا
حسن پر اپنے وہ مغرور نہوتے اتنا — لطف آتا جو کوئی مدمقابل ہوتا
پہلے منہ چشمۂ خورشید سے دھوتا تھا اب — پھر کہین آکے ترے رخ سے مقابل ہوتا
شب وعدہ جو حیا آکے نہ حائل ہوتی — وصل مین یار کا منہ میرے مقابل ہوتا
مین بھی آفت کا ہون واللہ دہ منہ کی کھاتا — غیر کمبخت اگر میرے مقابل ہوتا

جناب مولوی سید مبارک حسین صاحب شفق وکیل عدالت شاگرد جناب فروغ لکھنوی از حیدرآباد

لطف کچھ درد کا دشمن کو بھی حاصل ہوتا — میرے قابو مین جو بیدرد مرا دل ہوتا
مبتلا دامِ بلا مین نہ مرا دل ہوتا — تیری زلفون پہ جو کمبخت نہ مائل ہوتا
آئنہ ٹوٹ گیا روز کا جھگڑا ہی مٹا — دوسرا کوئی نہین اب تو مقابل ہوتا
لاکے صیاد جو دو پھول چمن سے رکھتا — پھر قفس مین نہ کبھی شورِ عنادل ہوتا
ناتوان غیر دکھلانے کو ترے بنتا ہے — ورنہ بارِ غم واندوہ کا حامل ہوتا
بوسہ لپٹا کے انھین لے ہی لیا تھا مینے — دستِ نازک نہ اگر بیچ مین حائل ہوتا
گر حسین تجھسے زمانے مین نہ پیدا ہوتے — حسن یوسف کا نہ ہرگز کوئی قائل ہوتا
رات بھر صبح کے دھڑکے مین رہا مین بیچین — لطف کسطرح بھلا وصل کا حاصل ہوتا

وار تلوار کے پڑتے جو نہ اوچھے اوچھے — ہر گل زخم نہ خندان کبھی قاتل ہوتا
ابھی بنتے مرے بگڑے ہوے سب کام شفق — فضل اُسکا جو مرے حال کا شامل ہوتا

جناب مبین الرضا صاحب شوخ بدایونی شاگرد جناب شیدا بدایونی حال متعلم مشن اسکول بلیو

تمکو تلوار اُٹھانے کی ضرورت کیا تھی — مین تو ابرو کے اشارے ہی سے گھائل ہوتا
خون ناحق کی اگر اُس سے شکایت کرتا — حشر مین سر بگریبان مرا قاتل ہوتا
دشت غربت مین نہ یون ٹھوکرین کھاتا پھرتا — عشق گیسو جو مرا رہبر منزل ہوتا
آپ کو شمع جلانے کی ضرورت کیا تھی — داغ دل میرا فروزان سر محفل ہوتا
خیر گذری نہ ہوا زلف کا سودا مجکو — ورنہ کچھ اور پریشان مرا دل ہوتا
جور بیجا مین حسینون کے اُٹھاتا نہ کبھی — میرے قابو مین جو اے شوخ مرا دل ہوتا

جناب محمد شبیر خانصاحب شبیر خلف احمد خانصاحب سابق سب انسپکٹر پولیس اوٹہ

بھول کر بھی مین کبھی تمپہ نہ مائل ہوتا — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
کچھ ندامت کے سوا اور نہ حاصل ہوتا — مہ کامل جو ترے رُخ سے مقابل ہوتا
اُٹھتے جوبن سے وہ تنگ آکے یہ فرماتے ہین — ہم چھپاتے یہ چھپانے کے جو قابل ہوتا
سر مین سودا تھا نہ کچھ دلمین پریشانی تھی — کاش اُس زلف معنبر پہ نہ مائل ہوتا

جناب لالہ رونق رام صاحب شاد بھدوڑی متعلم ٹرینگ کالج لاہو

روٹھنا آپ سے مجکو بھی نہ مشکل ہوتا — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
تیغ حسرت ہی مرے قتل کو جب کافی تھی — کیا پڑی تھی مجھے منت کش قاتل ہوتا

جناب مسٹر پیارے لال صاحب صفا شاکر میرٹھی شاگرد جناب شوکت میرٹھی از قلعدار ضلع گجرات پنجاب

خنجر ابروِ قاتل سے نہ بسمل ہوتا — میرے قابو مین جو کمبخت مرا دل ہوتا
کچھ خدا کے لیے ہوتے تو تہ تیغ بیے کچھ — کاش ہر جوڑ مین ہر عضو مین اک دل ہوتا

جناب قاضی فخر الدین احمد صاحب شیدا قاضی پوری

کیا تو اے برج قمر اسکے مقابل ہوتا — دل ہمارا اگر اُس ماہ کی منزل ہوتا
خود وہ کرتا پر پرواز کبوتر پیدا — نامۂ شوق کا گر کوئی نہ حامل ہوتا

جناب سید فضل حسین صاحب شوخ حسینی سبزواری سیالکوٹی شاگرد جناب برتر

میرے قابو مین مرے جان اگر دل ہوتا
شیفتہ تجھپہ نہ اے حور شمائل ہوتا

جناب بابو پرتھی چند لعل صاحب صبا رئیس پورنیہ شاگرد جناب شوق نیموی

عشق لیلےٰ کا اگر قیس کو کامل ہوتا
مانعِ دید نہ کچھ پردۂ محمل ہوتا

باغ باغ آج مسرت سے مرا دل ہوتا
میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا

مصحفِ رُخ کی زیارت جو مجھے ہوتی نصیب
اُسکی گردن مین مرا ہاتھ حمائل ہوتا

ایک دل تھا نگہِ یار نے لوٹا اُسکو
کرتے ہم ناز کے نذر اور اگر دل ہوتا

سورۂ نور کی آیت کی نشانی ہوتی
مصحفِ رُخ پر اگر تیرے کوئی تل ہوتا

نگہِ یار نے غیرون کو کیا ہے گھائل
خوب ہوتا جو مین اِس جور کے قابل ہوتا

اور کچھ حسن کا تیرے نظر آتا جلوہ
تیرے آگے جو مرا آئنۂ دل ہوتا

وہ مرا ماہ اگر بام پر آتا شبِ ماہ
شرم سے گھٹ کے مہِ نو مہِ کامل ہوتا

آبِ خنجر جو پلاتا عوضِ شربتِ وصل
تیرا احسان بہت ہجر مین قاتل ہوتا

چھانتا خاک نہ مین کوچۂ وحشت کی کبھی
میرے قابو مین مرے جان اگر دل ہوتا

جناب للتا پرشاد صاحب صوفی وکیل ساکن غازی آباد

زلفِ پُر خم کا جو سودا نہ سمایا دل مین
پھر مین اِسطرح نہ پابند سلاسل ہوتا

قدر دانون کی کمی کیا ہے مگر اے صوفی
قدر ہوتی تری گر تو کسی قابل ہوتا

جناب حکیم شکر اللہ صاحب صبا متوطن قصبۂ بڑا گاؤن ضلع بلیا

دیکھ لیتا جو نظر بھر کے بتون کا جلوہ
حورِ جنت پہ کبھی شیخ نہ مائل ہوتا

جناب مرزا صفدر حسین بیگ صاحب صفدر لکھنوی وارد عظیم آباد

پی جو لیتا کبھی تو چھپکے سے تھوڑی واعظ
ترک کرنے کا مزہ پھر تجھے حاصل ہوتا

جناب سید محمد باقر صاحب ضو شاگرد جناب بقا لکھنوی۔ وکیل حیدر آباد دکن

مین اگر تیغِ اداسے تری بسمل ہوتا
یون تڑپتا کہ مزہ تجھکو بھی حاصل ہوتا

حشر کے روز جو اُٹھتین تری نیچی نظرین
جان بلب پھر کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا

دل مرا لےکے وہ تلوؤن سے یہ فرماتے ہین
کوئی دیتا مجھے کیون گر کسی قابل ہوتا

یہ بھی اچھا ہوا آئے نہ عیادت کو مری
آپ کو دیکھکے مرنا مجھے مشکل ہوتا

لطف جب تھا کہ حجاب آنکھ کا بھی اٹھ جاتا
اتنا پردہ بھی مرے انکے نہ حائل ہوتا

پھینکیے آئینہ ہوتا نہ اگر یہ کمبخت
کون تھا آپ کا جو مد مقابل ہوتا

مجھپہ احسان کیا آکے یہ تونے ایموت
ورنہ بدنام جہان مین مرا قاتل ہوتا

آخری وقت وہ آتے تو غضب ہو جاتا
جینا دشوار تھا مرنا بھی تو مشکل ہوتا

دیکھتا میرے تڑپنے کا تماشا اے ضو
میری بالین پہ دم نزع جو قاتل ہوتا

جناب منشی محمد ضیاء الدین صاحب ضیا ساکن قاضی پورہ اہلمد پولیس تھانہ مئو بن ضلع اعظم گڈھ

بعد مرنے کے مزہ عشق کا حاصل ہوتا
وہ مری محفل ماتم مین جو شامل ہوتا

مین کبھی آہ و فغان لب پہ نہ آنے دیتا
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

مین ادھر شوق شہادت مین جھکاتا گردن
اور ادھر ہاتھ مین خنجر لیے قاتل ہوتا

یہ اگر جانتا بدلے مین ملے گی جھڑکی
مین کبھی آپ سے بوسے کا نہ سائل ہوتا

ظلم سہنے کے لیے ناز اٹھانے کے لیے
انکی خواہش ہے کہ ہر روز نیا دل ہوتا

اے ضیا مجکو ڈراتی نہ شب تار فراق
آج پہلو مین اگر وہ مہ کامل ہوتا

جناب متصدی لال صاحب طرب خلف لالہ مرلیدھر صاحب عطار شاگرد جناب ظہور الحسن خانی از میرٹھ

آج آئینے سے وہ بت جو مقابل ہوتا
آپ اپنی نگہ ناز کا بسمل ہوتا

رنج راحت کا مزہ جب مجھے حاصل ہوتا
غم اٹھانے کے لیے ایک جدا دل ہوتا

آج محفل مین جو وہ رونق محفل ہوتا
بھولکر شمع پہ پروانہ نہ مائل ہوتا

تیغ ابرو نے مجھے قتل کیا خوب ہوا
تمسے نازک کو گلا کاٹنا مشکل ہوتا

انکو ہو جاتی مرے دلکی صفائی معلوم
آئینہ ایک طرف ایک طرف دل ہوتا

جناب حکیم مہتاراد ھاکشن دت صاحب طالب شاگرد جناب برق از شاہ آباد

میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
تجھسے بیدرد ستمگر پہ نہ مائل ہوتا

بوالہوس غیر کو مقتل مین بلاتے تو سہی
یہ تماشا بھی ذرا دید کے قابل ہوتا

کیون مین اے ناصح مشفق یہ اُٹھاتا صدمے ۔۔۔ دشمن جان مرے پہلو مین نہ گر دل ہوتا

جناب عاشق از واڑی جنکشن

قتل کرتا تو یہ امید بر آتی میری ۔۔۔ ہاتھ مین حشر کے دن دامن قاتل ہوتا
رخ انور کو ترے دیکھتے گر جن و ملک ۔۔۔ جان دیتا کوئی تجھپر کوئی بسمل ہوتا
یاد مین تیری اگر جان نکلتی میری ۔۔۔ ایک مین بھی ترے شیداؤن مین شامل ہوتا

جناب سیتھورام پرشاد صاحب عاصی سررشتہ دار دفاتر عدالت صاحب جوڈیشل کمشنر چھوٹا ناگپور رانچی

گر خیال کرم و لطف نہ شامل ہوتا ۔۔۔ روبرو یار کے جانا مجھے مشکل ہوتا
قتل مین میرے جو خنجر نے تری کام دیا ۔۔۔ تیغ ابرو کے اشارہ سے وہ حاصل ہوتا

جناب محمد غوث صاحب عاقل سوداگر کرنول خلف جناب سوداگر رجب علی صاحب ساکن بلہاری

اُسکے دیدینے مین بھی عذر نکرتا تم سے ۔۔۔ میرے پہلو مین اگر اور کوئی دل ہوتا
فیصلہ حشر مین ہو جاتا نہین شک ہمین ۔۔۔ ہاتھ مین میرے اگر دامن قاتل ہوتا

جناب محمد عثمان غنی صاحب عثمان سکنہ ابراہیم پور بارو شاگرد جناب مولوی ارشد علی صاحب

قتل کرنے سے مرے کیا تجھے حاصل ہوتا ۔۔۔ خون ناحق تیرے سر ای مرے قاتل ہوتا
دیکھ پاتا مرے مہوش کی جو صورت عثمان ۔۔۔ چرخ پر پھر نہ نمایان مہ کامل ہوتا

قطعہ تاریخ تولد آفتاب فلک اقتدار خلف سید والاتبار حضرت میر صاحب میان قادری حسینی صاحب بہرائچی

از نتیجہ فکر جناب ابو الاحسان منشی اعجاز صاحب استاد انجمن ارباب محبت بہرائچ

مظہر انوار عرفان بنگیا ۔۔۔ مطلع تنویر صبح معرفت
جلوہ افزا لو ہوا اعجاز آج ۔۔۔ آفتاب مین اہل مکرمت

۱۳۲۰ھ

مصرع طرح

پرچہ پہونچتے ہی اسطرح مین (داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے) لگا رکھا قافیہ رکھا ہے ردیف آخر جنوری تک اِس طرح مین (شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے) دھمک قافیہ ہوتی ہے ردیف

مہتمم پیام یار لکھنؤ۔

صلح کل

(روزانہ)

لختے بردا ز دل گذرد ہر کہ ز پیشم — من قاش فروشِ دلِ صد پارہ خویشم

یہ روزانہ اخبار صلح کل پرنٹنگ کمپنی لمیٹڈ گورکھپور نے ستمبر ۱۹۰۲ء سے جاری کردیا ہے۔ ہندو مسلمان معزز ارکین اسکے ممبر اور ڈائرکٹر ہین صلح کل کا نام خود اسکی پالیسی کا ظاہر کرنے والا ہے اور ہندو مسلمان ممبرونکی مشترکہ کمپنی کا قائم ہونا اتحاد خیالات کی عمدہ بنا ہے صلح کل مین دن کے دن پائنیر اور ڈیلی انگلش اخبارات کے تار اور تراجم و اقتباسات دیدیے جاتے ہین۔ قیمت اتنی کم کہ کبھی بار نہو ایک پیسہ قیمت ایک پیسہ محصول کل ۱۲ سالانہ۔ ہم اس سے زیادہ کچھ کہنا نہین چاہتے کہ ناظرین ۔/ کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ ملاحظہ فرمائین پرچے کی خوبی اور کمپنی کے اغراض اگر نقش دل ہوجائین تو قیمت پیشگی سالانہ بھیجدی جائے ورنہ خشک جواب۔ ان کھرے الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوگیا ہوگا کہ ہم کھرے مال کے بیچنے والے ہین اور واقعی ہے بھی یہی بات مگر ہم بطریق التجا یہ کہنا غیر مناسب نہین سمجھتے کہ کمپنی کا حوصلہ بڑھانے اور اسکے اہم اغراض مین اُسے کامیاب بنانے کے لیے آپ صرف سال چھ مہینے کی خریداری سے امداد فرمائین۔ اتنی ہی امداد پر ہم سال چھ مہینے مین دکھا دینگے کہ ہمارے اغراض کیا تھے اور ملک پر انکا کیا اثر پڑا۔ خط و کتابت ذیل کے پتے سے ہونا چاہیے

سید ریاض احمد

منیجر صلح کل پرنٹنگ کمپنی لمیٹڈ مقام گورکھپور۔ قریہ جبرئی (؟)

نئے اور دلچسپ ناول

عیار قلندر۔ سراغ رسانی کے متعلق ایک دلچسپ اور عمدہ ناول۔ قیمت فی جلد ۸/

قزاق کی بیٹی۔ ایک نہایت دلچسپ عمدہ اور حیرت انگیز ناول۔ قیمت ۸/

کرنیل کی بیٹی۔ ایک منتخب انگریزی ناول کا ترجمہ۔ نہایت عمدہ اور دلچسپ ناول ہے قیمت ۸/

مسٹریز آف کابل۔ اگر آپکو کابل کے بھید اور دلچسپ حالات پڑھنا ہین تو اس ناول کو پڑھیے

منتخب القواعد

جناب جلال کا یہ رسالہ غلط الفاظ کی تحقیق مین ہے قیمت فی جلد ۴/

آہ بیوگان

بیکس اور دکھیا رانڈون کی کہانی کا پُردرد الفاظ مین اظہار قیمت ۲/

لکچر اشاعت اسلام

نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خانصاحب کا لکچر قابل دید قیمت ۴/

لکچر ترجمہ لکچر ڈاکٹر لیٹنر

اسلام کی حقانیت کا جلوہ عیسائیونکے اعتراضون کے اُنھین کی قوم کی زبان سے معقول اور دندان شکن جوابات ...

نشتر۔ وہ جو دل ہی کی خبر لے ایکدفعہ پڑھیے اور مرتون تک مزہ لیجیے۔ عہ

تارا کامل

میڈوز ٹیلر کی نہایت دلچسپ ناول کا ترجمہ تلجاپور کا منظر بچپن کی بیوگی اور اُسکا انجام۔ قیمت ۱۲

عقد الجواہر

نہایت دلچسپ جن لوگون نے اس ناول کو کبھی پڑھا ہے وہی جانتے ہونگے کہ کسقدر مزیدار ہے مصنفہ خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب مذاق تعلقدار۔ عہ

شرارت

لندن کے چالاک آدمیون کی عجیب و غریب شرارت آمیز داستان جو انگریزی سے ترجمہ کیا۔ قیمت ہر دو جلد ۱۰

محصولڈاک ان قیمتونکے علاوہ ہے۔ المشتہر مہتمم پیام یار لکھنو چوک

جو کابل کے ایک خاص رئیس زادے کی تصنیف ہے۔ ۱۰

سلیم وچندرکلا۔ ایک تاریخی دلچسپ ناول۔ ۱۲

سوز اُلفت سراپا عشق ومحبت کی تصویرین۔ رشک ورقابت کے حیرت انگیز جھگڑے۔ ہجر واندوہ کے منظر عشق وعاشقی کے پیارے سین۔ کامیابی کے بعد یاس یاس کے بعد کامیابی۔ رقیب روسیہ کا مار آستین بنکر رہنا۔ غلط فہمیون کے نتائج۔ بعد ازان حق بحقدار رسید کے خوش کن معاملات نہایت دلچسپ نتیجہ خیز عبارت مین دکھائے گئے ہین۔ عہ

ترچھی نظر کامل مصنف نے اس ناول مین دکھا دیا ہے کہ ناکمل تعلیم نسوان اور بے پردگی پردۂ عصمت کا گریبان چاک کرکے کسطرح بے آبروئی کی مرتکب ہوتی ہے۔ قیمت ۱۲

شہید ناز کامل۔ دو دُکھے ہوے دلونکا بالکل سچا اور پر درد قصہ۔ عشق کے سوز وگداز حُسن کے راز ونیاز۔ دل پُر غم کی سرد آہین پُر جوش ارمانون کی نہ رُکنے والی حسرتین نیرنگ محبت کے فوٹو۔ وصل وفراق کی جیتی جاگتی تصویرین حُسن بیان۔ شوخی زبان بیچین کردینے والے پلاٹ۔ قیامت کے دلکش سین۔ ادھوری تعلیم نسوان کی نقصانات ناکمل پردہ سسٹم کی بُرائیان۔ بلا مرضی کی

شادیون کے قبیح نتائج۔ قیمت ۱۲

عصمت۔ مسٹر جان لینگ صاحب کے مشہور ناول "مائی فرینڈس والف" کا عمدہ ترجمہ۔ قیمت فی جلد ۸

جذب دل۔ انتہا سے زیادہ دلچسپ اور تعجب انگیز ناول۔ قیمت ۱۲

دلفگار۔ اس ناول کے متعلق کچھ لکھنا بیکار ہے۔ ملک خوب جانتا ہے۔ قیمت ۸

فریب محبت۔ عورتون کے رواج سے زیادہ تعلیم پانے کے نقص کا آئینہ۔ انگلستان کے آزاد طریق تمدنی کے بُرے نتیجون کا فوٹو۔ مستورات مین پردہ کی ضرورت ثابت کرنے کا آلہ۔ ایک دلکش ناول جو ہمارے آجکل کے نوجوانون کے لیے زیادہ مفید اور بکار آمد ہے۔ قیمت ۱۲

شعلۂ جوالہ۔ اتفاق کا قابل قدر شعبہ۔ یا غیرت کے نام سے جاہلانہ جوش کا معیار۔ ایک طرفہ خواہش اور سچی اُلفتون کا دلکش مرقع کاہش کا بے بہا گنجینہ اور اپنی پسند پر شادی ہونے کا نہایت ہی ضروری مسئلہ۔ قیمت ۸

(محصولڈاک ان قیمتونکے علاوہ ہے)

المشتہر

مہتمم پیام یار چوک لکھنو

بقیہ طرح پیام یار

میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا

جناب منشی سجاد حسین صاحب انجم مترجم نشتر

الغرض حسین کسی طرح نہ حاصل ہوتا
دل نہوتا بھی تو کمبخت مین بیدل ہوتا

پاؤن رکھتے ہی زمین پر نہ کبھی اوسرکار
آپ کا دل بھی لگانے کے جو قابل ہوتا

عیش جاوید سے محروم نہ رہتے عشاق
کچھ بھی بیمار ترا ہاتھ جو قاتل ہوتا

لے گئے چیز وہ اپنی تھی شکایت کیسی
جاتا ہی کسلیے رہتا جو مرا دل ہوتا

نالۂ و یاس و قلق درد ہین ہمدم میرے
کاش اسوقت وہ برہم زن محفل ہوتا

امتحان کی یہی صورت تھی کہ اک شب میرے
آپ پہلو مین مقابل مہ کامل ہوتا

خود نہ لیلی تو اُٹھاتی تو خوشی تیری مگر
بھاری اتنا تو نہین پردہ محمل ہوتا

کسکو سمجھائین تصوف کے نکات و اسرار
داد ملجاتی اگر میرزا بیدل ہوتا

قدر کھلجاتی کہ یون جیتے ہین مرمر انجم
دل کے پہلو مین بھی یارب اگر اک دل ہوتا

جناب منشی احمد اللہ خانصاحب احمد اعظمگڈھی وارد گورکھپور شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

ملکے کیون تجھسے یہ صدمہ مجھے حاصل ہوتا
میرے قابو مین مریجان اگر دل ہوتا

مہربان مجھپہ جو وہ حور شمائل ہوتا
لطف جنت مجھے دُنیا ہی مین حاصل ہوتا

بن سنور کر سر بام آتا جو وہ غیرت مہر
ماہ کامل بھی خجل اُسکے مقابل ہوتا

تیرے گیسو کا تصور جو نہ ہوتا مجکو
صورت زلف پریشان نہ مرا دل ہوتا

نظر لطف و کرم ہوتی جو مجھپر بھی تری
مین بھی اے یار تری بزم مین شامل ہوتا

نگہ ناز کا کافی تھا اشارہ مجکو
مین ابھی تیغ سے قتل اے مری قاتل ہوتا

نیمجان چھوڑ کے یون مجکو نہ جاتا تو کبھی
رحم دلمین جو ترے اے مرے قاتل ہوتا

کوئے احمد کے تصور مین جو مرتا احمد
بالیقین گلشن فردوس مین داخل ہوتا

جناب حکیم محی الدین احمد صاحب احمد بہیوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

قتل سے میرے جو منکر مرا قاتل ہوتا
کاٹ کر اپنا گلا آپ مین بسمل ہوتا

ابتدا سے جو یہ رنگِ طپشِ دل ہوتا
ایک ساعت کا بھی جینا مجھے مشکل ہوتا

دشتِ غربت مین کبھی مین نہ بھٹکتا پھرتا
کوچۂ گیسوِ جانان مین اگر دل ہوتا

چرخ کی کجروشی کا نہ مین ہوتا شاکی
اُنکی چالون سے جو پامال مرا دل ہوتا

دیکھتا مین ہدفِ تیر اسے کرستے تم
میرے قابو مین مرے جان اگر دل ہوتا

کبھی کہتے نہ بُرا بنتِ عنب کو ہرگز
حضرتِ شیخ کا میرا سا اگر دل ہوتا

ہاتھ آتے نہ کبھی تیرے جو تیکھے مضمون
چوٹ کھایا ہوا احمدؔ نہ اگر دل ہوتا

جناب شیخ محمد بخش صاحب الیم گورکھپوری شاگرد جناب نہیم

تیری صحبت مین اُسے رکھکے یہ حاصل ہوتا
تیری ہی طرح جفا دوست مرا دل ہوتا

تجھسے ملتا نہ تو کیون مجھپہ جفائین ہوتین
کچھ نہ ہوتا مرے قابو مین اگر دل ہوتا

ابروِ یار جو دیکھا تو یہ دل بول اُٹھا
خوب ہوتا جو مین اِس تیغ سے بسمل ہوتا

بیگنہ خون مرا حشر مین کچھ لاتا رنگ
ہاتھ ہوتا مرا اور دامنِ قاتل ہوتا

مجھپہ کرتے جو ستم خلق ستمگر کہتی
اور کیا مجھکو ستا کر تمہین حاصل ہوتا

جناب ڈاکٹر محمد زمان خانصاحب آصفؔ گواکھی شاگرد جناب شمشاد لکھنوی [illegible]

بوسۂ عارضِ گلرنگ تو حاصل ہوتا
قیدیِ زلفِ بتان کاش مرا دل ہوتا

مُنہ لگا کر جو نہ کرتے اُسے اتنا بیباک
آئینہ آپ کا کیون مقابل ہوتا

جناب محمد احمد صاحب احمدؔ لکھنوی پیشکار تحصیل معظم آباد نظامت سانبھر راج جیپور

میرے قابو مین مرے جان اگر دل ہوتا
کیون بھلا تمسے ستمگار یہ [illegible] ہوتا

یون لرزتا نہ کبھی خوف سے ہرگز واعظ
رحمتِ حق کا اگر دل سے وہ قائل ہوتا

جناب عبد النبی صاحب آشناؔ شاگرد جناب معدوم ازاد دہلی

دیکھکر پھر دہنِ زخم مین پانی بھرتا
ہاتھ مین تیرے نمکدان جو قاتل ہوتا

جناب بھولاناتھ صاحب درخشانؔ گروال حسینی جیوری حال [illegible]

جان مجھ ہوتا کوئی اور کوئی بسمل ہوتا
آج مقتل مین مزہ ہوتا جو قاتل ہوتا

جبکہ اُمید ہی ملنے کی نہ تھی مجکو صنم — کیون فضول آپ سے مین بوسے کا سائل ہوتا
جو لکھا تھا مری قسمت مین وہ کیا مٹجاتا — کیون نہ مین بارِ غمِ ہجر کا حامل ہوتا
حسنِ یکتائے زمانہ تھا تمہارا واللہ — کسطرح دیکھ کے مین تمکو نہ مائل ہوتا

جناب لالہ لکھپت رائے صاحب رنگ ساکن حسین پور کلان ضلع مظفرنگر

بوسۂ رخ کا کبھی تمسے نہ سائل ہوتا — میرے قابو مین مرے جان اگر دل ہوتا
گر تمہارے رخِ روشن کے مقابل ہوتا — تابشِ حسن سے اندھا مہ کامل ہوتا
اپنی لیلےٰ کو نہان اپنے ہی دلمین رکھتا — سینۂ قیس جو ہمصورتِ محمل ہوتا
مرغ مذبوح کے مانند تڑپتا کیون دل — آپ کی تیغِ ادا سے جو نہ بسمل ہوتا
کیون نہون شکرگزار اُنکے ستم کا ایدل — یہ نہوتا تو مین کب رحم کے قابل ہوتا

جناب رضا

قیس دیوانہ نہ یون عشق کو کرتا بدنام — وہ اگر میری طرح عشق مین کامل ہوتا
مثل پروانے کے جلجاتے رضا کے دشمن — شمع دوہ تری محفل مین جو داخل ہوتا

جناب منشی محب اللہ صاحب نسیم گورکھپوری شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

بُتِ سفاک سے ملکر یہی حاصل ہوتا — پائمالِ ستم و جورِ مرا دل ہوتا
لذتِ غم یہ ملی تھی جو نہ کرتے تھی وہ ظلم — اُنسے خواہانِ ستم خود ہی مرا دل ہوتا
سُنکے بیچین مجھے دیکھنے آتا جو کوئی — پھر مبارک مجھے دردِ جگر و دل ہوتا
اشکباری پہ اگر ابر کو دعویٰ تھا بہت — چشم تر سے مری فرقت مین مقابل ہوتا
عُرس مین پیرِ مغان کے تجھے آنا تھا شیخ — کام تھا نیک مناسب تھا کہ شامل ہوتا

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلمداد ڈسٹرکٹ جج مرادآباد

رقص بسمل کا تماشا عجب ایدل ہوتا — اپنے بسمل کو جو وہ دیکھکے بسمل ہوتا
تو بھی تھامے ہوے ہاتھون سے کلیجا پھرتا — لطف ہوتا جو ہمارا سا ترا دل ہوتا
آتشِ ہجر کیے دیتی ہے ٹھنڈا مجکو — اشک بہتے تو علاجِ طپشِ دل ہوتا
بنگیا میرا رقیب اپنا وہ عاشق ہوکر — آئنہ کاش نہ اُس بُت کے مقابل ہوتا

لوگ یون مرنے پہ مرتے ہین دکھا دیتے ہم | کاش تجھ سا ملک الموت بھی قاتل ہوتا
جو ستا منہ دہن زخم سے بوسے لیتا | کاش ہر رگ رگ کے روان خنجر قاتل ہوتا
پھر ستانے کا تماشا تمہین دکھلا دیتا | میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
شکر ہے ضعف مین جو آپ سے عاصی نہ گیا | ورنہ پھر آپ مین آنا مرا مشکل ہوتا

جناب مولوی سید عباس حسن صاحب غنی وکیل حیدرآباد دکن شاگرد جناب اوج لکھنوی

مصحف رخ کی زیارت سے یہ حاصل ہوتا | پھر نہ بے چین مری جان مرا دل ہوتا
میری بخشش کی کوئی شکل نہ تھی ای مالک | رحم پر تو نہ اگر حشر مین مائل ہوتا
زندگی سے کہین بہتر تھا جو یون موت آتی | حلق پر تیغ مرے سینے پہ قاتل ہوتا
داور حشر سے پھر داد مجھے ملجاتی | ہاتھ مین میرے اگر دامن قاتل ہوتا
مینے مانا کہ ہین وہ تیز نگاہین چھریان | تھا مزہ جب کہ مرا دل بھی تو گھائل ہوتا
نالے کرتا تری فرقت مین نہ آہین بھرتا | میرے کہنے مین مری جان اگر دل ہوتا
حسن کی بات فقط آئنہ رکھ لیتا ہے | ورنہ پھر کون حسین تیری مقابل ہوتا
گر شب وصل وہ پہلو مین مری سو جاتے | بوسے لے لیکے جگانا بھی تو مشکل ہوتا
بات جو تیرے دہن مین ہے کہان اسکو نصیب | غنچہ کس منہ سے بھلا اُسکے مقابل ہوتا
چاندنی رات کا جب لطف تھا ای رشک قمر | تو مرے پاس فلک پر مہ کامل ہوتا
لطف ہوتا کہ ترا تیر نہ اوچھا پڑتا | بنکے ارمان مرے قلب مین داخل ہوتا
اپنے دامن کو نہ اسطرح چھڑاتے یوسف | جذب الفت جو زلیخا ترا کامل ہوتا
تیری صورت نظر آتی مجھے ای روز وصال | شب فرقت کا یہ پردہ جو نہ حائل ہوتا
مین دکھاتا نہ تجھے ناصح نادان کو اگر | جاہل ایسا ہے یہ کمبخت نہ قائل ہوتا

جناب پنڈت تیرتھ رام صاحب غم قلعداریہ نائب مدرس مدرسہ شادیوال ضلع گجرات پنجاب

مدعا قتل کا اسطرح سے حاصل ہوتا | سر مرا کاش سر زانوی قاتل ہوتا

جناب محمد عبد الرحمن خانصاحب غنی مرادآبادی از راولپنڈی

چادر ابر مین مہتاب چھپاتا منہ کو | جلوہ گر بام پہ گر وہ مہ کامل ہوتا

جناب سید امیر حسن صاحب فروغ لکھنوی وکیل ہائیکورٹ نظام

دل مین تم اور مرے سینے مین مرا دل ہوتا   یون ہی ہوتا تو مزہ وصل کا حاصل ہوتا
بیگانا ہی مین کہان لطف یہ حاصل ہوتا   حشر کے دن جو ترے رحم کے قابل ہوتا
آنکھ قاتل کی جو ہوتی مرے دلکی طالب   دامن تیغ نظر دامن سائل ہوتا
وہ نہ آتے جو دم نزع قیامت ہوتی   جان دینا تو کسی اور کو مشکل ہوتا
یہ سمجھکر نہ ارادہ ہو چلے جانے کا   درد اُٹھتا بھی تو بیچین مرا دل ہوتا
ترے ابرو پہ نہ بل آئے یہی خوب ہوا   ورنہ غصہ ترا پابند سلاسل ہوتا
ہٹ گئی ڈر کے لگا ہون سے حیا بھی شب وصل   کسکی طاقت تھی کوئی بیچ مین حائل ہوتا
تجکو جو امر ہے مشکل وہی ہوتا آسان   مجکو جو کام ہے آسان وہی مشکل ہوتا
باتین غیرون کی اُٹھاتا ہی تو ورنہ ظالم   نازکی مین نہ کوئی تیرے مقابل ہوتا
اپنی لیلےٰ کو جو رکھتا تو نظر مین اے قیس   پردہ چشم ترا پردہ محمل ہوتا
ہون وہ خم دوست کہ رہتا ہون مین ہردن بیتاب   اک گھڑی بھر نہین بیچین اگر دل ہوتا
بیوفا ہون جو مرون زندہ رہون تو بی شرم   الغرض عشق مین ہر کام ہے مشکل ہوتا
جسکو تو چاہتا ہے تجھسے بھی اچھا ہوگا   کاش ظالم مرا دل غیر پہ مائل ہوتا
تیغ ہوتی مجھے بے تیرے اگر موج بہار   دل کے زخمون پہ نمک شور عنادل ہوتا
دیکھتا کوئی تڑپنے کا تماشا اُسکے   تری بیچین نگا ہون سے جو بسمل ہوتا
رہگئی بات دم نزع تم آئے بھی تو کیا   ہونے والا تھا جو لے حور شمائل ہوتا
گرد غم حسرت مردہ کا جو بنتی مدفن   گنبد قبر مرا آبلہ دل ہوتا
موت کو جان مین دیتا نہ اگر تم ملتے   کہ بہر طور جو مطلب تھا وہ حاصل ہوتا
چھوڑ کر تجکو نہ کرتا مرا پہلو آباد   تجھسے راضی جو ترا تیر بھی قاتل ہوتا
مٹگئے سارے نزاکت کی بھی دعوے شب وصل   ورنہ یون آنکھ جھکانا بھی تو مشکل ہوتا

آنریبل جناب سید محمد غلام جیلانی صاحب فاضل وکیل ہائیکورٹ نظام دکن

زہد کا حضرت زاہد کے مین قائل ہوتا   کسی کافر پہ جو دل آپ کا مائل ہوتا

سکہیے چٹکی سے جو میرا دلِ پُر خون ملتے — خونِ ناحق کے سوا کیا تمھین حاصل ہوتا
بیدہانی نے اُسے بات کا موقع نہ دیا — ورنہ مین کیا ہون فرشتونسے نہ قائل ہوتا
کیسکو سودا تھا کہ زلفونکی بلائین لیتا — کیسکو وحشت تھی کہ پابندِ سلاسل ہوتا
جان کھونے کے لیے اُنکی گلی مین جاتا — کوئی کبوتر کی طرح گھر سے جو فاضل ہوتا

جناب قاضی غلام حیدر صاحب کشتہ سب انسپکٹر ریلوی پولیس ٹپاب گڈھ

جان دینے کا مزہ عشق مین حاصل ہوتا — تیرے زانو پہ مرا سر مرے قاتل ہوتا
کیا دلاویز چھری ہے نگہِ ناز تری — ہر کسیکی یہ تمنا ہے کہ بسمل ہوتا
کبھی ہوتا نہ ترا رازِ محبت افشا — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
کر گئین مست نگاہین تری مدہوش مجھے — بادہ خواری سے بھی یہ لطف نہ حاصل ہوتا
غیر پر ہین جو ترے لطف وہ ہوتے مجھپر — میرے حصے کا ستم غیر پہ نازل ہوتا
مین کبھی تمسے تغافل کا نہ کرتا شکوہ — ضبط کرتا مرے قابو مین اگر دل ہوتا
زہر کے گھونٹ نہ کشتہ تجھے پینے پڑتے — سبزۂ خط پہ کسی کے جو نہ مائل ہوتا

جناب سید امجد حسین صاحب ماہ عظیم آبادی

جنبشِ ابروِ قاتل کا جو گھائل ہوتا — پھر کہان زخمِ جگر بھا ہے کہ قابل ہوتا
گر نمکپاش بھی اِن زخمونپہ قاتل ہوتا — گو کہ بسمل ہون مگر اور بھی بسمل ہوتا
قتل کر دیتے مجھے غیر کے کہنے سے جو آپ — یہ تو فرمایئے کچھ آپکو حاصل ہوتا
حشر مین لطف تھا اک ہاتھ مین ہوتا مرا سر — دوسرے ہاتھ مین خنجر ترے قاتل ہوتا
گھٹ کے مرجاتا شبِ ہجر تو اچھا ہوتا — ہر گھڑی تیغِ تغافل سے نہ گھائل ہوتا
سنگدل اسکو نہ کہیے کہ غلط ہے یہ بات — سچ یہ ہوتا تو کبھی غیر نہ مائل ہوتا
ہم نہ کہتے تھے کہ ہے دل کا لگانا اک روگ — ماہ اب دیکھیے کیا اسکا ہے حاصل ہوتا

جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل از قصبۂ برلہ ضلع علیگڈھ شاگرد جناب داغ دہلوی

کبھی صدقے کبھی قربان مرا دل ہوتا — میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا
رنج سینے نہ سہے دلکی بدولت کیا کیا — اس سے بہتر تو یہی تھا کہ مین بیدل ہوتا

اے خدا مجھکو جو رکھنا تھا سیہ بختی مین	خوب تھا عارضِ جانان کا اگر تل ہوتا
جا چھپا ابر مین غیرت سے مہ کامل بھی	تاب کیا تھی جو ترے رخ کے مقابل ہوتا

جناب ناظر خان صاحب مست متوطن سہسرام تاصر الحکام ضلع شاہ آباد آرہ

حشر مین جان چھڑانا اُسے مشکل ہوتا	میرے ہاتھون مین اگر دامنِ قاتل ہوتا
کھینچ لانا تو اُنھین کچھ بھی نہ مشکل ہوتا	جذب دل تو ہی جو اس کام کے قابل ہوتا
پھر تو کیا پوچھنا تھا جاگتی قسمت اپنی	وصل کی شب جو وہ بت خواب مین غافل ہوتا
پھول اُٹھا کر مرے بولے کہ ہمین تھی ورنہ	کون اِس بارِ گران کا متحمل ہوتا

جناب محمد منظہر حسین صاحب مفتون لکھنوی ہیڈ کانسٹبل تھانہ ہلدی ضلع بلیا

باغ مین موت کے آنے سے یہ حاصل ہوتا	گرد لاشے کے مرے شورِ عنادل ہوتا
پاس میرے جو نہ وہ حور شمائل ہوتا	درد پہلو سے سنبھلنا مجھے مشکل ہوتا
اُس سے بڑھکر ہے فروغ کفِ پائے جانان	رخ روشن سے قمر خاک مقابل ہوتا
وہ نہ کرتا جو اسے تیرِ نظر سے زخمی	ہائے پہلو مین دل زار نہ بسمل ہوتا

جناب رحمت اللہ خانصاحب مست بنارسی شاگرد جناب برشتہ مرادآبادی از بتیا ضلع چمپارن

میرے پہلو سے نہ جاتا وہ تری پہلو مین	میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
مُنہ نہ دکھلاتا کبھی شرم سے دن کو خورشید	روئے انور کے تری وہ جو مقابل ہوتا
بعد مرنے کے بھی دل مین یہ تمنا ہے مرے	ہوتی تربت مری اور کوچۂ قاتل ہوتا

جناب شیخ محمد صدیق صاحب محسن از جالون

یون تری یاد مین دل میرا نہ بسمل ہوتا	میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
جانب مصر نہ کنعان سے آتا یوسف	جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

جناب غلام حسین صاحب مسگر پشاوری

میری بالین پہ جو وہ حور شمائل ہوتا	جان لینا ملک الموت کو مشکل ہوتا
گر نہ ہوتا تری زلفون کا ازل سے سودا	کیون یہان آکے مین پابند سلاسل ہوتا

جناب حکیم منشی محمد امانت علیصاحب مجبور ساکن قصبہ نہٹور ضلع مظفر نگر

فکر زاہد نہ کبھی کرتے تمنائے بہشت
بیٹھ رہنے کو اگر کوچۂ قاتل ہوتا

جناب مرزا منیر بیگ صاحب منیر گورکھپوری شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

زلف جانان کا جو ہردم تجھے رہتا دخیال
تو پریشان نہ اتنا کبھی اے دل ہوتا

جناب منشی محمد عبد الرحمن خانصاحب نیر وکیل دہلی شاگرد جناب یاس لکھنوی

حسن کا لطف پھر اس شوخ کو حاصل ہوتا
آئینہ گر کبھی اس بت کے مقابل ہوتا

بام پہ آکے اگر کوئی مقابل ہوتا
ماہ نو شرم و حیا سے مہ کامل ہوتا

دل لگانے کا مزہ پھر مجھے حاصل ہوتا
دلربائی کو جو کوئی بسر کامل ہوتا

عشق کی راہ مین کیون ٹھوکرین کھاتا پھرتا
رہنما کوئی اگر ہادی کامل ہوتا

محفل غیر مین کیون آ آ کے اٹھاتے ذلت
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

بیرخی مجھ سے نہ کرتا کبھی اسطرح کوئی
قابل نذر مرے پاس اگر دل ہوتا

منتین کرکے بصد شوق گلا کٹواتا
خنجر ناز لیے گر کوئی قاتل ہوتا

ایک پر ایک فدا ہونے مین کرتا سبقت
امتحان گاہ اگر کوچۂ قاتل ہوتا

کندہ ہوجاتا مرے دل پہ اگر نام ترا
اسکی تاثیر سے مین عاشق کامل ہوتا

کبھی کوٹھے سے دکھاتے جو وہ جلوہ اپنا
مثل موسیٰ کے نظارہ ہمین مشکل ہوتا

اپنے دل پر جو کسی شخص کا ہوتا قابو
عشق کرنے کا مزہ پھر اسے حاصل ہوتا

کہتے سب تجکو قمر اسکو ستارہ کہتے
ماہ کامل بھی اگر تیرے مقابل ہوتا

تیری سرکار سے ملتی جو سند نیر کو
پھر تو دعویٰ تری الفت کا نہ باطل ہوتا

جناب پنڈت سری بلبہ صاحب نسیم ہیڈ کانسٹبل درجۂ اول گورنمنٹ ریلوے پولیس از چھاؤنی نیمچ

ہائے اتنا تو اثر اے کشش دل ہوتا
ہاتھ اسکا مری گردن مین حمائل ہوتا

بخدا دل ہی سے مجبور ہون ورنہ کیا مین
ایک بوسے کیلیے آپ سے سائل ہوتا

دل خسرو پہ لگاتا کوئی تیشہ فرہاد
جان شیرین کو نہ کھوتا جو وہ عاقل ہوتا

بے بلائے وہ مرے پاس چلے آتے خود
مجھ مین گر کچھ بھی اثر اے کشش دل ہوتا

لوٹتا خوب مزے مین بھی شب وعدہ نسیم
میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا

جناب حافظ محمد نور صاحب نورؔ گورکھپوری شاگرد جناب بقاؔ غازی پوری وارد سندیلہ

باغ فردوس کی تعریف نکرتا واعظ — کوچۂ یار مین اکدن بھی جو داخل ہوتا
مین کبھی رشک عدو کے نہ اُٹھاتا صدمے — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
مجھپر اسطرح رقیبون کو نہ دیتے ترجیح — اُنکو کچھ بھی جو خیالِ حق و باطل ہوتا
تیرگی میرے سیہ خانے سے ہوتی کافور — جلوہ افروز اگر وہ مہ کامل ہوتا
آگئی موت مجھے عشق مین یہ خوب ہوا — ورنہ صدمون کا اُٹھانا مجھے مشکل ہوتا

جناب سید ابوالحسن صاحب ناطقؔ از قصبۂ گلاوٹھی

آج کیون کوچۂ سفاک مین بسمل ہوتا — میرے کہنے مین جو کمبخت مرا دل ہوتا
جذب دل دُور بھی ہو تو ہی جو کامل ہوتا — میرے پہلو مین مرا حور شمائل ہوتا
کاش ملتے کبھی اُس مصحفِ رُخ کے بوسے — ہاتھ اُس شوخ کی گردن مین حمائل ہوتا
ایسے دیوانے سے ملتا کوئی دیوانہ تھا یار — کیون نہ ملتا وہ جو ناطقؔ کسی قابل ہوتا

جناب عبداللہ صاحب ناصرؔ خیرآبادی شاگرد جناب زیبا کوٹی از رلسے بریلی

ہجر مین کاہے کو جینا مجھے مشکل ہوتا — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
دیکھ لیتا جو کبھی یار کی صورت ناصرؔ — حور پر بھول کے بھی شیخ نہ مائل ہوتا

جناب سید محمد جمیل احمد صاحب نازؔ دہلوی سب اوورسیر پی ڈبلوڈی رائے پور

تیغ ابرو سے نہ ہرگز کبھی گھائل ہوتا — میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

جناب قاضی محمد واجد صاحب واجدؔ از ڈمراؤن

تیرے کوچے مین تماشا ہی وقاتل ہوتا — کوئی گھائل کوئی کشتہ کوئی بسمل ہوتا
دستِ نازک کو جو تو سینے پہ رکھتا ظالم — تیرے عاشق کا نہ بیتاب کبھی دل ہوتا
دل کو تھامے ہوے خود پاس مرے آتے وہ — کچھ سہارا جو ترا اے کشش دل ہوتا

جناب نواب محمد ناظم علیخان صاحب ہجرؔ شاہجہانپوری شاگرد جناب داغؔ دہلوی

کنج مرقد مین پریشان مرا دل ہوتا — وہ اگر بزمِ عزا مین مری شامل ہوتا
ناوکِ انداز سرِ بزم جو قاتل ہوتا — کوئی زخمی کوئی گھائل کوئی بسمل ہوتا

پھر نہ اسطرح سے بیتاب مرا دل ہوتا | میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا
دلربا نازین دلکش ہین ادائین انکی | پھر کہو کیون نہ فدا اُنپہ مرا دل ہوتا
اے پریزاد ترا عشق کجا غیر کجا | کسطرح اُسکا مرے دلکی طرح دل ہوتا
شب مہ مین جو اُلٹ دیتا کوئی مُنہ سے نقاب | جلوہ گر کاہیکو پھر یون مہ کامل ہوتا
قصہ غم کے نہ سُننے کی شکایت پہ کہا | شوق سے سُنتے اگر سُننے کے قابل ہوتا
چوٹ کھایا ہوا دل لیکے چلے ہو کیا ہجر | تحفہ وہ لیتے کہ جو یار کے قابل ہوتا

جناب محمد عبدالحکیم خان صاحب ہنر یکہ خورجوی

دل اگر اُس بتِ پُرفن کے مقابل ہوتا | ہان تماشا یہ مگر دید کے قابل ہوتا
دل سے کہتا ہون وہ بیرحم ہی کیا تجکو پسند | ہائے کمبخت کسی اور پہ مائل ہوتا
کیا رقیبون نے بنا کوئی شگوفہ چھوڑا | میرے پہلو مین جو وہ گل نہین شامل ہوتا
وصفِ خالِ رُخِ جانان مین یہ نکتہ سوجھا | چشم خورشید مین ہوتا تو یہی تِل ہوتا
وہ بھی اک مدِ مقابل ترا پیدا کرتا | تو جو آئینے کے لے شوخ مقابل ہوتا
ایک بوسے کے لیے اسقدر اصرار ہنر | پھیر دیتا جو وہ دل۔ کیا تمہین حاصل ہوتا

منا جان منا طوالفہ۔ ساکن بنارس از مالیگاؤن

میرا جینا شبِ ہجران مین نہ مشکل ہوتا | میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
مائل زلف جو ہوتی نہ طبیعت میری | تو نہ ایسا مین گرفتار سلاسل ہوتا
تمپہ مرتا نہ کبھی۔ جان نہ دیتا تمپر | میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
چاک کرکے جگر و دل مین دکھاتا اُنکو | دردِ دل میرا دکھانے کے جو قابل ہوتا

گزشتہ طرح پیام یار

جناب محمد موسی رضا صاحب تیم ہمدانوی چھپروی شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

طبیعت آئی ہے اک نوجوان پر | سہین کے اب نہ کیا رنج جان پر
نہ مائل ہونگے وہ باغِ جنان پر | فدا جو لوگ ہین کوئے بتان پر

سرِ بام آکے ہنس دیتے ہین جب وہ
چمک جاتی ہے بجلی آسمان پر

جفائین سہتے سہتے مر بھی جاؤن
نہ لاؤن پر ترا شکوہ زبان پر

مرے نالے اثر کی جستجو مین
نکل کر دل سے پہونچے آسمان پر

کسی دن کھینچکر لائے گی انکو
ہمین ہے ناز تاثیرِ فغان پر

جفائین اپنی دیکھا اور ضبط میرا
کہ شکوہ تک نہین آتا زبان پر

یہی سمجھون ملا فردوس مجھکو
جو نکلے دم تمھارے آستان پر

بھلا شکوہ تھا کوئی وصفِ گیسو
وہ برہم کیون ہوے میرے بیان پر

تمھاری یاد دل مین ہر گھڑی ہے
تمھارا نام ہر دم ہے زبان پر

خزان کی بھی خبر ہے عندلیبو
نہ اتراؤ بہارِ بوستان پر

کسی دن دیکھلو آنکھون سے اپنی
جو صدمے ہین تمھارے نیمجان پر

قفس سے جاؤنگا کسطرح صیاد
مرے اُڑنے کے قابل ہین کہان پر

وہی کعبہ نشین ہوتے ہین اے شیخ
جو رہتے ہین بتون کے آستان پر

وہ بت محشر مین وقتِ دادخواہی
مرا منہ تک رہا ہے ہر بیان پر

اثیم اس بحر مین کچھ اور بھی پڑھ
کہ دل محظوظ ہے تیرے بیان پر

ایضاً

ترحم چاہیے مجھ ناتوان پر
پڑا رہنے دو اپنے آستان پر

دل و جان و جگر قربان ہین اے شوخ
تری ہر ہر ادائے دلستان پر

کمر کی یاد مین نکلین جو آہین
وہ جا کر ہوگئین گم آسمان پر

وہی روتے ہین اب سنکر مرا حال
ہنسا کرتے تھے جو میرے بیان پر

ادھر دیتا ہون مین انکو دعائین
ادھر دشنام ہے انکی زبان پر

گلا کوئی دبا دے وصل کی شب
جو آمادہ موذن ہو اذان پر

وہ گلرو دیکھ لے خود دلمین آکر
اگر ہو شک مرے داغِ نہان پر

ہمین عاشق نہین انکی ادا کے
زمانہ ہے فدا حسنِ بتان پر

ترا مذکور لب پر بلبلون کے
تری تعریف غنچون کی زبان پر

جبین پر جب وہ مہ چنتا ہے افشان
خجل ہوتے ہین تارے آسمان پر

ذرا ہشیار اے چرخ ستمگار
کہ ہم ہین مستعد آہ و فغان پر

ہمین شاکی نہین تیری جفا کے
شکایت ہے تری سبکی زبان پر

خدا اُس بت کو خوش رکھے ہمیشہ
جو کرتا ہو ستم مجھ ناتوان پر

اُدھر تو تیغ کا کرتے ہین وہ وار
اِدھر ہے مرحبا اپنی زبان پر

تری تقریر سے ظاہر ہوا اے شیخ
کہ شیدا تو بھی ہے حورِ جنان پر

ہوئی مانع نزاکت اُن کی ورنہ
وہ آمادہ تھے قتلِ عاشقان پر

اثر کی جستجو مین ہجر کی شب
چلی ہین دل سے آہین آسمان پر

ستم ہے مجھسے کرکے وعدۂ وصل
وہ ظالم جائے دشمن کے مکان پر

خدا مجکو اُٹھائے پھر نہ واعظ
جو مین بیٹھون درِ پیر مغان پر

سوالِ وصل پر خاموش کیون ہو
نہین یا ہان کچھ آئے تو زبان پر

خدا وہ دن دکھائے مجکو اے شیخ
کہ جا بیٹھون بُتون کے آستان پر

بیانِ غم کو میرے سُنتے سُنتے
اثیم اُف آگئی اُن کی زبان پر

جناب اختر وارد سلطانپور

فدا ہون اک بت ابرو کمان پر
بنی جاتی ہے جانِ ناتوان پر

خدا کی شان انہین جلوہ گر ہی
نہ کیون مائل ہو دل حسنِ بتان پر

نکلجاتی ہے قابو سے طبیعت
پھسل جاتا ہو دل حسنِ بتان پر

اگر سنتا وہ گل میری زبان سے
کبھی ہنستا نہ میری داستان پر

تمہاری یاد ہے ہر وقت دلمین
تمہارا نام ہے ہر دم زبان پر

تری فرقت مین کیا کیا اے ستم کیش
ہوے صدمے نہ جانِ ناتوان پر

پلادے پھول فصل گل مین ساقی
گھٹا آئی ہے گھر کر بوستان پر

بڑا دھوکا ہوا نکلا وہ دشمن
گمانِ دوستی تھا رازدان پر

تمہاری آرزو دل مین چھپا کر — لگائے مہرِ خاموشی دہان پر
رہِ اُلفت مین جو ثابت قدم ہو — اُسے کیا امتحان ہو امتحان پر
مین یہ سمجھون کہ ہے کچھ بخت یاور — جو نکلے جان اُنکے آستان پر
برائے فاتحہ خوانی بھی آخر — نہ آئے وہ مزارِ بیکسان پر

جناب احمد اللہ خان صاحب احمد اعظم گڑھی وارد گورکھپور

سوالِ بوسہ پر جھنجھلا کے بولے — نہ پھر لانا یہ کلمہ تم زبان پر
بل ابرو پر ہے خنجر ہاتھ مین ہے — وہ آمادہ ہین قتلِ عاشقان پر
یہ احمد کی دُعا ہے یا محمد — بُلا لو اسکو اپنے آستان پر

جناب حکیم محی الدین احمد صاحب احمد بیتھوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

گئے ہو میکش درِ پیرِ مغان پر — جو آیا گھر کے بادل آسمان پر
عجب دلچسپ ہے قصہ ہمارا — وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر
مقرر ایک دن مرنا ہے اے خضر — عبث ہے ناز عمرِ جاودان پر
نہین کا ایسا لپکا پڑ گیا ہے — زبان کھلتی نہین ظالم کی ہان پر
نہین خوفِ عدم کچھ مجکو احمد — چلا جاؤنگا اگلون کے نشان پر

جناب بابو محمد اسمٰعیل خان صاحب بیدار از آکولہ شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

نہ تھی تاثیر تو پھر اسقدر رحم — ہوئے بیچین کیون میری فغان پر
عیادت کو وہ آئے بے بُلائے — عنایت کی بڑی اِس نیمجان پر
چُھپی ماتھے پر اُس مہ نے جو افشان — ہوئے بیقدر انجم آسمان پر
نہ تھی پُرغم جو عاشق کی حکایت — تو پھر تم روئے کیون اُسکے بیان پر

جناب شیخ بشیر الدین صاحب حزین ساکن فتحپور قاضی ضلع گیا شاگرد جناب حسرت بہوی مرحوم

چمن سونا ہے بلبل رو رہی ہے — خزان نے قہر توڑا بوستان پر
فرشتون مین پڑ گئی ایک ہلچل — اگر پہونچین گے نالے آسمان پر
جسے دیکھو وہ شیدا ہو رہا ہے — کسی بُت کی ادائے دلستان پر

خدائی تمکو کہتی ہے مسلمان	حزین مرتے ہو تم حسن بتان پر

جناب شاہ حمید الدین صاحب حمید عزیزی اصدقی الصادقی چشتی الفخری پھیھوی ازگیا

نہ پہونچا گوش جانان تک جو نالہ	گیا کسطرح سے پھر آسمان پر
نہ بیٹھا میرے پہلومین وہ ظالم	اگر آبھی گیا میرے مکان پر
ملادیگا کسی دن دخت رز سے	بھروسا ہو مجھے پیر مغان پر
شب فرقت نہ پوچھو غم کا احوال	فلک ٹوٹا حمید خستہ جان پر

جناب منشی جوالا ناتھ صاحب سعد قانونگو و منیب صوبہ اجمیر و پنشنر راج جے پور

کیے جا ؤ ستم مجھ ناتوان پر	یہ تو شکوہ نہین میری زبان پر
ملی آنکھ اُنکی میری دُور سے آج	پڑے پردے نگاہ پاسبان پر
کہا اُس سے مین ہون جانباز عاشق	کہا معلوم ہوگا امتحان پر

جناب منشی سید غلام پیر صاحب شہرت متوطن فتحپور وحی ضلع پٹنہ شاگرد جناب حضرت بیقرار

ہوا کیا شیفتہ زلف بتان پر	بلا نازل ہوئی مجھ خستہ جان پر
جو نالے آئینگے دل سے زبان پر	پہونچ جائینگے دم مین آسمان پر
کبھی گر آگئی اُف بھی زبان پر	فرشتے کانپ اُٹھے آسمان پر
لگا اک ہاتھ پورا او رقاتل	عنایت ہو۔ کرم ہو نیم جان پر
ستاتا ہے مجھے ہر بار ظالم	نہ آئے کسطرح نالہ زبان پر
یہ دونون بھرتے ہین دم زندگی کے	زمین پر خضر۔ عیسے آسمان پر
ذرا شان خدا دیکھو تو شہرت	فدا ہے اک جہان حسن بتان پر

مصرع طرح

پرچہ پہونچتے ہی اس طرح مین (داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہی) لگا وغیرہ قافیہ رکھا ہی ردیف ۱۰ فروری تک اس طرح مین (شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہی) دھمک پلک قافیہ ہوتی ہی ردیف

مہتمم پیام یار لکھنو۔

خریداران پیام یار اپنی تحریر مین نمبر خرید ضرور لکھین

پیام یار

مرتبہ

خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتم قومی پریس و پیام یار

نمبر ۲	بابت ماہ [illegible]بر سنہ ۱۹۰۲ع	جلد ۲

ضروری باتین

(۱) پیام یار ماہوار شائع ہوتا ہے - اسمین دو حصے مین نظم اور نثر - نظم مین لائق شعرا کا منتخب ہر طرح کلام - نثر مین اعلیٰ درجے کا ناول قیمت دونون حصون کی عام سے دو روپیہ سالانہ مع محصول - رؤسا و والیان ملک سے چھ روپیہ سالانہ ... ہا نثر کی قیمت ... سالانہ مع محصول ... قیمت سالانہ پیشگی کسی صاحب کو پرچہ نہین ... بطور نمونہ دونون حصون کا ... اور ایک حصے کا ... کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے -

(۳) خریدار اور غیر خریدار سب کا کلام منتخب شائع ہوتا ہے انتخاب کمیٹی کرتی ہے - پوری غزل یا غیر طرح کلام ... فی شعر اجرت دینے پر درج ہو سکتا ہے

(۴) جن صاحب کے پاس کوئی نمبر ڈاک کی بدعنوانی سے نہ پہونچے تو ایک مہینے کے اندر اطلاع پانے سے بیرنگ بلا قیمت ارسال ہوگا -

(۵) اُجرت اشتہار دو ایک مرتبہ کے لیے فی سطر ... زیادہ کے لیے خط کتابت سے تصفیہ ہوگا -

(۶) جن صاحب کو پرچہ بند کرانا ہو تو دفتر مین باضابطہ اطلاع دین - قیمت کا ختم ہو جانا یا پرچے کا واپس کرنا بند کرانے کے لیے کافی نہوگا -

(۷) ہر جواب طلب تحریر کے لیے ... کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے -

(۸) کل خط و کتابت محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتم پیام یار کے نام ہونی چاہیے

قومی پریس لکھنؤ چوک مین چھپا

طرحہائے گلدستۂ پیام یار

جناب امام الدین احمد خان صاحب آرزو کواٹھی اسسٹنٹ تقریع نویس وارڈس اسٹیٹ بتیا۔ شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

کبھی جو کوچہ مین اُس گل کے جا نکلتی ہے ۔ شمیم زلف سے بنکر صبا نکلتی ہے

شب وصال بھی آئینگی اُن کے کیا اُمید ۔ ابھی لگاتے ہین مہندی قبا نکلتی ہے

ہمارے واسطے بس ہے اشارۂ ابرو ۔ یہ کیون نیام سے تیغ جفا نکلتی ہے

وفا کا پاس کرو آؤ ساتھ تربت تک ۔ ہماری لاش اب اے بیوفا نکلتی ہے

نہین ہے رحم مگر ہے وہی جلال و غرور ۔ کچھ ان بتون مین بھی شان خدا نکلتی ہے

شب فراق غمون کا ہجوم ہے ایسا ۔ کہ جان سینے سے ہونٹون پر آ نکلتی ہے

خدا کرے نہ کہین تو اُسے سُنے ظالم ۔ جو دل سے ہجر مین تیرے صدا نکلتی ہے

الٰہی شاد رہے وہ ستم شعار اپنا ۔ ہمارے دل سے یہ ہر دم دعا نکلتی ہے

ہمارے پاس نہ سے جانا تو دیکھتے جانا ۔ یہ جان ہجر مین رہتی ہے یا نکلتی ہے

مین چھیڑتا ہون شب وصل اسلیے اُنکو ۔ کہ اُنکی گالیون مین بھی ادا نکلتی ہے

شب فراق کے کٹنے کی اب نہین اُمید ۔ کمر سے یار کی زلف دوتا نکلتی ہے

لپٹ کے پاس سے روتی ہو آرزو حسرت ۔ کبھی کبھی جو مرے دل مین آ نکلتی ہے

جناب ڈاکٹر محمد زمان خان صاحب آصف کواٹھی شاگرد جناب شمشاد لکھنوی مرحوم

لطیف و دلکش و راحت فزا نکلتی ہو ۔ گلی سے اُسکی جو ہو کر صبا نکلتی ہے

نگاہ ناز کسی کی جب آ نکلتی ہے ۔ خوشی آدمی کی جگر سے صدا نکلتی ہے

بتون نے عشق مین آپس مین پڑ گئی یہ پھوٹ ۔ کہ روح جسم سے ہو کر خفا نکلتی ہے

کسی حسین مین واللہ مین نہین پاتا ۔ ادا جو تجھ مین بت مہ لقا نکلتی ہے

درازی شب غم سن کے یہ کہا اُس نے ۔ ہماری زلف سے کب یہ بلا نکلتی ہے

اُدھر قضا ہے ادھر وہ ہین دیکھیے اب جان ۔ مریض عشق کی بچتی ہے یا نکلتی ہے

جو پوچھتا ہون یہ اُن سے ملو گے کب مجھسے ۔ کبھی نہین کی زبان سے صدا نکلتی ہے

یہ خوف ہے نہ پریشان زلفِ مشکین ہو — تمھارے کوچہ سے بچکر صبا نکلتی ہے
بجا جو دل کبھی آصف شکار ابرو سے — نظر لیے ہوے تیر قضا نکلتی ہے

جناب شیخ امان علی صاحب اثر اہلمد جوڈیشل عدالت اپیل کورٹ ریاست بنگا نیر راجپوتانہ

تبِ فراق یہ دل سے صدا نکلتی ہے — جگر کو تھام لو آہِ رسا نکلتی ہے
قضا سے پہلے ہی آجائیگی قضا سب کی — اگر جان لینے کو اُن کی ادا نکلتی ہے
تبِ فراق سے اس درجہ ناتوانی ہے — جگر سے آہ نہ دل سے بکا نکلتی ہے
نہین ہے اس لیے منظور اُنکو آرائش — کرسادہ پن ہی مین بانکی ادا نکلتی ہے
تم اپنے مُنہ سے دیے جاؤ گالیان ہمکو — ہمارے مُنہ سے ہمیشہ دعا نکلتی ہے
یہ شرم آپ کی بے شرم ہوگئی کیسی — شبِ وصال بھی خلوت مین آ نکلتی ہے

جناب منشی قاضی محمد عزیز الدین صاحب درخشان انصاری جیوری بلند شہری از شکر

صنم کدون سے یہ ہر دم صدا نکلتی ہے — بتون کے جلوہ مین شانِ خدا نکلتی ہے
تمھارے جوشِ جوانی مین آئنہ رد لو — عجیب شوخی حیرت نما نکلتی ہے
کہان سے لائے عدو اپنی آہ مین تاثیر — دلِ رسا ہی سے آہ رسا نکلتی ہے
عروس دختر رز جا رہی ہے شیخ کے پاس — شراب خانہ سے ناکتخدا نکلتی ہے
دمِ اخیر تو اُس بت کا دیکھلون جلوہ — نہین تو جان حزین اے خدا نکلتی ہے
تمھاری یاد سمائی ہے بے طرح دل مین — وہ اب نکالے سے بھی کب بھلا نکلتی ہے
تری طرح نہین اے شیخ شوقِ دختر رز — کبھی کبھی وہ مرے پاس آ نکلتی ہے
بتا دے تو ہی شبِ وصل او حیا والے — تری نگاہ سے کیونکر حیا نکلتی ہے
وہ حسنِ روئے درخشان ہے اُسکا اے درخشان — کہ جس سے شمس و قمر کی ضیا نکلتی ہے

جناب لالہ لکھپت رائے صاحب رنگ ساکن حسین پور کلان ضلع مظفر نگر

ہمارے مُنہ سے جو اُف بھی ذرا نکلتی ہے — اُدھر نیام سے تیغ جفا نکلتی ہے
زبان سے آپ کی گالی نکلتی ہے ہر دم — ہمارے منہ سے ہمیشہ دعا نکلتی ہے
تڑپ کے جان نہ کسطرح نکلے عاشق کی — کسیکی روز نرالی ادا نکلتی ہے

نہان ہو لطف و کرم مین بھی تیری جور و ستم — تری وفا مین بھی ظالم جفا نکلتی ہے
کچھ اعتبار نہین رنگت عہد و پیمان کا — ہر ایک بات مین اُن کی دغا نکلتی ہے

جناب منشی ریاض حسن صاحب ریاض بدایونی شاگرد جناب سید آ بدایونی

جو پوچھا مین نے شب وصل کیا ہوئی حسرت — دل حزین نے تڑپ کر کہا نکلتی ہے
ریاض ہاتھ لگایا کچھ ایسا قاتل نے — دہان زخم سے اب تک دعا نکلتی ہے

جناب مولوی عبدالغنی صاحب زیبا بدایونی شاگرد جناب ارشد بدایونی

جب اُسکی یاد شب ہجر آ نکلتی ہے — زبان سے ہائے صنم کی صدا نکلتی ہے
نکل رہی ہے مرے دل سے یاد گیسو کی — خدا کا شکر ہے گھر سے بلا نکلتی ہے
وہ تیغ ظلم کا جب دل پہ وار کرتے ہین — دہان زخم سے میرے دعا نکلتی ہے
تمھین کہو کہ گذرنا سر بر کا کیونکر ہو — تمھارے کوچہ سے بچکر صبا نکلتی ہے
غضب ہے یار کو تنہا کبھی نہین پاتا — شب وصال نگہبان حیا نکلتی ہے
ہے کچھ تو چوٹ مرے دل پہ کچھ تو ہو صدمہ — کہ آہ آہ کی اس سے صدا نکلتی ہے

جناب فخرالدین احمد صاحب شیدا قاضی پوری

نہ ہان زبان سے اے بیوفا نکلتی ہے — نہ آرزوے دل مبتلا نکلتی ہے
گرہ نہ کھول خدا را تو اپنے جوڑے کی — کہ اس کے کھلنے سے کالی بلا نکلتی ہے
تمھاری صورت زیبا کا حسن کیا کہنا — کہین سے ناز کہین سے ادا نکلتی ہے
بتون کے کوچہ مین اپنا گذر نہین ممکن — کبھی کبھی نگہ یاس جا نکلتی ہے
ترقیان ہون ترے حسن روز افزون کی — مدام دل سے مرے یہ دعا نکلتی ہے
بشر تو کیا ہین فرشتون کا دم نکلتا ہے — کبھی جو ناز سے تیغ ادا نکلتی ہے
شب فراق مین جی دو گھڑی بہلتا ہے — کبھی جو یاد تری دل مین آ نکلتی ہے

جناب عبدالغنی صاحب غنی شاگرد جناب حسن فیضپوری

شہید ہوتے ہین تیغ نگاہ سے لاکھون — سواری اُن کی جو مقتل مین آ نکلتی ہے
ادا کی تیغ جو گرتی ہے اُس پر یرد کی — ہماری جان کو کر کے فنا نکلتی ہے

ترٹپکے برق کے مانند تن سے جان حزین
جدائی مین تری اے مہ لقا نکلتی ہے

جناب ابو الفخر سید محبوب علی صاحب فاخر رضوی شاگرد جناب ضیا دہلوی از حیدرآباد دکن

ہراک ادا مین تمھاری ادا نکلتی ہے
حیا نگہ مین حیا مین جفا نکلتی ہے

ہزار سال جئین اپنے کوسنے والے
ہمارے دل سے یہ اُنکو دعا نکلتی ہے

یہ دیکھنا ہے کہ انجام آسمان کیا ہو
ہمارے دل سے اب آہ رسا نکلتی ہے

گذرنے والے ذرا بہر فاتحہ تو ٹھہر
یہی مزار سے میرے صدا نکلتی ہے

سنبھال سکتے نہین دل کو دیکھنے والے
کچھ ایسی حسن مین بانکی ادا نکلتی ہے

یہان جو آکے رہا پھر نکل نہین سکتا
زمین کوئے بتان سے صدا نکلتی ہے

وہ پھیر لیتے ہین مُنہ اپنا میری جانب سے
زبان سے وصل کی گر التجا نکلتی ہے

شب فراق مقابل ہو کیا سیاہی مین
تمھاری زلف تو اُس سے سوا نکلتی ہے

وہ التجا کو مری مانتے ہین کب فاخر
جو اُن کے دل مین بسی ہو وہ کیا نکلتی ہے

جناب منشی محمد عباس خان صاحب فروجے پوری از گنگوانہ ضلع اجمیر راجپوتانہ

بجھائی دل کی لگی خوب تیغ قاتل نے
دہان زخم سے ابتک دعا نکلتی ہے

یہ لاغری سے ہے بدن کی پتا نہین چلتا
مری تلاش مین اکثر قضا نکلتی ہے

جناب منشی محمد ہدایت یار خان صاحب قلیس بریلوی شاگرد جناب حسن بریلوی

نکلنے دیتے نہین جو مری تمنائین
اُنھین کے واسطے دل سے دعا نکلتی ہے

ترٹپنے سے ترے مطلب نکل نہین سکتے
ہماری جان دل مبتلا نکلتی ہے

تمھارے منہ سے نکلتے ہین کوسنے ہردم
ہمارے مُنہ سے ہمیشہ دعا نکلتی ہے

کسی نے ایسی ادا سے مجھے کیا مجروح
کہ زخم زخم کے منہ سے دعا نکلتی ہے

رسا ہو خاک کسی سنگدل کے کانون تک
کہ آہ دل سے مرے نارسا نکلتی ہے

جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی از گبسر

ہمارے دل سے جب آہ رسا نکلتی ہے
عدو کے منہ سے بھی اُف کی صدا نکلتی ہے

نیام سے تری تیغ ادا نکلتی ہے
کسی کے واسطے گویا قضا نکلتی ہے

بنا ہی دیتی ہے بس بیقرار عاشق کو
کبھی جو یاد تری دل مین آ نکلتی ہے

کمال صنعت صانع ہے انکی شکلو نمین
بتون کے حسن سے شان خدا نکلتی ہے

خوشی نہ کیون ہو مجھے روح کے نکلنے کی
کہ ساری عمر کی گھر سے بلا نکلتی ہے

جدا جدا ہین جفائین الگ الگ ہین ستم
ہر اک حسین مین نئی اک ادا نکلتی ہے

وہ گالیان ہمین دیتے ہین بوسے لیتے ہین غیر
گناہ کس کا ہے کسکی خطا نکلتی ہے

وہ میری قبر کو کرتے ہین پایمال آ کر
یہ آرزو مری بعد فنا نکلتی ہے

ڈرانے آتی ہے یاد شب فراق مجھے
جب آرزو سے دل مبتلا نکلتی ہے

برا ہو آتش الفت کا وصل کی شب بھی
ہر ایک بات پہ اُف کی صدا نکلتی ہے

ہمارے نالۂ دلگیر کی صدا سُنکر
کلیجا تھام کے خلق خدا نکلتی ہے

جناب حضرتِ واعظ بگڑ کے جاتے ہین
شراب خانہ سے رند و بلا نکلتی ہے

وہ شوخیون سے شب وصل جب ہین شرماتے
تو مسکرا کے مدد کو حیا نکلتی ہے

تلاش کرنے سے ملتے نہین تھے خود گم
خود اُن کو ڈھونڈھنے اُنکی قضا نکلتی ہے

دیا ہے دل بھی انھین کو انھین کو ایمان بھی
انھین حسینو نپہ جان اے خدا نکلتی ہے

شب فراق مین یاد اُنکے وصل کی کاہش
تسلیان مجھے دینے کو آ نکلتی ہے

جناب منشی برج بھوکھن لال صاحب محبؔ دریابادی شاگرد جناب تائبؔ لکھنوی

چھُری لیے ہوے آ کے ادا نکلتی ہے
وہ کیا سے نکلتے ہین گویا قضا نکلتی ہے

تمھین ہو میرے مسیحا تمھین بچاؤ مجھے
تمھین پہ جان بھی اے دلربا نکلتی ہے

وہ روٹھتے ہین تو اور اُن پہ پیار آتا ہے
کہ اس ادا مین بھی اُنکی ادا نکلتی ہے

تمھارے جی کی تو تم جانو یا خدا جانے
ہمارے منہ سے ہمیشہ دعا نکلتی ہے

گمان برق کا ہوتا ہے سارے عالم کو
چمک کے جب مری آہِ رسا نکلتی ہے

جو چھیڑیے تو یہ کہتے ہین ہو خدا کی سنوار
کسی کے کوسنے مین بھی دعا نکلتی ہے

گلے لگاتے ہین اُسکو بگولے اُٹھ اُٹھ کے
تری گلی سے جو ہو کر صبا نکلتی ہے

ہزار طرح سے سمجھائے کوئی انکو محبؔ
بتون کے دل سے مگر کب دغا نکلتی ہے

جناب منشی شیخ اشتیاق احمد صاحب مشتاق شاگرد جناب شہیر مچھلی شہری

جو اُن کی میان سے تیغ ادا نکلتی ہے
ہماری جان کی خاطر قضا نکلتی ہے

ٹھہر سکی نہ یہ آخر مکان خلوت مین
یہان سے ہو کے پریشان حیا نکلتی ہے

ہمارے غنچۂ دل کو مسل کے وہ بولے
ابھی تو اسمین سے بوئے وفا نکلتی ہے

قسم خدا کی نہین تاب اب جدائی کی
ہماری جان بس اے دلربا نکلتی ہے

طرح طرح کے اُٹھا ہے آسمان سے فتنے
جو اُنسے ملنے کی صورت ذرا نکلتی ہے

جناب منشی سید معشوق حسین صاحب اطہر ہاپوڑی میرٹھی از بریلی

وہ صبح شب وصل جانا کسی کا
وہ دل تھام کر تلملانا کسی کا

دل آویز ہین یون تو ساری ادائین
غضب ہے مگر مسکرانا کسی کا

شب وعدہ آئے ہین ہمراہ دشمن
برابر ہے آنا نہ آنا کسی کا

پشیمان ہوئے غیر سے ملکے آخر
مگر تم نے کہنا نہ مانا کسی کا

شب وصل وہ رخ سے آنچل ہٹا کر
مزہ دے گیا مسکرانا کسی کا

جفائین کچھ اس طرح کین آسمان نے
کہ یاد آگیا دل دُکھانا کسی کا

سر شام ہی سے شب وعدہ اطہر
قیامت ہے مہندی لگانا کسی کا

جناب سید محمد اختر صاحب اختر نگینوی شاگرد جناب داغ دہلوی

وہ فتنے پہ فتنہ اُٹھانا کسی کا
تماشائے محشر دکھانا کسی کا

سر بام جلوہ دکھانا کسی کا
وہ بیہوش مجکو بنانا کسی کا

پریشان رکھے گا دیکھین تو کب تک
یہ زلفین یہ گیسو بنانا کسی کا

وہ ڈر سے کسی کے تمنائے دل کو
زبان تک بھی ہا کہ نہ لانا کسی کا

جناب حافظ سید مہدی حسن میان صاحب آزاد طالبعلم مدرسۂ عین العلم شاہجہانپور

سنا قصۂ غم جو میرا تو بولے
کہ پر درد ہے یہ فسانا کسی کا

غرور اتنا بیجا ہے یہ تو سمجھ لے
نہین رہتا یکسان زمانا کسی کا

چھپاؤ نہ آزاد پہلو مین اس کو
کہ ہے دل تمھارا نشانا کسی کا

جناب سید عزادار حسین صاحب آفسر از نگینہ ضلع بجنور شاگرد جناب داغ دہلوی

مجھے دیکھکر مسکرانا کسی کا — وہ شرما کے گردن جھکانا کسی کا
کیا قتل عشاق کو منع سب نے — مگر اس سے کہنا نہ مانا کسی کا

جناب شیخ محمد عنایت کریم صاحب برتر۔ گوالھٹی شاہ آبادی

وہ بیٹھے ہین کوٹھے پہ بکھرا کے زلفین — ہے مد نظر دل پھنسانا کسی کا
محبت مین کھو بیٹھے دل بھی جگر بھی — بتائین تمھین کیا ٹھکانا کسی کا
شب وصل تو چین سے گذری لیکن — ستم ہو گیا صبح جانا کسی کا
کہا اُن کو جب شعلہ رو ہنسکے بولے — ہے زیبا ہمین اب جلانا کسی کا
چھپا کر دوپٹے سے مُنہ وصل کی شب — مزہ دے گیا مسکرانا کسی کا
سبھی کہتے تھے عشق ہے آفت جان — کہا تم نے برتر نہ مانا کسی کا

جناب علی حافظ صاحب جذب از ریاست بیتا

کلیسا مین ہے یا ہے دیر و حرم مین — بتاؤن تمھین کیا ٹھکانا کسی کا
جو دم نکلے اپنا تو یون نکلے یارب — مرا سر ہو اور آستانا کسی کا
نکل جائین گی حسرتین تیری اے دل — شب وصل ہو گا جو آنا کسی کا
دل آتے ہی دم ہو گیا اپنا رخصت — یہ آنا کسی کا ہے جانا کسی کا
ہے پچھتانے سے فائدہ کیا اب اے دل — جو پہلے ہی کہنا نہ مانا کسی کا
عجب اک مزہ چھیڑ مین دے رہا ہے — بگڑنا کسی کا منانا کسی کا

جناب سید سلطان حسن صاحب سلطان شاہجہانپوری شاگرد جناب بیان

وہ کوٹھے سے جلوہ دکھانا کسی کا — وہ موسیٰ صفت غش مین آنا کسی کا
لیا مین نے جب بوسۂ رخ تو بولے — غضب ہو گیا منہ لگانا کسی کا
بجز حسرت و یاس و رنج و الم کے — نہین دل مین میرے ٹھکانا کسی کا
شب وصل بھی لطف آتے ہین کیا کیا — بگڑنا کسی کا منانا کسی کا
غضب ڈھا رہا ہے ستم کر رہا ہے — نقاب اپنے منہ سے اُٹھانا کسی کا

کسی کا سرِ بزم بیہوش ہونا — وہ زلفِ معنبر سونگھانا کسی کا
کرونگا شکایت مین جور وستم کی — قیامت مین ہوگا جو آنا کسی کا
شب وصل سلطان منہ کو چھپا کر — مزہ دے گیا مسکرانا کسی کا

جناب اے۔ ڈبلیو بیننگس صاحب اسسٹنٹ پرنٹر۔ او۔ اینڈ۔ آر۔ ریلوے پریس لکھنؤ۔

گرین بجلیان میرے دل پر ہزار دن — مزہ دے گیا مسکرانا کسی کا

جناب مولوی عبدالعزیز صاحب عزیز نائب تحصیلدار باڑی شاگرد جناب امیر مرحوم

وہ در پردہ آنکھون مین آنا کسیکا — وہ چوری چھپے دل چرانا کسی کا
نہ ہو عمر بھر وصل کی رات آخر — خدایا نہ دیکھون مین جانا کسی کا
نہ اترائے حسن دو روزہ پر اتنا — ہمیشہ رہا کب زمانا کسی کا
دہان جانے سے ہے تصور بھی عاجز — نہین سہل کچھ دیکھہ آنا کسی کا
مجھے عشق نے مہلت نہ دی وصل کی شب — برابر تھا آنا نہ آنا کسی کا
مزہ قتل کا مجکو تھم تھم کے ملتا — وہ رک رک کے خنجر چلانا کسی کا
لڑکپن کسی کا غضب ڈھا رہا ہے — قیامت کا ہے یہ زمانا کسی کا
عبث خاک ہم نے زمانے کی چھانی — ہے دل ہی مین اپنے ٹھکانا کسی کا
رہی آمد آمد ہی آئے نہ لیکن — قیامت کا آنا ہے آنا کسی کا
بگڑنا کسی کا سرِ بزم سنکر — کسی کی زبان سے سنانا کسی کا
رہا کرتی ہے عید روز اپنے گھر مین — مبارک ہوا ہمکو آنا کسی کا
عزیز اب بہت سہ چکے رنج فرقت — خیال اپنے دل مین نہ لانا کسی کا

جناب محمد مظہر حسن صاحب مفتون ہیڈ کانسٹبل تھانہ ہلدی ضلع بلیا

وہ بن ٹھن کے کوٹھے پہ آنا کسی کا — وہ عاشق کو حیرت مین لانا کسی کا
لگا لیجیے اپنے ہاتھون مین مہندی — جو منظور ہو خون بہانا کسی کا
شب وصل مین کیا مزہ دے رہا ہے — بگڑنا کسیکا منانا کسی کا
تمھین قدر الفت کی جب کچھ نہین ہے — تو بیکار ہے دل لگانا کسی کا

فلک دیکھ حیبکر مین سے آئے گا تو بھی
نہ جائے گا خالی ستانا کسی کا

محبت مین مفتون نے جان اپنی دیدی
صد افسوس کہنا نہ مانا کسی کا

جناب محمد موسی رضا صاحب اثیم ہدانوی مقامی چھپرہ شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

دوش دلدار پہ جب گیسو پیچان دیکھا
حال عاشق نے بہت اپنا پریشان دیکھا

شرم سے کبک دری نے بھی جھکا لین آنکھین
کسی مستانہ ادا کو جو خرامان دیکھا

ہوکے بیتاب چلے آئے مرے گھر کہتین
میرے نالونکا اثر آپ نے ایجان دیکھا

ساکن کوچۂ دلدار جو ہین اے واعظ
باغ جنت کا نہ اُن کو کبھی خواہان دیکھا

شکوۂ جور و جفا کرکے ہوئے خود نادم
وصل کی شب اُسے جب ہمنے پشیمان دیکھا

جب ترے روئے مصفا کے مقابل آیا
ہمنے آئینہ کو بھی ششدر و حیران دیکھا

حرم و دیر مین ڈھونڈھا کیے جسکو تا عمر
کعبۂ دل ہی مین اپنے اُسے پنہان دیکھا

یہ کہا دل نے نقاب اُسنے جو رخ سے اُلٹی
حسن یوسف کو سنا تھا تمھین ایجان دیکھا

رحمتین اُسکی یہ کہنے لگین غفار ہون مین
مجھکو عصیان پہ جو محشر مین پشیمان دیکھا

ایک عالم ہے خریدار ترا اے شہ حسن
اور یوسف کا زلیخا ہی کو خواہان دیکھا

تھا بتون کے جو سے عشق مین سرشار اے شیخ
ہمنے آخر اُسے مست مے عرفان دیکھا

صاف تو یہ ہے کہ وہ آنکھ بھی ہے قابل دید
جس نے بے پردہ تجھے اے مہ تابان دیکھا

دل گیا آپ سے چھٹے طعنے سُنتے غیرونکے
جو مقدر نے دکھایا مجھے ایجان دیکھا

عالم نزع ہے ہونٹون پہ دم آیا ہے مرا
اپنے بیمار کو للہ مری جان دیکھ آ

میرے رونے پہ وہ بُت طعن سے یہ کہتا ہے
لو بس اب ضبط کرو نوح کا طوفان دیکھا

جناب سید محمد اختر صاحب اختر نگینوی شاگرد جناب داغ دہلوی

دل مین حسرت کبھی دیکھی کبھی ارمان دیکھا
اس بھری گھر کو نہ ہم نے کبھی ویران دیکھا

پوچھتے ہین وہ مرا حال تو یون پوچھتے ہین
ہم نے مدت سے نہ تجکو کبھی گریان دیکھا

ہے یہ ایمان کی کچھ بھی نہین دیکھا اُسنے
جس نے دم بھر نہ جمال رخ جانان دیکھا

دیکھے نالے بھی نکلتے ہوئے اور آہین بھی
دل سے لیکن نہ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا

واہ سلے جوش جنون دست درازی تیری
ہم نے ثابت کبھی دامن نہ گریبان دیکھا

وحشت دل نے ہماری وہ دکھایا ہمکو
قیس نے خواب مین بھی جو نہ بیان دیکھا

ایک ہی جلوی مین بیہوش ہوے جاؤ بھی
تم نے تو کچھ بھی نہ اسے موسیِ عمران دیکھا

برق و سیماب بھی دیکھے شرر و شعلہ بھی
تجھ سا مضطر نہ کوئی اسے دل نالان دیکھا

دیکھ لو تم دل پرسوز کو سینے مین مرے
گر نہین تم نے چراغ تہ دامان دیکھا

مجکو گھر بیٹھے ہی شہرت ہوئی حاصل اختر
اُسنے دیکھا مجھے جس نے مرا دیوان دیکھا

جناب ڈاکٹر محمد زمان خان صاحب آصف گوالیاری شاگرد جناب شمشاد لکھنوی از نارسس

کل جہان باغ مین بلبل کو غزلخوان دیکھا
آج اُجڑا ہوا وہ صحن گلستان دیکھا

تیرا شیدا جسے سلے آفتِ دوران دیکھا
چاک دل چاک جگر چاک گریبان دیکھا

مین وہ آزاد منش ہون کہ کبھی یارون نے
برہمن دیر مین کعبہ مین مسلمان دیکھا

کوچۂ یار مین جا جا کے لگایا چکر
دل بہلنے کا نہ جبدم کوئی سامان دیکھا

مرض عشق کے بیمار کی صحت معلوم
اس مرض کا تو سدا موت ہی درمان دیکھا

کسطرح ہو نہ مجھے باور کہ وہ کل آئے گا
بار ہا اُس بت بد عہد کا پیمان دیکھا

غیر چھپنے لگے جانباز بڑھے تن تن کر
دست قاتل مین جو شمشیر کو عریان دیکھا

مرقدِ قیس سے آتی ہے یہ ہر روز صدا
اک بجز عشق کے ہر کام کو آسان دیکھا

صحبت پیر مغان کا یہ اثر ہے دیکھو
شیخ صاحب کو مئے ناب کا خواہان دیکھا

خدمت یار مین ممتاز ہوا ہے شاید
آجکل آصف ناشاد کو شادان دیکھا

جناب بابو اسمٰعیل خانصاحب بیدار از کھنڈوہ شاگرد جناب تمکین جبلپوری

دیکھیکر آئینہ حیران جو ہو تم اسدم
کیا کوئی اسمین مقابل کا مرے جان دیکھا

شرم سے ڈھانپ لیا چاند نے منہ ہر بہی شب
بام پر شب جو تجھے اے مہ تابان دیکھا

جناب محمد برکت اللہ صاحب رضا لکھنوی فرنگی محلی

جس نے آئینہ رخ گیسوِ پیچان دیکھا
زندگی بھر اُسے حیران و پریشان دیکھا

مرض ہجر سے دم ہونٹون پر آیا لیکن
نہ کسی شخص کو احوال کا پرسان دیکھا

وصف جنت کا نہ آئیگا کبھی پھر لب پر
واعظا تونے اگر کوچۂ جانان دیکھا

کرکے انکار زلیخا سے بھنسے نہ انھین
ور کیا مصر مین تم نے مہ کنعان دیکھا

لو لگائی جو بتون سے تو خدا کو پایا
دل روشن کو چراغ رہ عرفان دیکھا

ہم یہ سمجھے کہ نکل آئے فلک سے تارے
تیرے ماتھے کو کسی دن جو پر افشان دیکھا

خواب مین بھی جسے مجنون نے نہ دیکھا ہوگا
ہمنے وہ وسعت دل کا ہی بیابان دیکھا

جان نثارونکو ہوا شوق شہادت دونا
ہاتھ مین تیرے جو شمشیر کو عریان دیکھا

چھوڑدو اسکو خدا پر یہ مسیحا بولا
درد کو میرے نہ جب قابل درمان دیکھا

لاکھ اپنے دل گم گشتہ کو ڈھونڈھا نہ ملا
کوچۂ زلف ترا بھول بھلیان دیکھا

دل تو کیا جان محبت مین بتونکی دیدی
اے رضا تجھسا نہ دنیا مین مسلمان دیکھا

جناب محمد عبدالحمید خانصاحب بی۔ اے زیبا کوٹی سررشتہ دار جج رائے بریلی شاگرد جناب تسلیم مچھلی شہری

شیخ صاحب نے جو کل کوچۂ جانان دیکھا
ہو گیا انکو یقین روضۂ رضوان دیکھا

زردی رخ سے ہوا عشق نمایان دیکھا
رنگ آخر کو یہ لایا غم پنہان دیکھا

آئنہ ہو کہ مرا دل ہو کہ تیری تصویر
جو تری بزم مین آیا اسے حیران دیکھا

ہم نہ کہتے تھے نہ وار اوچھے لگا اے قاتل
دہن زخم جگر ہوتا ہے خندان دیکھا

مین وہ دیوانہ ہون صحرا نے کیا دامن چاک
مجھکو وحشت مین اگر چاک گریبان دیکھا

کیا دورنگی زمانہ کی یہ اچھی ہے مثال
دل کو رنجور مگر زخم کو خندان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے نہ کر عشق ستمگارون کا
ابتو الفت کا نتیجہ دل نادان دیکھا

اک زمانے مین ہوا کون کہو آپ سوا
کیون مزہ غیر کی الفت کا مری جان دیکھا

جاؤ بھی شیخ جی باتین نہ بناؤ ہمسے
رات ہی پیر مغان کا تمہین مہمان دیکھا

خود ہی سینے سے تڑپکر جو نکل آتا ہے
کبھی اُس دل کا نکلتے نہین ارمان دیکھا

طور پر آپکو جانے کی ضرورت کیا تھی
کیون نہ دل ہی مین اسے موسی عمران دیکھا

ہائے جس بت کے لیے حال مرا ہی ابتر
اُسنے آنکھوں سے نہ یہ حال پریشان دیکھا

جناب نصیر الدین حیدر صاحب شاکر باروی

مضطرب ہوکے چلے آئے وہ خود پاس ترے | تونے شاکر اثر نالۂ و افغان دیکھا

جناب محمد ظہور خان صاحب عاجز شاہجہانپوری شاگرد جناب مختار شاہجہانپوری

اک نظر جس نے تمھارا رخ تابان دیکھا | ہمنے آئینے کے مانند اسی حیران دیکھا
کچھ عجب حال ہے لیلیٰ ترے دیوانے کا | کبھی خندان اسے پایا کبھی گریان دیکھا
مضطرب ہم بھی ہوے دل بھی پریشان ہوا | جب کسی زلف پریشان کو پریشان دیکھا
پہلے تھا حضرت موسیٰ کو بہت ہی دعویٰ | ہوش جاتے رہے جب جلوۂ جانان دیکھا
جو کبھی دوست ترے تھے وہی دشمن اب ہین | عشق بازی کا نتیجہ دل نادان دیکھا
اک نظر دیکھ لیا جس نے ترا گھر ظالم | اسنے بھولے سے نہ پھر روضۂ رضوان دیکھا
جتنے آزار ہین سب کی ہین دوائین عاجز | مرض عشق کا لیکن نہین درمان دیکھا

جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی شاگرد جناب بائس لکھنوی نمبر

جسکو دیکھا اسے حیران و پریشان دیکھا | عشق سے ہمنے نہ خالی کوئی انسان دیکھا
دم جب الفت کا بھرا موت کا سامان دیکھا | عشق بازی مین ہمیشہ ضرر جان دیکھا
کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان دیکھا | ہمنے واللہ فقط کوچۂ جانان دیکھا
عشق مین جامہ دری زور جنون کرتا ہے | چاک دامن تو کبھی چاک گریبان دیکھا
کسکی یہ یاد ہے کسکے لیے بیتاب ہے تو | روز کرتے تجھے آہین دل نالان دیکھا
دل بیتاب کی نکلی نہ تمنا کوئی | اسپر اک دن بھی نکرتے تمھین احسان دیکھا
یاد معبود سے رہتا نہین یہ گھر خالی | کعبۂ دل کو نہ ہمنے کبھی ویران دیکھا
درد نے آکے شب ہجر تسلی بھی ندی | اور ہم صورت بسمل تجھے غلطان دیکھا
راز الفت ہوا بیتابی دل سے نہ چھپا | لوگ پہچان گئے جب تجھے گریان دیکھا
عمر بھر غم مین گرفتار رہا زیر فلک | چار دن بھی نہ کبھی عیش کا سامان دیکھا
کبھی ناقوس بجایا کبھی دی اسنے اذان | ہمنے عاشق کو ہمیشہ ترے نالان دیکھا
آتش عشق پس مرگ بھی بجھتی نہین کیا | قبر فرہاد کا پتھر شرر افشان دیکھا
الامان لاش پہ تیری یہ حسینونکا ہجوم | آدمی زاد نے مرنے پہ پرستان دیکھا

آہ کے درد سے جسنے مرا افسانہ سُنا — رو دیا جسنے مرا حال پریشان دیکھا
بیخود عشق نے رو رو کے بسر کی سب عمر — ہائے ناشاد نے شادی کا سامان دیکھا
ہنس دیا خود بھی وہ تلوار لگا کر مجھکو — دہن زخم کو قاتل نے جو خندان دیکھا
ایک پتا نہین ہلتا تری مرضی کے خلاف — ہمنے عالم کو ترا تابع فرمان دیکھا

جناب امام الدین احمد خانصاحب آرزو شاہ آبادی اسسٹنٹ تفریغ نویس فنانس ہیڈ پٹیالہ شاگرد جناب [illegible]

تمھاری گفتگو ہے اور مین ہون — تمھاری آرزو ہے اور مین ہون
خدا کے سامنے سمجھونگا اے بُت — بروزِ حشر تو ہے اور مین ہون
حیا کو کہدے ٹھہرے جاکے باہر — یہان خلوت ہے تو ہے اور مین ہون
کوئی مونس نہین دلکا شب غم — اک اُسکی آرزو ہے اور مین ہون
کمر بھی اُنکی غائب ہے دہن بھی — عدم کی جستجو ہے اور مین ہون
شبِ وصل آپ ہون ارمان دل ہون — فقط یہ آرزو ہے اور مین ہون
دماغ اپنا نہ کیون ہو آسمان پر — بغل مین ماہرو ہے اور مین ہون
الٰہی خیر کرنا وصل کی شب — بُت بیگانہ خو ہے اور مین ہون
نہین دنیا و مافیہا سے مطلب — اب اُسکی آرزو ہے اور مین ہون
ذرا دیکھون کہ چھپتے ہو کہانتک — تمھاری جستجو ہے اور مین ہون
اُدھر وہ بت ہے اور ساری خدائی — ادھر اک آرزو ہے اور مین ہون

جناب کنج بہاری لعل صاحب شفق وکیل کھنڈیلہ موہ نظامت توراواٹی راج جے پور شاگرد جناب فلق میرٹھی

چمن ہے ماہرو ہے اور مین ہون — شراب مشکبو ہے اور مین ہون
جھڑکنا گالی دینا منہ چڑھانا — یہ اُنکی گفتگو ہے اور مین ہون
ذلیل و خوار و رسوا عشق مین ہائے — دل پُر درد تو ہے اور مین ہون

جناب حکیم مہتہ رادھا کشن دت صاحب طالب شاگرد جناب برق

اب اُسکی جستجو ہے اور مین ہون — تفحص چارسو ہے اور مین ہون
ہوائے سرو ہے صحن چمن ہے — مئے جام و سبو ہے اور مین ہون

شب غم یاس ہی اور بیکسی ہے دل پر آرزو ہے اور مین ہون
کہانتک مجھسے پوشیدہ رہوگے تمھاری جستجو ہے اور مین ہون
کلیجا پھونکے دیتی ہے شب غم خیال شعلہ رو ہے اور مین ہون
مزہ ہوگا حضور داور حشر ستمگر آج تو ہے اور مین ہون
کبھی کرتا ہون دامن چاک غم سے کبھی فکر رفو ہے اور مین ہون
گذرتے ہین عجب ذرات طالب خیال زلف دو ہے اور مین ہون

جناب پریاگ نرائن صاحب بیدی عاجز متوطن قصبہ صفدرگنج ضلع بارہ بنکی

گھٹا چھائی ہے گلشن مین تو پھر آج شراب مشکبو ہے اور مین ہون
کوئی ہمدم نہین عاجز شب غم دل پر آرزو ہے اور مین ہون

جناب قنبر

سکندر کی گردن مین کیون خوشامد مرا آئینہ رو ہے اور مین ہون
نہین ہے زخم کو مرہم کی حاجت وہ زلف مشکبو ہے اور مین ہون
خدا جانے وہ بت کسکو خدا دے قیامت مین عدو ہے اور مین ہون

جناب محمد راغب صاحب مائل بتھوی شاگرد جناب حشر مرحوم بتھوی از گیا

جو پوچھا یار سے محفل مین ہے کون کہا تیرا عدو ہے اور مین ہون
نکلجائیگا اب شوق شہادت یہ خنجر گلو ہے اور مین ہون
لحد مین کیون نہ سوؤن چین سے مین یہان بھی کیا عدو ہے اور مین ہون
جو دیکھا عکس آئینہ مین بولے مقابل میرا تو ہے اور مین ہون

جناب منشی عبداللہ صاحب ناصر نقلنویس کچہری رائے بریلی شاگرد جناب نیاز کوٹی

صراحی ہے سبو ہے اور مین ہون چمن ہے ماہرو ہے اور مین ہون
مزے خلوت مین کیا کیا لوٹتا ہون وہ شوخ تندخو ہے اور مین ہون
شب غم مین کوئی ساتھی نہین ہے کسیکی آرزو ہے اور مین ہون
مبارک تجھکو زاہد اتقا ہو یہان جام و سبو ہے اور مین ہون

عبث خلوت مین تو شرما رہا ہی
یہان بس ایک تو ہے اور مین ہون

بس اب تم بیچ مین ناحق نہ بولو
سمجھ لونگا عدو ہے اور مین ہون

شب فرقت مین بھی تنہا نہین ہون
کہ دل کی آرزو ہے اور مین ہون

نگاہین آج ناصر لڑ رہی ہین
وہ شوخ جنگ جو ہے اور مین ہون

مجھے ناصر نہین مطلب کسی سے
اب اُس کی آرزو ہے اور مین ہون

جناب منشی محمد عبدالقادر صاحب اعجاز چشتی صابری بھروچی شاگرد جناب رضوان مرادآبادی

قہر پر قہر جوانی مین نہ ڈھائے کوئی
اُبھرے اُبھرے ہوئے سینہ کو چھپائے کوئی

بام پر آکے تجلّی رخ انور سے
ہوشیارون کو نہ بیہوش بنائے کوئی

نازپرور ہی تو رہجائے مری آنکھون مین
نازنین ہی تو مری دل مین درآئے کوئی

ایسے ہرجائی کی پرواہی یہان ہی کسکو
گھر رقیبون کے جو جاتا ہے تو جائے کوئی

بوسہ مانگا جو شب وصل وہ ہنسکر بولے
ہوش مین آئے کوئی منہ تو بنائے کوئی

اسلیے کھنچتے ہین ہر وقت کہ آئی کوئی پاس
اسلیے روٹھتے ہین وہ کہ منائے کوئی

فصل گل آئی ہے گھنگھور گھٹا چھائی ہی
پھول گلشن مین ہین چل کے پلائے کوئی

جناب محمد خان صاحب ارفع از قصبہ رسڑا ضلع بلیا

دیکھکر نبض مری رو کے مسیحا بولا
مرض عشق ہو گیا ہاتھ لگائے کوئی

ملک الموت ابھی آئینگے لینے کیلیے
میری بالین سے کہین اُٹھکے نجائے کوئی

جان ست جائے تپ دق ہو کلیجا چھن جائے
ان حسینون سے مگر دل نہ لگائے کوئی

جناب منشی احمد حسین صاحب فرحت سنگھانوی جیپوری شاگرد جناب مائل دہلوی

اسمین مطلب ہی کہ رہ رہ کے ستائے کوئی
یاد رکھے مجھے دل سے نہ بھلائے کوئی

کیا تعجب ہے ہمین عیسیٰ جو نہ پائے کوئی
دم لبون پر ہی جو آنا ہے تو آئے کوئی

صدمہ رشک عدو اور غم فرقت یار
ہائے میری سی بھی تقدیر نہ پائے کوئی

جو لکھا ہے مری قسمت مین وہ ہوگا فرحت
میرے بگڑے ہوئے کیا کام بنائے کوئی

جناب محمد راغب صاحب مائل بہیوی شاگرد جناب حشر بہیوی موم ازگیا

اے ایسے آنے سے یہ اچھا ہے نہ آئے کوئی | غیر کو ساتھ مگر اپنے نہ لائے کوئی
شوق سے گیسوئے پرپیچ دکھائے کوئی | دام مین طائر دل میرا پھنسائے کوئی
دل مین مر مٹنے کی حسرت نہ رہے کچھ باقی | ایک ٹھوکر جو سر قبر لگائے کوئی
شکوۂ ہجر پہ وہ شوخ یہ بولا ہنس کر | اپنی روٹھی ہوئی قسمت کو منائے کوئی
شوق دیدار مین آنکھین نہ کبھی بند ہوئین | ایک مدت سے تمنا ہے کہ آ جائے کوئی
ابھی کمسن مین وہ بیتاب نہ ہو جائین کہین | دل مضطر کی حقیقت نہ سنائے کوئی
ہائے کس یاس سے کہتی ہے قفس مین بلبل | مجھکو صیاد کے پنجے سے چھڑائے کوئی
دل گم گشتہ کے کھونے کا نہ غم کر قائل | کیا عجب ہے جو کہین راہ مین پائے کوئی

جناب شیخ محمد صاحب حامد مرتضیٰ آبادی

مسیحائے زمان سے جب مداوا ہو نہین سکتا | مریض غم کسی صورت سے اچھا ہو نہین سکتا

جناب منشی محمد عبد المجید صاحب شرر شاگرد جناب منعم مدراسی از فرنگی کنڈہ مدراس

ترا آنا جو اے رشک مسیحا ہو نہین سکتا | مریض غم کسی صورت سے اچھا ہو نہین سکتا
تردد آپکو گھر مین مرے آنے پہ ہے ناحق | محبت پاک ہو جسکی وہ رسوا ہو نہین سکتا
تمھین ہو بادشاہ حسن ملک حسن خوبی مین | جہان مین دوسرا معشوق تمسا ہو نہین سکتا

منیر جان فتنہ طوائف مقامی بیاپور شاگرد جناب فرخ عظیم آبادی

مسیحا سے بھی اب اسکا مداوا ہو نہین سکتا | کسی صورت ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا
یہ رعب حسن تو دیکھو مین گویا ہو نہین سکتا | کھڑا ہون کب سے اظہار تمنا ہو نہین سکتا
وہ صورت آئینہ مین دیکھکر اپنی یہ کہتے ہین | جہان مین کوئی میرا مثل پیدا ہو نہین سکتا
نہ بہر فاتحہ آئے کبھی تربت پہ تم میری | قیامت ہو کہ تم سے ہائے اتنا ہو نہین سکتا
مسیحا بھی مری بالین سے یہ کہتے ہوئے اٹھے | مریض غم کسی صورت سے اچھا ہو نہین سکتا
کہانتک سختیان جھیلون شب فرقت کی اے فتنہ | بنی آدم ہون پتھر کا کلیجا ہو نہین سکتا
لگانا دل حسینون سے نہ ہرگز بھول کر فتنہ | محبت کا کبھی اچھا نتیجا ہو نہین سکتا

جناب مولوی کلیم اللہ صاحب آوج بھاگلپوری شاگرد جناب جوشش عظیم آبادی

مقید دل ہوا زلف بتان مین — پھنسا جا کر بلائے ناگہان مین
تمھارا حسن میرا عشق ایجان — یہ دو مشہور ہین دونون جہان مین
کسی پہلو کسی کروٹ نہین کل — کچھ ایسا درد ہے زخم نہان مین

جناب محمد عبدالحمید خان صاحب نیاکوٹی بی-اے ٹیشکار جی آر بریلی

دل مین تو آخر آئے ہو آنکھونکی راہ سے — پھر کس لیے نہان ہو ہماری نگاہ سے
دل بچ سکا نہ اُس نظر بے پناہ سے — مجروح صید ہو گیا تیر نگاہ سے
دل مین ہمارے آئے وہ آنکھونکی راہ سے — گھر کر لیا نگاہ ملا کر نگاہ سے
گر کوئی صید چھٹ گیا زلف سیاہ سے — اُس نے شکار کر لیا تیر نگاہ سے
اک تیر تھا کہ دل سے جگر تک اُتر گیا — اک قہر تھا نگاہ کا ملنا نگاہ سے
گر دیکھنا ہو حسن بتان مین خدا کی شان — اے شیخ اُنکو دیکھ ہماری نگاہ سے
کیون بے قصور طور کو موسیٰ جلا دیا — کچھ پوچھیے تو یار کی برق نگاہ سے
اُس شوخ چشم نے مجھے بیتاب کر دیا — شوخی سے شعبدہ سے ادا سے نگاہ سے
پردہ مین شرم کے بھی تو کھل کھیلی چشم یار — دیکھو ٹپک رہی ہے شرارت نگاہ سے
آئینہ دیکھتے ہی ہوے آپ مضطرب — کیا لڑ گئی نگاہ کسی کی نگاہ سے
ٹیڑھا ہے آسمان کو سیدھا بنائیے — اسکی خبر بھی لیجیے ترچھی نگاہ سے
مجھکو سنبھالنا ہو تو اے آسمان سنبھال — گرتا ہون آج یار کے دل سے نگاہ سے
آنکھین ملا کے دیکھ ٹپکتا ہی کس سے پیار — تیری نگاہ سے کہ ہماری نگاہ سے
دکھلاتے ہین وہ آج مسیحائی آنکھ کی — مردے جلا رہے ہین کرم کی نگاہ سے
اسمین بھری ہوئی ہین بلا کی لگاوٹین — زیبا خدا بچائے بتون کی نگاہ سے

جناب نواب سید نور الحسن عرف لجن صاحب فتنہ اعظم گڈھی

ہوا عاشق جو زلف دلستان پر — بلائین سیکڑون لاکھون ایکجان پر
کہا جب سے انھین رشک مسیحا — دماغ اُن کا ہے چوتھے آسمان پر

کسی نازک ادا کا ہون مین کشتہ
کفن بھاری ہے جسم ناتوان پر

شفق بنکر مری جان رنگ لایا
کسی بیجرم کا خون آسمان پر

رسائی یار تک آسان تھی لیکن
خدا کی مار ظالم پاسبان پر

جناب مائل بیتھوی گیا باشی

ہزارون حور وش ہین چلتے پھرتے
گمان جنت کا ہے کوئے بتان پر

جنھین ہمدرد ہم سمجھے تھے افسوس
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

وہ بولے دیکھکر مجھکو دم نزع
الٰہی رحم کر اس نیمجان پر

جو مجھ میکش کو موت آئے الٰہی
مرون جاکر در پیر مغان پر

اگر پیاری نہ ہوتی زندگانی
نہ مرتے حضر عمر جاودان پر

مرے رونے نے کام اتنا نکالا
اُٹھین رسم آگیا آہ وفغان پر

عداوت کب کی تھی اے برق تجھکو
گری آکر جو میرے آشیان پر

جناب محمد مظہر حسین صاحب مفتون ہیڈ کانسٹبل پولیس تھانہ ہلدی ضلع بلیا

الٰہی رحم کر قبر ناتوان پر
کہ ذکر آئے مرا اُن کی زبان پر

دھوان ہے یہ مری آہ رسا کا
گھٹا چھائی نہین ہے آسمان پر

یہ ہے عکس لب لعلین کسی کا
شفق پھولی نہین ہے آسمان پر

ہماری قبر ٹھکرا کر وہ بولے
لحد اسکی بنائی کیون یہان پر

اثر ہے برق کا آہ رسا مین
گمان طوفان کا ہو اشک روان پر

کبھی اُن کا لیا تھا ہم نے بوسہ
مزہ اُس کا ابھی تک ہو زبان پر

جناب مرزا منیر بیگ صاحب منیر گورکھپوری

جو چاہو ظلم کر لو میری جان پر
یہان شکوہ نہ آئے گا زبان پر

کہین کیا۔ دکے اُن سے حال غم ہم
وہ ہنستے ہین ہماری داستان پر

خبر تک بھی نہ اُس بت کو ہوئی آہ
گئے نالے ہمارے آسمان پر

بکھر کر رخپہ اُن کی زلف پرخم
بلا لائے گی کچھ عاشق کی جان پر

یقین جسکو نہین میری وفا کا
منیر آیا ہے دل اُس بدگمان پر

جناب سید محمد اختر صاحب اختر نگینوی شاگرد جناب داغ دہلوی

جو تجھے دیکھتا سو جان سے مائل ہوتا
کوئی بیجان کوئی بیدم کوئی بسمل ہوتا

تیرا احسان جو اے خنجر قاتل ہوتا
اُسکے کشتون مین مرا نام بھی داخل ہوتا

دل مرا اُس بت کافر پہ جو مائل ہوتا
اپنا ایمان بچانا مجھے مشکل ہوتا

برچھیان لگتین جو تم مجھپہ چڑھاتے تیور
دیکھتے ترچھی نظر سے تو مین بسمل ہوتا

جان جاتی تو سہی گرچہ بدقت جاتی
کام ہوتا تو سہی گرچہ بمشکل ہوتا

فکر اس طرح مین ہم اور بھی کرتے اختر
رنج و غم مین نہ گرفتار اگر دل ہوتا

جناب محمد عبد الحمید خانصاحب زیبا کوٹی بی اے سررشتہ دار کچہری رائے بریلی شاگرد جناب شہیر مچھلی شہری

بیچ مین شرم کا پردہ جو نہ حائل ہوتا
لطف نظارہ مجھے وصل مین حاصل ہوتا

میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا
تجھسے ظالم پہ نہ مین بھول کے مائل ہوتا

شوق دیدار ہی نے جان غضب مین ڈالی
اک قیامت تھی جو مین وصل کا سائل ہوتا

آئنہ ایکطرف عکس کو حیرت ہوتی
آئنہ سے جو کسیدن وہ مقابل ہوتا

عشق دینا تھا بتون کا جو خدایا مجھکو
دل بھی وہ دیتا جو اِس درد کے قابل ہوتا

رات بھر خوف رہا یہ کہ سحر کیا ہوگا
لطف کیا خاک مجھے وصل مین حاصل ہوتا

کھو دیا عشق نے اُس شوخ کے مجھکو زیبا
ورنہ ہر فن مین زمانے کے تو کامل ہوتا

جناب محمد ظہور خانصاحب عاجز شاہجہانپوری شاگرد جناب مختار شاہجہانپوری

تجھسے بے رحم پہ اے جان نہ مائل ہوتا
میرے قابو مین مری جان اگر دل ہوتا

پھر کبھی حور کی تعریف نکرتا واعظ
سامنے کوئی اگر حور شمائل ہوتا

ابتو دعویٰ ہے کہ یہ سکتے وہ کہتے اُس سے
ہوش رہتے نہ بجا گر وہ مقابل ہوتا

اسی کمبخت نے برباد کیا ہے عاجز
ایسے دل سے تو یہ بہتر تھا کہ بیدل ہوتا

جناب منشی مرزا عبد المجید صاحب فہیم گورکھپوری شاگرد جناب یاس لکھنوی

کھا کے دل داغ محبت اسی قابل ہوتا
کچھ نہو تا ترا گلدستہ محفل ہوتا

حیرت عشق سے دلکو یہی حاصل ہوتا
ان بتون کے جو ستم کا متحمل ہوتا
چشم جانان کے تصور مین یہ حاصل ہوتا
اپنے کوٹھے پہ مجھے تم نے بلایا ہی نہین
یوہین ہم مشرب رندان کبھی ہوتا زاہد
درد الفت کے مزے سے ہوا گر آگاہی
کوئی حامی تو بھرے یار کا خنجر ہو کہ تیغ
سچے الزام پہ مجکو تو اگر کرتا قتل
بے گناہی مری اتنا ہی اثر دکھلاتی
بزم عشرت مجھے دوزخ سے بھی بدتر ہوتی
سخت جانی مری جوہر یہ دکھاتی اپنا
اجل آتی شب غم میری خبر گیری کو
دل حسینون کو نہ دے مُثھیا اسطرح فہیم

آئنہ بنکے حسینون کے مقابل ہوتا
دل مرا پھر تو فن عشق مین کامل ہوتا
رہ کے آنکھون مین مری آنکھ کا وہ تل ہوتا
ورنہ معراج کا رتبہ مجھے حاصل ہوتا
جشن نوروز ہی مین کاش وہ شامل ہوتا
میرے ہر عضو کو حسرت ہو کہ مین دل ہوتا
قتل ہونے سے غرض تھی کوئی قاتل ہوتا
ہاتھ چھوٹا نہ ترا اے مرے قاتل ہوتا
کچھ پشیمان تو مرے قتل سے قاتل ہوتا
تو جو پہلو مین نہ اے حور شمائل ہوتا
کیا دم قتل خجل خنجر قاتل ہوتا
تو جو اے یار مری حال سے غافل ہوتا
سوچتا اپنا کچھ انجام جو عاقل ہوتا

مصرع طرح

پرچہ پہونچتے ہی اسطرح مین (داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے) لگا۔ ستا قافیہ رکھا ہے ردیف
آخر جنوری تک اسطرح مین (شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے) دھمک قافیہ ہوتی ہے ردیف

مہتمم پیام یار لکھنؤ

معذرت

ہم متحیر ہین کہ قدردانان پیام یار سے کن الفاظ مین معذرت کرین کہ اس سال بوجوہ چند در چند پیام یار بیوقت شایع ہوتا رہا اور قدردانون کو انتظار کی سخت تکلیف اُٹھانا پڑی مگر معاونان پیام یار کی مہربانیون سے توقع ہے کہ وہ اس تعویق کو معاف فرمائینگے۔ نیز ہم بھی خجالت مٹانے کیلیے دسمبر کے پرچہ مین صفحون کا اضافہ کر دیا اور سنہ ۱۹ء سے ہم مسٹر رینالڈ کا وہ ناول اپنی زبان مین شایع کرینگے جو اسوقت تک کسی زبان مین ترجمہ نہین ہوا ہے اور اسکی پلاٹ اور نازک خیالیون کو ہمارے قدردان یقیناً بہت پسند فرمائینگے امید ہے کہ پیام یار کی قیمت بقایا یا پیشگی ہمدردان ملک ارسال کرینگے تاکہ پیام یار وقت پر شایع ہو رہے۔

مہتمم پیام یار

کر دیتے ہین اور کہدیتے ہین کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جسکے سمجھنے سے عقل قاصر ہے۔ بس مان لینا چاہیے کہ باپ بیٹا روح القدس ایک خدا ہے اور ان تینون سے ہر ایک خدا ہے۔ کاش تمہاری قوم ہر جگہ عقل کو معطل نکرتی اور پھر تدبیر کے ساتھ توریت و انجیل پر نظر کیجاتی تو معلوم ہوتا کہ مسئلہ تثلیث کیسا خلاف عقل ہے اور انبیای سابقین نے اپنے اپنے عہد مین کس شد و مد کے ساتھ توحید کی تعلیم دی ہے اور اسیطرح حضرت مسیح نے بھی واضح عبارتون مین وحدانیت الٰہی کو بیان فرمایا ہے اور کبھی دین خدا مین تغیر و تبدل نہین ہوا شروع سے سب انبیاء مرسلین ایک ہی دین حق کی تعلیم دیتے آئے ہین چنانچہ خود حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ "مین اسلیے نہین آیا ہون کہ ناموس (اصول شرائع) انبیا کو توڑون بلکہ اُسکی تکمیل (اشاعت) کیلیے آیا ہون۔ مین تم سے سچ بات کہتا ہون کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہین ایک نقطہ بھی اُس ناموس سے زائل نہوگا اور وہ تمام اور پورا قائم رہیگا[1]" اسی طرح کلام مجید مین ہے وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبدِيلًا۔

جو سنا خیر ہمارے مذہب کی تو آپنے اپنی ذہانت سے تردید کر دکھائی لیکن تو بتائیے کہ آخر اسکی کیا دلیل ہے کہ آپکا مذہب یعنے دین اسلام حق ہے سعدیہ سنو ہم ایمان لا چکے ہین کہ اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین حق ہے اور اسیکی ہدایت کیلیے تمام انبیا مبعوث ہوے ہین نوح ابراہیم اسحٰق یعقوب موسیٰ عیسیٰ محمد علیہم السلام نے بندون کو اسی دین حق کی تعلیم دی ہے اور بیچ بیچ مین جو لوگون کا اوہام اور عقول ناقصہ کی مداخلت سے احکام و شرائع اصول و فروع مین رخنے پڑ جاتے تھے ہر ایک نبی اپنے وقت مین حسب وحی ربانی اُن نقائص کو رفع کر کے پھر اُسی پاک اور بے عیب دین کو ظاہر کر دیتا تھا۔ مین افسوس کرتا ہون کہ تم ہمارے مذہب کے حالات سے بالکل ناواقف ہو اسلیے مین تمہارے سامنے اپنے مذہب کی حقیت مین وہ بہت سی دلیلین نہین پیش کر سکتا جو اُس شخص کے سامنے پیش کیجا سکتی ہین جو کہ مذہب اسلام کی اصول و فروع سے کم و بیش واقف ہو مثلاً تم نہین سمجھ سکتین اگر مین تم سے یہ کہون کہ قرآن مجید ہمارے رسول کا بین معجزہ ہے۔ اور اسکی فصاحت و بلاغت نے عرب کے مشہور و معروف سحر بیانون کو حیرت مین ڈالکر خاموش کر دیا تھا۔ سب جانتے ہین کہ عرب کا سرمایۂ ناز یہی ایک زبان آوری اور شیوا بیانی تھی اور جبکہ قرآن مجید نازل ہوا تھا تو بالاعلان یہ منادی کر دیگئی تھی کہ اے فصحاء عرب اگر تمکو اسمین شک ہے کہ یہ خدا کا کلام نہین ہے تو اسکی کسی چھوٹی سی چھوٹی سورہ ہی کے مثل کوئی سنجیدہ کلام بنا لاؤ لیکن باوجود کمال غیرت و حمیت کے کلام الٰہی کے مقابلے مین سب گونگے تھے اور کسیکو گویائی کا دعویٰ نہ تھا۔ اسیطرح چونکہ تم ہمارے احکام شریعت سے واقف نہین ہو اسلیے اسکو بھی نہ سمجھو گی کہ شریعت محمدی کسقدر کامل اور مکمل شریعت ہے اور اُسکے احکام کیسے معقول اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہین اور قرآن مجید کیسی جامع کتاب ہے جسمین خدای یکتا کی توحید و تنزیہ۔ مسئلہ رسالت۔ حقائق قدرت۔ اصول معارف و حکمت۔ قوانین حسن معاشرت۔ وغیرہ کو اس فصاحت کلام و جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جو دانشمند اُسے بنظر انصاف و تامل دیکھیگا وہ ضرور اس امر کو تسلیم کریگا کہ ایسے امر جلیل الشان کا اہتمام اس عمدگی سے بیشک قوت بشری کی حد سے باہر ہے اور بیشک خدا ہی کا کام اور اُسی کا کلام ہے خیر غرضکہ مین تمہارے سامنے ان دلائل کو پیش نہین کرتا بلکہ تمکو ایک دوسرے طریقے سے مذہب اسلام کی حقیت کا یقین دلاتا ہون سنو چونکہ تمنے توریت اور انجیل کو پڑھا ہے اسلیے ضرور ہے کہ تم یہ بات اچھی طرح جانتی ہوگی کہ گمراہون کو راہ راست پر لانا

[1] انجیل متی باب ۵

اور جنکو بد اعمالی کا چسکا پڑا ہوا ہو انکو نیک کام کیطرف رغبت دلانا اور پھر وہ بھی اس طرح سے کہ گویا قلب ماہیت ہوجائے کسقدر مشکل اور دشوار
کام ہے۔ دیکھو حضرت عیسیٰ ؑ ایسی قوم یعنی بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے جنکے ہاتھوں میں توریت مقدس موجود تھی جنمین بہت سے انبیا انکی بعد گزرے
مبعوث ہوچکے تھے جو اس سے بہت واقف تھے کہ خدا بندوں کی اصلاح حال کیلیے پیغمبروں کو مبعوث فرماتا ہے جو کسی کسی حد میں پابندی شرائع
کے بھی عادی تھے۔ مگر باینہمہ جب حضرت عیسیٰ ؑ نے انسے یہ کہا کہ خدا نے مجھے تم لوگوں کو راہ راست بتانے کیلیے بھیجا ہے اور اسکے متعلق بہت سی
معقول باتیں انسے بیان کیں اور ساتھ ساتھ معجزے بھی دکھائے تو سب کے سب بیگانہ وار انکو جھٹلانے لگے اور ایسے اجنبی بنگئے کہ گویا
طریقہ بعثت و رسالت ہی سے واقف نہیں ہیں۔ ہر بات میں اس نبی برحق کی تکذیب کی بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ انکی
جان کے خواہان ہوگئے۔ اتنی بڑی قوم میں حضرت عیسیٰ کی تمام عمر کی نصیحت و پند کا یہ نتیجہ ہوا کہ تقریباً ستر آدمی انپر ایمان لائے
مگر اب تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حال پر غور کرو۔ وہ ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے جنکو یہ بھی خبر نہ تھی کہ شریعت کس چیز کا نام ہے
یہ بھی درکنار وہ لوگ تو اس سے بھی آگاہ نہ تھے کہ قانون ملک سیاست حقوق سلطنت و رعیت بھی دنیا میں کوئی چیز ہیں یا
نہیں۔ ہر شخص صحرائی جانور کیطرح آزادی کے ساتھ انکاموں میں جو اسکے میلان طبع کے موافق ہوتے تھے زندگی بسر کرتا تھا
الغرض جزیرہ نمای عرب دنیا بھر کی جہالت اور وحشت کا مخزن تھا وہان ہمارے رسول مقبول مبعوث ہوے۔ آپنے انھیں وحشیوں کے جا بجا مجمعوں میں
کھڑے ہوکر فرمایا کہ خدا نے مجھے تمہاری ہدایت کیلیے بھیجا ہے۔ ان اپنی بد اعمالیوں سے باز آؤ اور روز جزا کی باز پرس سے ڈرو ورنہ قیامت
کے دن دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیے جاؤ گے۔ یہ نئی بات سنتے ہی سب بھونچکا ہوگئے کہ آئین اس شخص نے یہ کیا کہا ہم نے تو کبھی اپنے
باپ دادا سے ایسی بات نہیں سنی خدا کا کسیکو ہدایت کیلیے بھیجنا کیسا کیسی قیامت اور کیسی دہکتی ہوئی آگ کسی نے کہا کچھ نہیں
یوں ہی کوئی مہمل بات ہے جو اس شخص کی زبان سے نکل گئی کسی نے کہا شاید بیچارے کو کسی طرح کا جنون ہوگیا ہے اسلیے ایسی لایعنی اور
بے معنی باتیں کرتا ہے غرضکہ قہقہے لگاتے ہوئے سب چلے گئے اور ہمارے رسول کریم قوم کی جہالت پر افسوس کرکے رہگئے لیکن جس حوصلے
کو خدا وسیع کرے اور جس ہمت کو اللہ بلندی عطا فرمائے اس حوصلے و ہمت کے مقابلے میں ایسی ہی لتین کیا مخالف اثر ڈال سکتی ہیں
رسولخدا نے پھر بار بار قوم کے سامنے اسی نعمت کو پیش کیا یعنے انکو نصیحت کرنے پر ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ شریرون نے اس
برگزیدہ نبی کو انواع و اقسام کی تکلیفیں بہ طرح طرح کی اذیتیں پہونچائیں۔ اکثر اہل خاندان بھی جاہلوں کے جتھے میں ملگئے
اور مخالفوں کی قوت بازو ہوگئے۔ وطن کے در و دیوار سے مخالفت کی صدائیں آنے لگیں۔ یہ اس نبی معصوم کیلیے بڑی
خوفناک حالت تھی چنانچہ اس بیکسی اور پریشانی کو دیکھکر ایک عزیز قریب کا دل بھر آیا اور اسنے ہمدردی کے لہجے میں سمجھایا کہ اس
بکھیڑے کو چھوڑ دو۔ ساری قوم مخالفت پر تلی ہے اپنی جان پر رحم کرو۔ مگر یہاں ان ہمدردی کے الفاظ کی کیا گنجائش تھی
صاف کہدیا کہ میں ہدایت کیلیے مامور ہوں اگر قوم آفتاب و ماہتاب کو بھی آسمان سے اتار کر میرے ہاتھ پر رکھدیگی تو بھی اس
ہدایت سے باز نہ آؤنگا چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اذیتیں سہیں مخالفتوں کے جو نا ملائم اثر ظاہر ہوئے انپر صبر کیا اور آخر اس
وحشی جانور و بھگے کو ڈھرے پر لگایا۔ موثر نصیحتوں اور حقانی کلمات نے نا مہذب بت پرستوں کے سخت دلوں کو موم بنا دیا

وہ مشرک اور کافر جنھوں نے عمر بھر خدا اور رسول کا نام بھی نہ سنا تھا صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر اچھے خاصے مومن اور مسلمان ہوگئے۔ آدم سے لیکر محمد صلعم تک سب نبیوں کی تصدیق کرنے لگے۔ بدیان نیکیوں سے بدلگئیں۔ یا تو وہ جہالت تھی کہ معاذ اللہ منہا۔ یا انکے دلو نمین وہ اسرار حکمت بھر گئے کہ انکی بات بات پر فلسفی پھڑک جائیں ریگستان عرب مین اونٹ چرانیوالے عالم ملکوت کی فضا مین سیر کرنے لگے پشتہا پشت کا باہمی علانیہ بغض و عناد یک قلم دلسے دور ہوگیا اسلام نے سبکو شیر و شکر کردیا جن چہروں پر شرارت پرستی تھی وہ تقوی اور طہارت کی آب و تاب سے چمکنے لگے دیکھنے والونکو حیرت ہوگئی کہ اللہ اکبر کیا تھا کیا ہوگیا عرب کا زمین و آسمان ہی بدلگیا اور رسول حق کی بے نظیر تعلیم یعنی خدا کا سچا دین بڑی تیزی سے جیسا کہ تم دیکھتی ہو مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ حق پرستوں سے دنیا بھر گئی اور محمد عربی پر جو کتاب خدا نے نازل فرمائی تھی وہ دنیا کے بڑے حصے پر حکومت کرنے لگی۔ بھلا اسکو رمین عقل سلیم باور کرسکتی ہے کہ یہ تاثیر اور یہ برکت جھوٹے مدعی نبوت کی ہے اور ایسے پسندیدہ مذہب کا بانی اور ایسے عمدہ قوانین کا مقنن کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہے جو منجانب اللہ اور خدا کا رسول نہو۔ اگر ایسا ہوسکتا ہے تو آدم سے اسوقت تک کسی زمانے مین ڈھونڈھکر کوئی ایسی نظیر پیش کرو کہ کسی جھوٹے مدعی رسالت کے مذہب نے ایسی حیرت انگیز ترقی کی ہو اور اسکے اصول مذہب ایسے شگفتہ اور شائستہ ہوں جیسے کہ اسلام کے ہیں اور خصوص اُس حالت مین جبکہ اُس مدعی نبوت نے نہ کسی یونانی دار الحکمت مین تعلیم پائی ہو نہ بابل و مصر کے کسی دار العلم مین سبق لیا ہو نہ کسی بادشاہ کو پھسلا کر اُس سے اپنا ایجاد کیا ہوا مذہب شائع کرایا ہو بلکہ وہ خود امی مشہور ہو۔ امیوں مین پرورش پاکر غربت اور افلاس کی حالت مین اپنی نبوت کو ظاہر کیا ہو۔ بادشاہ و وزیر ایک طرف خود اُسکے وطن والوں نے بھی اسکی مدد کی ہو۔

جونا۔ (دیر تک سکوت کے بعد) آجکا دن میرے لیے نہایت مبارک دن ہے کہ آپ سے مقدس بزرگ کے سامنے اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کرکے دین اسلام قبول کرتی ہوں اور خدائے وحدہ لاشریک سے التجا کرتی ہوں کہ میری توبہ قبول فرمائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سعد۔ الحمد للہ الحمد للہ۔

جونا۔ اب میری آرزو یہ ہے کہ جبتک مین یہاں ہوں اوقات فرصت مین قرآن مجید کے مبارک احکام کو آپکی زبان سے سنا کروں تاکہ مذہب اسلام کے اصول و قواعد میرے ذہن نشین ہوجائیں اور مین اُنپر کاربند ہوں۔

سعد۔ انشاء اللہ اب روز بروز اسلام کے قوانین احکام اور رسول پاک کے دلپذیر نصائح سے تمکو واقفیت ہوتی جائیگی اور بہت جلد معلوم ہوجائیگا کہ جس دین حق کو تمنے قبول کیا ہے وہ کیسا پسندیدہ مذہب اور انسان کیلیے روحانی آسائش اور ابدی راحت بخشنے والا ہے۔

چونکہ باتوں باتوں مین رات زیادہ گذر گئی تھی اور نماز عشا کا وقت تھا اسلیے سعد نے سلسلہ تقریر کو ختم کردیا مسجد مین آکر نماز عشا پڑھی اور پھر اپنے درود و وظائف مین مشغول ہوگیا۔ ادھر جونا بھی کھانا کھا کر سو رہی صبح کو معمول کے موافق اٹھی سعد بھی حجرے مین آیا اور دیر تک پھر جونا سے امور مذہبی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اسی جلسے مین جونا نے نماز سیکھنے کی بھی سعد سے خواہش ظاہر کی چنانچہ سعد نے پہلے تو اُسے اہل اسلام کے طریقہ عبادت کی خوبیاں سمجھائیں بطریق نہایت دلنشین

ہوجانیوالکے اندازسے وضو اور نماز کا طریقہ بتایا۔ چونکہ جُونا بہت ہی خوش فہم تھی اسلیے ایک ہی دن مین اُسنے وضو اور نماز
کے قاعدے سیکھ لیے اور ظہر کیوقت سعد کے پیچھے ساتھ نماز پڑھنے لگی۔ رات بھر جاگ کر اُسنے کئی چھوٹے چھوٹے سورے بھی یاد کر لیے اور دوسرے روز اُسنے
ایسی عمدگی سے تمام ارکان وضو اور نماز کو بترتیب ادا کیا کہ سعد کو بھی اُسکی ذہانت اور شوق پر تعجب ہوگیا۔ یہ شغلہ جُونا کو ایسا اچھا
معلوم ہوتا تھا کہ وہ شب و روز اسی مین لگی رہتی تھی جب سعد کو فارغ دیکھتی کچھ نہ کچھ پوچھنا شروع کر دیتی اور سعد کی بھی یہ حالت
تھی کہ وہ بھی ہمہ تن متوجہ ہوکر بہت سے ضروری مسائل اور محاسن اسلام بیان کیا کرتا تھا غرضکہ اسی شغل مین کئی روز
جُونا کو ایسی دلچسپی کیساتھ گذر گئے کہ شاید ہی اُسنے کبھی یہ یاد کیا ہو کہ مین کون ہون اور کہان ہون لیکن جب چار روز اسکو
یہان آئے ہوے گذر گئے اور پانچوین شب نماز عشا سے فارغ ہوکر اپنے بستر پر لیٹی تو یکایک اُسے خیال آیا کہ آمین آج پورے چار روز ہوگئے
ابھی تک طرسوس سے کوئی نہ آیا اور نہ وہ قاصد ہی پلٹا۔ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے کیا حسن سے اُس سے ملاقات نہین ہوئی کیونکہ یہ تو ہرگز
نہین ہوسکتا کہ میرا خط حسن کو ملا ہو اور اُنھون نے اُسپر التفات نکی ہو۔ فرض کیا کہ خلیفہ طرسوس مین آئے ہوے ہین اور
اسوجہ سے شاید خود حسن یہانسے کہین نہین جاسکتے مگر کیا وہ جعفر یا عبدالملک یا اپنے کسی معتمد رفیق کو بھی نہین بھیج سکتے تھے
ابھی وہ اسی خیال مین تھی کہ صحن مسجد مین بہت سے آدمیون کے آنیکی آہٹ معلوم ہوئی۔ جُونا گھبرا کر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ٹٹی کی آڑ
سے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بہت سے مسلح سپاہی فوجی وردیان پہنے ہوے کھڑے ہین اور سعد اور دو اور شخص الگ کھڑے ہوے
آپسمین باتین کر رہے ہین۔ جُونا یہ دیکھتے ہی خوش ہوگئی اور سمجھ لیا کہ یہ سب طرسوس سے میرے لینے کو آئے ہین۔ پھر خدا کا شکر
کرتی ہوئی اپنی جگہ آکر بیٹھ گئی اتنے مین سعد آیا اور کہا لو جُونا مبارک ہو طرسوس سے حسن نے ایک افسر کو مع کئی سوارونکے
تمہارے لینے کو بھیجا ہے اور وہ قاصد بھی بہت سا انعام پاکر انھین سب کے ساتھ واپس آیا ہے۔

جُونا۔ (خوش ہوکر) مین کہانتک آپکے کریمانہ اخلاق کا شکریہ ادا کرون آپکے سبب سے مینے دوبارہ زندگی پائی بلکہ آپ ہی
کے طفیل سے اسلام سے مشرف ہوئی۔ خدا آپکو اس حُسن سلوک کی جزاے خیر دے۔

سعد۔ جُونا مین تمہارے شریفانہ اوضاع و اطوار سے بہت خوش ہون اور امید کرتا ہون کہ جسطرح تمنے خوش خوش دین
اسلام کو قبول کیا ہے اسیطرح ہمیشہ احکام دین کی پابندی اور ارکان اسلام کی بجا آوری مین ثابت قدم ہوگی دُنیا
اور اسکی نعمتین سب فنا ہونیوالی ہین۔ عالمِ فانی کے جاہ و حشم پر غرور اور دہر ناپایدار کی بےبقا عیش و عشرت پر بھروسا بالکل
خلاف عقل ہے۔ اخلاص کے ساتھ معبود حقیقی کی عبادت۔ سچے دل سے پیشوایان دین کی متابعت۔ اپنے بنی نوع کے ساتھ
ہمدردی اور رفاقت معاملات مین راستبازی نجات پانیوالونکے شیوے ہین۔ مین صدق دل سے دُعا کرتا ہون کہ خداوند تعالےٰ
کی توفیق ہمیشہ تمہارے رفیق حال ہے اور جسطرح اسلام قبول کرکے تمنے عزت و آبرو حاصل کی ہے آخرت مین بھی تم اپنے اعمال
نیک کے اعتبار سے سرخرو رہو۔

جُونا (آنکھون مین آنسو بھر کر) خدا میرے حق مین آپکی مبارک دُعا کو قبول فرمائے اور میرے اس نیک آغاز کو حسن انجام نصیب ہو۔

سعد۔ اچھا اب تمکو تیار ہوجانا چاہیے کیونکہ ان لوگونکا منشا ہے کہ اسیوقت روانہ ہوجائین۔
جوُنا۔ مین بالکل تیار ہون آپ فرمادین کہ سواری منگائی جائے مگر راستے کی ضرورتون کیلیے کوئی عورت بھی ساتھ ہونا چاہیے۔
سعد۔ مین دریافت کرچکا ہون کئی کنیزین ہمراہ ہین۔ جوُنا ہان خوب یاد آیا جعفر جنکا تمنے کئی بار تذکرہ کیا ہے انسے میرا سلام کہنا اور کہدینا کہ خدا کے فضل سے سعد ہر طرح مطمئن اور آرام سے ہے۔
اتنا کہکر سعد کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور بیساختہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے جوُنا حیرت سے اسکا مُنہ تکنے لگی پھر گھبرا کر پوچھا سچ بتائیے آپ اسوقت خود بخود جعفر کا ذکر کرتے ہی اسقدر غمگین کیون ہوے۔ سعد نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور بات کو ٹالنا چاہا مگر جوُنا بہت مصر ہوئی بلکہ غور سے ایکدفعہ سعد کے چہرے کو دیکھکر کہنے لگی اچھا نہ بتائیے اب مین سمجھ گئی آپسے ہمارے محترم جعفر کی بہت شباہت ملتی ہے ضرور وہ آپکے حقیقی یا کسی قریبی رشتے کے بھائی ہین۔ یہ سُنکر سعد نے ایک آہ کی اور کہا اے نیک نہاد لڑکی بس اب اس سے زیادہ اپنی ذہانت سے کام نہ لے جب تو خود سمجھ گئی تو میرے بیان کرنیکی کیا ضرورت ہے مگر اتنا خیال رہے کہ اس رازکو بجز حسن یا جعفر کے اور کسی سے نہ ظاہر کرنا اور میرے حق محبت کو اس بارہ مین ملحوظ رکھنا۔ ابھی جوُنا اس عجیب غریب معاملے مین حیران ہی تھی کہ سعد جلدی سے تقریر کو ختم کرکے حجرے کے باہر آیا۔ فوراً سواری منگائی گئی سب لوگ وہانسے ہٹ کر ایک طرف ہوگئے کنیزین بھی اُترکر آگئین۔ جوُنا حجرے سے نکلی اور سعد کے ساتھ ساتھ آکر محمل مین سوار ہوئی سب لوگ آکر سعد سے رخصت ہوے اور قافلہ اُسیوقت روانہ ہوگیا۔

چودھوان باب

انتقام کشی یا فتح عموریہ

اب ہم بہت سے تاریخی واقعات کے مرحلونکو اجمال اور اختصار کی اسپشل ٹرین کے ذریعے سے طے کرکے میدان جنگ مین آتے ہین۔ یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ خلیفہ معتصم باللہ نے بعزم جہاد بغداد سے کوچ کیا ہے۔ خلیفہ مع عساکر دولت طرسوس مین خیمہ زن ہوا اور وہانسے کل فوج قاہرہ تین حصون مین تقسیم ہوکر قسطنطنیہ کے ہائی روڈ پر آگے بڑھی۔ اس فوجکی مجموعی تعداد بعضون نے پانچ لاکھ تک بیان کی ہے مگر جنھون نے دو یا ڈھائی لاکھ بیان کی ہے اُنکا قول قرین قیاس ہے۔ جس جس فوج پر افشین حکمران تھا وہ فوج سرحدی پہاڑون کی گھاٹیونسے گذر کر سلطنت روم کی حدود مین سب سے پہلے داخل ہوے اور تھیوفلس اُسکی خبر پاتے ہی اپنے کیمپ سے بہت سی فوج لیکر افشین کی پیشقدمی روکنے کیلیے روانہ ہوا۔ ایک دن علے الصباح نواح ارمنیاق مین دونون لشکرونکا مقابلہ ہوگیا۔ تھیوفلس کی فوج بہت زیادہ تھی اسلیے پہلے ہی حملے مین مسلمانونکی صفین درہم برہم ہوگئین۔ افشین نے بہت کچھ اپنی فوج کو سنبھالا مگر کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ پیادون کی پلٹنین تمام کٹ کر رہگئین اور سوار میدان چھوڑکر ہٹ گئے۔ تھیوفلس کے چہرے پر رونق آگئی اور رومی سوار ونکے گھوڑے شکست خوردہ لشکر کے تعاقب مین طراری بھرنے لگے مگر زوال آفتاب کے بعد افشین نے پھر اپنے پراگندہ سوارونکو جمع کیا

اور میدان میں آکر صف آرائی کی۔ رومی بھی سمٹ کر مقابلہ کو آموجود ہوے اسوقت ترکی رسالونے بلا کی تیراندازی کی اور خوب ہی لڑے۔ ابھی کچھ دن باقی تھا کہ رومی فوجکے پاؤن اُکھڑ گئے اور یونانی اور رومی سپاہی جان باختہ ہو کر بھاگے مسلمان سوارون نے کئی میل تک تعقب کر کے مقتول مسلمانونکا پورا پورا بدلہ لیا تھیوفلس نے ناگہانی شکست کھا کر خود بھی معدودے چند جانفروش سوارون کے ساتھ ایکطرف کو بھاگ گیا جب خبر رومی کیمپ میں پہونچی تو تمام فوج خوف کے مارے کیمپ سے نکلکر منتشر ہو گئی تیسرے روز تھیوفلس میکائیل کیمپ میں پہونچا تو اُسے بالکل ویران پایا قیصر یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا اور اپنے محسن جرنیل کو کیمپ میں اپنا قایم مقام کرکے چھوڑ گیا تھا اُسے قتل کرکے اپنے دلکا بخار نکالا۔ پھر تمام شہرونکے حاکمونکے نام فرمان جاری کیے کہ فوج شاہی کا جو شخص جہان ملے اُسکو گرفتار کرکے کوڑے لگائے جائیں اور کیمپ کو روانہ کیا جائے اس سے مطلب یہ تھا کہ دوبارہ فوج کو جمع کرکے خلیفہ معتصم باللہ سے میدان داری کرے مگر اُسکا خیال خام تھا خیر تھیوفلس تو ان فکرونمین مبتلا ہوا اور ادھر افشین ایسی فتح نمایان حاصل کرکے رومی قلعونپر غازیانہ لشکر ڈالتا ہوا انقرہ کیطرف روانہ ہوا اور اسیطرح مسلمانونکی بیشمار فوج جو ایکبارگی ورتک مملکت روم مین پھیل گئی تھی اور جا بجا رومیوں کے قلعونکو زیر وزبر کر رہی تھی سب لشکر انقرہ کے وسیع میدان مین جمع ہو گئی۔ جہان کہ کئی ہفتے سے خلیفہ ان سبکا منتظر تھا۔ انقرہ کا قلعدار پہلے ہی سے انقرہ کو چھوڑ کر فرار ہو گیا تھا اور وہانکے باشندے بھی نکل گئے تھے اسلیے انقرہ بغیر کسی جھگڑے قضیے و فساد کے مسلمانونکے قبضے مین آ گیا۔ غرض جبکہ تمام فوج انقرہ مین جمع ہو گئی تو معتصم باللہ نے عموریہ کیطرف کوچ کیا خود قلب لشکر مین تھا اور میمنہ میسرہ پر افشین و اشناس حکمران تھے اور انمین سے ہر حصۂ فوج دوسرے سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ہمارا شیر دل ہیرو حسن اُس فوج کا ہراول تھا جو اُسکے باپ افشین کی کمان مین تھی عموریہ انقرہ سے سات منزل تھا چنانچہ اسلامی فوج کا وہ حصہ جسپر اشناس حکمران تھا انقرہ سے کوچ کرنیکے آٹھوین روز عموریہ کے قریب پہونچ گیا اور اشناس نے ایکمرتبہ عموریہ کے گرد چکر لگا کر شہر سے چند میل کے فاصلے پر چھاؤنی ڈالدی دوسرے روز وہ فوجین بھی پہونچ گئین جنپر ایتاخ اور محمد بن ابراہیم افسر تھے اور پھر اسکے بعد دیگرے تمام لشکر نے آکر عموریہ کو گھیر لیا اور جسوقت معتصم باللہ اور افشین پہونچے ہین اُسوقت چارون طرف سے عموریہ محاصرے مین آ چکا تھا۔ عموریہ کے گرد ایک نہایت مستحکم اور استوار فصیل کھنچی ہوئی تھی اور باطس حاکم عموریہ نے پہلے ہی سے اپنی حفاظت کا پورا سامان مہیا کر لیا تھا۔ جہانتک اسکو موقع ملا تھا اُسنے قرب و جوار کی چھاؤنیون سے فوجکو جمع کرکے عموریہ کی شہر پناہ کے اندر لے لیا تھا معتصم باللہ کے پہونچتے ہی باطس نے جنگی نشان عموریہ کے پھاٹک پر نصب کرا دیا اور فوجکا ایک حصہ لیکر عموریہ سے نکلا۔ اودھر سے معتصم باللہ نے اشناس کو اُسکے مقابلہ کیلیے نامزد کیا۔ میدان مین باقاعدہ صف آرائی ہوئی اور صبح سے شام تک دونو طرف سے بڑی کوشش کیساتھ جنگ قائم رہی۔ رومیون نے اپنی تیزدستی اور پُرجوش حملونسے مسلمانونکو جتا دیا کہ عموریہ کا فتح کرنا کوئی آسان بات نہین ہے اس جنگ مین مسلمانونکو خفیف سی زک اُٹھانا پڑی اور قریب شام جبکہ وہ اپنے دن بھر کے کامیابی کے ساتھ پورا کر رہے تھے باطس نے چالاکی سے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا اور مسلمانونکا سارا جوش و

غرور شان انکو دونوں ہی میں شکستہ ہو کر رہگیا معتصم باللہ کو اس پہلے روز کی ناکامیابی پر زیادہ افسوس تھا اور دوسرے روز اُسنے بیتاخ
اور محمد بن ابراہیم کو بالس کا ہمسر بنایا بالس طلوع آفتاب سے بھی پہلے میدان کارزار میں پہنچگیا اور رومی فوج جنگی باجونکی آواز
سے اکبارگی دشت نبرد گونج اُٹھا۔ محمد بن ابراہیم مصری اور شامی رسالونکو لیے ہوے میدان میں آیا اور ترتیب سے سوارونکی صفونکو قائم
کیا معلوم ہوتا تھا کہ نیزوں اور برچھیونکا ایک جنگل لگا دیا گیا ہے۔ آفتاب کی ترچھی کرنیں برچھیونکی پھلونپر صیقل کر رہی تھیں گویا
دنکو سوارونکے سرپر ستارے چمک رہے تھے۔ ابھی رومی فوج حیرت کی نگاہونسے ان رسالونکو دیکھ ہی رہی تھی کہ میدان کی داہنی جانب
ایک طوفان خیز سمندر موجزن نظر آیا یعنی بیتاخ ترکی رسالونکو لیکر آپہونچا ان رسالونے میدان میں پہونچتے ہی دشمنونکی صفونپر
تیرباری شروع کردی۔ اُدھر سے بھی تیر چلے مگر اسطرح جیسا کہ ترکی رسالون نے تار باندھ دیا تھا اور آخر ترکونکی تیزدستی کا نتیجہ ہوا کہ
بہت جلد رومی سوارونکی صفوں میں تزلزل پڑ گیا اور پھر یک لخت وہ بلبلا کر منتشر ہو گئے اسوقت محمد بن ابراہیم نے بڑی تیزی سے اپنے سوارونکو اور
آگے بڑھا کر رومیونکے میمنہ پر حملہ کردیا اور فوراً ترکی رسالے بھی ہٹکر قریب آگئے اور نزدیک سے انکے تیر حریف کو سخت نقصان پہونچانے لگے۔
عربی سوار جو نیزہ بازی میں اعلیٰ درجہ کی مشاق تھے رومیونکے حملے کا جواب دیسکتے تھے مگر ترکی سوارون نے اپنی پرزور کمانونسے اسوقت وہ
حیرت انگیز کام لیا تھا کہ جس سے رومیونکے حواس گم ہو گئے تھے اور گو رومی فوج بڑی ہمت اور سختی برداشت کرکے بے شک ثابت قدمی کے ساتھ
لڑ رہی تھی مگر آثار جنگ سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت جلد اُسے شکست کھا کر پسپا ہونا پڑیگا۔ یہ رنگ دیکھکر خود بالس نے آہستہ آہستہ فوجکو
پیچھے ہٹایا اور ادھر سے خوش خوش مسلمان رومیونکو دباتے ہوے آگے بڑھے لیکن جب عموریہ کی دیوار فصیل اور قریب رہگئے تو برجونسے مسلمانونپر
تیروں اور پتھرونکا مینہ برسنا شروع ہوا تو انکو اپنی غلطی پر بڑا افسوس کرنا پڑا اور چونکہ انکے لیے اب آگے بڑھکر پھر پیچھے ہٹنا بھی اچھا
نہ تھا اسلیے انھوں نے مطلق اُن پتھروں اور تیرونکی پروا نہ کی اور سرونپر سپریں لیکر اسیطرح اپنے غلبہ کو قائم رکھا۔ آفتاب خط نصف النہار
پر پہونچ چکا تھا اور مسلمانونکو پورا اطمینان ہو چلا تھا کہ بہت جلد وہ کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے واپس ہونگے لیکن یکایک رومی فوجمین
ایک عجیب انقلاب پیدا ہوا۔ جو تھکے ہوے اور مجروح سپاہی تھے وہ ہٹکر ایکطرف ہو گئے اور ایک تازہ دم فوج آکر مسلمانونکا مقابلہ
کرنے لگی۔ عربی سوار گو بیشتر مجروح تھے اور ترکی رسالونکو بھی دوہرا کام پڑ گیا تھا یعنی سامنے والے حریفونکا مقابلہ اور فصیل اور
برجونپر جو فوج تھی انکو جواب ترکی بترکی دینا لیکن جس غیرت اور حمیت کو لیے ہوے مسلمان لڑ رہے تھے وہ انکو ایک قدم بھی
پیچھے ہٹنے کی اجازت نہیں دیتی تھی بمشکل رومیونکے پرجوش حملوں کو برداشت کرتے تھے اور اسیطرح انھیں دبائے ہوے تھے تقریباً
دو گھنٹہ تک اسی انداز سے جنگ قائم رہی اور اس عرصے میں ہزاروں مسلمان نذر اجل ہو گئے سوارونکے چہرے اُداس ہو چلے تھے
کہ یکایک النصر النصر کا غلغلہ بلند ہوا اور بہت جلد یہ خبر پہونچی کہ افشین اور اسکا ہونہار بیٹا حسن جدا جدا فوجیں لیکر آپہونچے۔ یہ
خوشخبری سنتے ہی مسلمانوں نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور گھوڑونکو مہمیز کرکے آگے بڑھے۔ حسن پانچہزار سوارونکو لیے ہوے پہونچا
تھا اُسنے موقع پاکر بڑے زور و شور سے رومیونکی میسرہ پر حملہ کیا اور اسکے ساتھ ہی افشین بھی ہزاروں سوارونکو لیکر دشمن کی میمنہ پر
ٹوٹ پڑا میدان جنگ میں قیامت برپا ہو گئی رومیونکا شہسوار سپہ سالار منطا جو ابھی فوج لیکر بالس کی مدد کو میدان میں آیا تھا

اس ہولناک ہنگامے مین بڑی خوش اسلوبی سے اپنی فوجکو لڑا رہا تھا لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ مسلمانون نے نہایت ہی ثابت قدمی اور دلیری سے
کام لیا وہ حریف کی پرجوش حملون اور پرخطر کارروائیونکو مطلق خیال مین نہ لاتے تھے اور انھون نے میدان جنگ پر گویا اپنا قبضہ کرلیا تھا
کئی گھنٹے تک خونخوار جنگ قائم رہی کہ جسکی کوئی نظیر خود ان جنگ آورونکو یاد نہ تھی۔ افشین ایک تجربہ کار سپہ سالار تھا وہ بہت باقاعدہ
اور خاص انداز سے لڑ رہا تھا مگر حسن اور اسکے سوار بالکل رومیون مین مخلوط ہوگئے تھے اور اسلیے انکو تھکا دینے والی کوششون سے کام پڑا
تھا جس کے گرد اسوقت بھی اسکے ہمراہی کئی سوار حلقہ کیے ہوے تھے اور وہ جسطرف رخ کرتا تھا یہ لوگ اسکا ساتھ نہ چھوڑتے تھے۔ عین
ہنگامۂ جنگ مین حسن نے خیال کیا کہ باوجود اسکے کہ مقابل اور داہنے بائین بھی برابر ہماری فوج رومیونکو پامال کر رہی ہے لیکن پھر بھی
وہ پسپا نہین ہوتے آخر اسکا سبب کیا ہے چنانچہ اسنے حتی الوسع میدان جنگ پر ایک سرسری نظر ڈالکر ایک منصوبہ ذہن مین قائم کیا۔
اور پھر فوراً ٹھیک اندازہ کر کے اسطرف حملہ کیا جہان وندوا بڑی سرگرمی سے اپنی جنگی قواعد کے موافق رومی فوج سے عمدہ کام لے رہا تھا
وندوا کو ہمارے شجاع نوجوان کے ارادے کی اسوقت خبر ہوئی جبکہ وہ اپنے سرفروش بہادر سوارونکی ایک مسلسل صف باندھتا ہوا اسکے
قریب پہنچ چکا تھا۔ وندوا ایک غیر معمولی تنومند اور بلند قامت ادھیڑ آدمی تھا اور فوج روم مین زور آوری اور جفاکشی کے
اعتبار سے دیو خیال کیا جاتا تھا شاید اسیوجہ سے اسکا نام بھی وندوا مشہور ہوگیا ہوگا کیونکہ وندوا رومی زبان مین بیل کو کہتے ہین۔

وندوا اپنے قریب مسلمان سوارونکو دیکھتے ہی حیرت سے چین بہ جبین ہوکر انھین گھورنے لگا اور ہنوز وہ اسی تحیر اور غصہ کی
حالت مین تھا کہ حسن نے گھوڑے کو ایڑ دیکر اسکے پہلو پر نیزے کا وار کیا۔ اسنے بڑی ہوشیاری سے حریف کے اس حملے کو رد کر کے اپنے سوارونکو للکارا
لیکن ادھر بھی کچھ دیر نہ تھی فوراً مسلمان سوار آگے بڑھکر تیغ زنی کرنے لگے۔ اب وندوا اپنے حریف مقابل کیطرف متوجہ ہوا اور
دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی۔ دونون طرف سے بہت وار ہوے مگر سب بیکار گئے اسپر وندوا کو تعجب ہوا اور اسنے اندازہ کیا کہ میرا حریف
گو بظاہر ایک نوعمر اور باعتبار قد و قامت کے کوئی قوی ہیکل سپاہی نہین مگر فن جنگ سے خوب ماہر اور شجاع آدمی معلوم
ہوتا ہے اسلیے اسنے ہمہ تن مصروف ہوکر اپنی پوری قوت سے کام لینا شروع کیا اور تابڑ توڑ کئی حملے کیے۔ حسن نے نہایت اطمینان سے
دشمن کے وار کو ہر مرتبہ رد کیا اور اسی حالت مین جبکہ اسکا حریف پیہم وار کر رہا تھا ایکمرتبہ زین پر ابھر کر ایسا ہاتھ تلوار کا لگایا جسکے
زخم سے داہنا ہاتھ وندوا کا بیکار ہوگیا اور اسنے گھبرا کر فوراً گھوڑے کی باگ موڑ دی۔ حسن نے دوسرا وار بھی اسی پھرتی سے کیا مگر اچٹتا
ہوا گھوڑے کے پٹھے پر پڑا اور وندوا گھوڑا دبا کر نکل گیا۔ وندوا کے ہٹتے ہی رومیون مین ہلچل پڑگئی۔ پالس پہلے ہی ہمت ہار چکا تھا
اور افشین نے اسکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوجکو یک لخت ہزیمت نصیب ہوئی۔ شہر پناہ کا پھاٹک کھلا ہوا تھا
پالس اور وندوا بمشکل اپنی جان بچا کر شہر مین داخل ہوگئے اور مجروح و پریشان حال رومی فوج بہزار دقت شہر پناہ کے اندر پہونچی
پھاٹک فوراً بند کر لیا گیا اور پھاٹک کے قریب چونکہ اسوقت بڑے زور شور سے تیر اور پتھر برسنا شروع ہوگئے تھے اور روغن
نفت اور دیگر آتشگیر مادونسے بھی بڑی سرگرمی کے ساتھ کام لیا جا رہا تھا اسلیے مسلمان شکست خوردہ سپاہیونکا زیادہ تعاقب
نہ کر سکے۔ افشین کے حکم سے عموریہ کے پھاٹک کے سامنے علامت فتح و ظفر یعنی رایت فلک فرسا نصب کردیا گیا اور فتحمند لشکر اسلام نے

دشمن کو قلعہ بند کرکے غروب آفتاب کے بعد اپنے مرکز کیطرف مراجعت کی خلیفہ معتصم باللہ جو صبح سے ابتک ایک بلند مقام سے میدان کارزار کا معائنہ
کررہا تھا اور لشکر اسلام کی بےنظیر شجاعت دیکھکر بہت خوش تھا اپنی فتحمند فوج کا دل بڑھانے کیلئے دور تک خود اُنھین لینے آیا۔ افشین اور حسن اور
ایتاخ وغیرہ سب سردارون نے خلیفہ کو دیکھتے ہی گھوڑون سے اُتر پڑے اور پاپیادہ رکاب فیض انتساب مین حاضر ہوے۔ خلیفہ نے نہایت پرجوش
لہجے مین سبکی حسن خدمات کی داد دی اور حکم دیا کہ تمام فوجکو جسنے آج میدان جنگ مین جوہر شجاعت دکھا کر دشمن کو شکست دی ہے
علے قدر مراتب انعام تقسیم کیا جائے۔ ایتاخ نے موقع پاکر عرض کی کہ اے امیرالمومنین یون تو آج ہر خانہ زاد نے حق نمک ادا کیا مگر درحقیقت
اس فتح نمایان مین بڑا حصہ میرے معزز دوست افشین کے ہونہار بیٹے نے لیا ہے۔ اسکے بعد جنگ کا مفصل واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ نے یہ سنکر بڑے
پیار سے حسن کو اپنے قریب بلایا اور اُسکے سر پہ ہاتھ رکھکر دعا دی پھر اپنا نیزہ اپنے ہاتھ سے حسن کو مرحمت فرمایا۔ حسن نے بوسہ دیکر اُس عطیہ کو
آنکھون سے لگایا اور افشین نے خلوص ارادت کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ پھر خلیفہ اپنے خیمے کیطرف روانہ ہوا اور تمام افسران فوج بھی اپنی اپنی
قیامگاہ کیطرف چلے گئے۔ رات بھر مسلمانون کے لشکر مین خوب چہل پہل رہی تمام شب عیش و آرام مین بسر کرکے صبح کو پھر تیس چالیس
ہزار سوار میدان جنگ مین آئے لیکن اب میدان کی لڑائی ختم ہوچکی تھی اور رومیون کے حوصلے بالکل پست ہوگئے تھے۔ اُنھون نے
بجاے اسکے کہ میدان مین صف آرائی کرین فصیل اور برجون پر فوجکو قائم کرکے جنگ کا دوسرا رنگ اختیار کیا تھا۔ یہ خبر
پاکر خود خلیفہ معتصم باللہ سوار ہوا اور اُسنے عموریہ کے گرد گشت کرکے اُسکے برجونکو افسرون پر تقسیم کردیا یعنی ہر ایک افسر کیلئے ایک
سمت مین ایک جگہ معین کردی اور اُسکے مقابل جو برج تھے اور اُنپر رومی فوج قائم تھی اُنکی جنگ اُس افسر کے سپرد کردی گئی
اسیطرح ہر افسر کیلئے ایک حصہ مقرر ہوگیا کہ وہ اُسجگہ اپنی فوجکو قائم کرکے حریف سے جنگ کرے۔ شہرپناہ کے چارون طرف منجنیقین
نصب ہوگئین اور فصیل اور برجون پر سے مسلمانون پر تیر اور پتھر برسا کرتے تھے اور ادھر سے بھی جواب ترکی بترکی دیا جاتا تھا۔ دو ہفتہ تک
یہی صورت جنگ قائم رہی۔ اس عرصے مین تھیوفلس کے فرستادہ کئی ایلچی بھی گرانبہا تحفے اور ہدیے لیکر بارگاہ خلافت مین حاضر ہوے
اور بمنت صلح کی درخواست پیش کی لیکن خلیفہ نے اُنکی درخواست کے متعلق اپنی کوئی راے ظاہر نہ کی اور اُن سبکو بطور مہمان کے
ٹھہرا رکھا۔ غالباً اس سے مقصود یہ تھا کہ فتح عموریہ کو وہ لوگ بچشم خود دیکھین کیونکہ پھر وہ سب بعد فتح عموریہ رخصت کیے گئے۔

معتصم باللہ کو سخت اضطراب تھا کہ کہین جلد یہ مہم سر ہو اور اُسکی فوج بھی روز دل کھولکر لڑتی تھی مگر عموریہ
کی فصیل کچھ ایسی مستحکم اور مضبوط تھی کہ مسلمانون کا کوئی بس نہین چلتا تھا اور روز زچ ہو ہو کر رہجاتے تھے۔ حسن
سب سے زیادہ فتح عموریہ کا آرزومند تھا اور وہ ہر وقت اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسیطرح یہانسے جلد فارغ ہوکر طرسوس
جاؤن اور اپنی معشوقہ دلنواز کے تجسس مین اطمینان کے ساتھ مصروف ہون۔ عبدالملک اسیطرح جونا کی تلاش مین سرگرم
تھا اور دوسرے تیسرے روز اُسکے پاس سے برابر حسن کے پاس خبر آتی رہتی تھی۔ حسن ہمیشہ عبدالملک کے نامہ برون کا منتظر رہتا
تھا اور اُسکی جان یاس و امید کی کشاکش مین پڑی تھی۔ اسی حالت مین ایکدفعہ یہ اتفاق ہوا کہ کئی روز تک عبدالملک کے
پاس سے کوئی سوار نہ آیا اور کچھ خبر نہ معلوم ہوئی۔ اب تو حسن کو بیحد اضطراب تھا اور اُسنے خود اپنے بعض رازدارونکو عبدالملک کی

تلاش مین روانہ کیا تھا۔ اندنون مین ایک شب حسن کی طبیعت کچھ ایسی الجھن مین پڑی کہ دیر تک نیند نہ آئی اور طرح طرح کے خیالات دلمین پیدا
ہو رہے تھے کہ اتنے مین فرخ آیا اور اُسنے کہا حضور عبدالملک حاضر ہین۔ یہ سنتے ہی حسن بیقرار ہو کر اُٹھا اور بے تحاشا اسیطرح خیمہ کے دروازے تک
چلا آیا عبدالملک نے جھک کر سلام کیا۔

حسن۔ وعلیکم السلام۔ (چپکے سے) کہو بھئی کیا خبر ہے۔

عبدالملک۔ (ندامت سے سر جھکا کر) حضور اسوقت تک آبادی در ویرانون مین چپا چپا چھان ڈالا مگر کہین بھی نشان نہ ملا لیکن
بڑے تجسس اور تلاش سے اتنا پتہ لگا ہے کہ وہ یہین عموریہ مین ہین۔

حسن۔ (تعجب سے) عموریہ مین۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔

عبدالملک۔ جس شخص سے مجھے یہ حال معلوم ہوا ہے مین اُسکو اپنے ساتھ لایا ہون اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے حاضر کرون۔

حسن۔ ہان ہان اُس شخص کو ابھی اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آؤ۔

یہ کہکر حسن خیمے مین چلا گیا پھر چند ہی منٹ کے بعد عبدالملک اُس شخص کو ساتھ لیے ہوے حاضر ہوا بظاہر اُس شخص کی قطع بالکل
عیسائیون کی سی تھی مگر جب اُسنے حسن کے روبرو آکر کہا السلام وعلیکم تو حسن متعجب ہو کر اُسکی صورت دیکھنے لگا۔ اِس تعجب کو معلوم کر کے اس شخص نے
کہا آپ میری ہیئت اور لباس کو دیکھکر تعجب کیجیے مین مسلمان ہون مگر تقدیر کی برگشتگی سے ظالمون کے ہاتھ مین پڑ گیا تھا اور جب مصیبت اور سختی
برداشت کرتے کرتے جان پر بن گئی تو مینے مجبوری یہ صورت بنالی اور اسطرح روز کے ظلم و ستم کو اپنے سر سے ٹالا دس برس سے اسی حالت مین ہون مینے اسی قوم
مین شادی بھی کی اور اولاد بھی ہے لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ معتصم باللہ نے فتح عموریہ کا قصد کیا ہے اور عنقریب لشکر اسلام یہان پہونچنے والا ہے
تو مین یہان سے عموریہ سے نکلکر ایک گاؤن مین چلا گیا تھا۔ یہان جب مسلمانون نے پہونچکر عموریہ کا محاصرہ کیا تو جس گاؤن مین تھا وہان کے باشندے بھی
خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور پہاڑ مین جا چھپے۔ مجھے بھی مجبوری اُنکے ساتھ بھاگنا پڑا آخر ایک روز مین موقع پاکر وہان سے چلا آیا۔ راستے مین
سردار عبدالملک سے ملاقات ہوئی اور پھر اُنکے ساتھ آپکے حضور مین حاضر ہوا۔

حسن۔ الحمد للہ کہ خدا نے تمکو قید ظلم سے نجات دی! اب انشاء اللہ تمہارے اہل و عیال بھی عنقریب تمسے ملجائینگے تم اطمینان سے میرے
ساتھ رہو۔ ہان مین تمسے یہ پوچھنا چاہتا ہون کہ تمہین کچھ سیلیوس کا بھی حال معلوم ہے۔

وہ شخص۔ لشکر اسلام جب یہان پہونچا ہے مین اُسکے چار روز پیشتر عموریہ سے نکل چکا تھا مگر جس دن مین عموریہ سے نکلا ہون اُس سے
تقریباً پانچ چھ روز پیشتر یہ معلوم ہوا تھا کہ سیلیوس اور رومین مسلمانون سے شکست کھا کر آئے ہین اور سیلیوس کی لڑکی جوسنا بھی اُسکے
ساتھ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ لڑکی مسلمانون کے لشکر مین قید ہو گئی تھی مگر پھر کسی تدبیر سے وہ خود تنہا نکلکر چلی آئی۔

حسن۔ تمہارا نام کیا ہے۔

شخص۔ میرا نام عبدالرحمن ہے مگر افسوس کہ عرصے سے مجھے کسینے اس نام سے نہین پکارا۔

حسن۔ عبدالرحمن! تم تو ایک عرصے تک عموریہ مین رہے ہو تمہین یہانکا سب حال معلوم ہوگا بتاؤ تو سہی کہ شہر پناہ کی

دیوار کیا ہر طرف سے یکسان مستحکم اور استوار ہی۔

عبد الرحمٰن - یہ شہر پناہ کی دیوار درحقیقت ہر طرف سے یکسان مضبوط اور مستحکم تھی مگر دو سال کا عرصہ ہوا کہ موسم بارش مین خندق مین ایسی پانی کی طغیانی ہوئی کہ ایک جگہ سے تقریباً بیس گز فصیل شق ہو کر گر گئی اور آجتک باطس کی بے توجہی سے وہ تعمیر نہ ہوئی - اب تھیوفلس کی آمد آمد کی خبر سنکر یاطس کو خوف ہوا کہ مبادا اس سقم پر عتاب کیا جائے اسلیے اُسنے بہت جلدی ایک ایک پتھر اوپر نیچے رکھا کر دیوار کو چُنوا دیا ہے تاکہ بادی النظر مین فصیل مین کوئی رخنہ نہ معلوم ہو - یہ جگہ البتہ بالکل بودی اور غیر مستحکم ہی ورنہ ہر طرف سے فصیل بہت مضبوط ہی۔

حسن - کیا تم اسوقت میرے ساتھ چلکر وہ موقع مجھے بتا سکتے ہو کیونکہ یہ وقت فرصت کا ہے رومیونکو ہمارے افشاے راز کی خبر بھی نہ ہوگی اور ہم بآسانی فصیل کے قریب جا کر اُس جگہ کو بھی باطمینان دیکھ سکتے ہین -

عبد الرحمٰن - بہت ہی مناسب ہے بسم اللہ حضور سوار ہون۔

اس گفتگو کے بعد حسن خیمے سے نکلا اور ایک دستہ سوار و نکا ساتھ لیکر عموریہ کیطرف روانہ ہوا - عبد الرحمٰن گھوڑے پر آگے آگے تھا - عموریہ کے قریب پہونچکر حسن نے اس خیال سے کہ مبادا ہماری آہٹ پاکر رومی فصیل پر سے پتھر مارنے لگین سب سوارونکو ایک جگہ ٹھہرا دیا اور پھر خود عبد الرحمٰن اور عبد الملک کے ساتھ پیادہ پا آگے بڑھا خندق کے کنارے کنارے دور تک چلکر عبد الرحمٰن نے وہ موقع دکھایا - رات کیوقت حسن کو اگرچہ وہ دیوار اچھی طرح نظر نہ پڑی اور جدید و قدیم تعمیر کا کوئی فرق محسوس ہوا لیکن اس جگہ سے جو برج قریب تھے چونکہ اُنپر رومیونکا زیادہ مجمع معلوم ہوا اسلیے حسن نے خیال کر لیا کہ بیشک وہ مخدوش موقع یہی ہے - غرضکہ خوب دیکھ بھالکر حسن اُلٹے پاؤن پلٹا اور اپنے ساتھ جو سوار لیگیا تھا اُنمین سے کئی سوارونکو حکم دیا کہ اس موقع کے مقابل فصیل سے معتدبہ فاصلے پر تا صبح ہماری آنے تک موجود رہو اور خود واپس ہوکر اپنی خیمہ گاہ مین آیا - عبد الملک اور عبد الرحمٰن کو قریب کے ایک خیمے مین ٹھہرا دیا گیا اور خود اپنے خیمے مین آکر فرش خواب پر لیٹ رہا - بار بار دلمین خیال کرتا تھا کہ آخر جونا کسطرح عموریہ تک پہونچی - اگر اُسکو خوشی سے اپنے باپ کے پاس جانا منظور ہوتا تو اسقدر زحمت اُٹھانیکی کیا ضرورت تھی وہ کیون ہارونیہ سے چھپکر نکلتی اور اپنی جان کس لیے ایسی سخت مصیبت مین ڈالتی - بیشک میرے خیال سے اُسنے یہ ساری صعوبتین اپنے اوپر گوارا کی تھین اور وہ اپنے عہد و پیمان پر قائم تھی مگر افسوس شاید اُسکو کہین پناہ نہ ملی اور وہ ظالم رومیونکے ہاتھ مین پڑ کر کشان کشان عموریہ مین لائی گئی - اسی قسم کے خیالات مین دیر تک حسن محو رہا اور پھر اُسکی آنکھ لگ گئی - علی الصباح بیدار ہوا اور نماز صبح پڑھکر اپنے باپ افشین کے پاس گیا اور عبد الرحمٰن سے عموریہ کی فصیل کے متعلق جو حال معلوم ہوا تھا سب بیان کیا - افشین یہ ماجرا سنکر دیر تک اُسپر غور کرتا رہا اور پھر دونون سوار ہوکر بارگاہ خلافت کیطرف روانہ ہوے جب در دولت پر پہونچے فوراً اطلاع کیگئی اور باریابی کی اجازت پاکر افشین اور حسن پیشگاہ خلیفہ مین حاضر ہوے - آداب مقررہ کے موافق دونون سلام کر کے بیٹھ گئے - پھر افشین نے بعنوان شائستہ سارا حال عرض کیا خلیفہ معتصم باللہ بہت ہی خوش ہوا اور افشین سے کہنے لگا - افشین! دیکھو مین کہتا تھا کہ حسن ماشاء اللہ بڑا ہونہار اور سعادتمند لڑکا ہی پہلی فتح بھی اسکے ہاتھ پر ہوئی اور اب اُس فتح کی تکمیل بھی انشاء اللہ اسکی سعی اور کوشش سے ہوگی - خلیفہ کے یہ شفقت آمیز الفاظ سنکر حسن نے عرض کی کہ امیر المومنین

یہ غلام کی خوش قسمتی ہے کہ میری ناچیز خدمتوں پر حضور اسقدر توجہ مبذول فرماتے ہیں۔ امیرالمومنین میرے جسم و جان کے مالک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ امیرالمومنین کے قدموں پر جان فدا کر دینا حیات ابدی ہے مجھکو امیرالمومنین کے فیض تربیت سے امید ہے کہ ہمیشہ میرے دل میں اسیطرح اخلاص و ارادت جاگزین رہیگی اور میری زندگی امیرالمومنین کی جان نثاری و وفاداری میں بسر ہوکر مبارک زندگی شمار کیجائیگی۔

اسوقت اشناس اور ایتاخ بھی در دولت پر حاضر ہو چکے تھے خلیفہ نے انکو بھی اپنے حضور میں طلب کیا اور انسے خود ہی نہایت مسرت کے ساتھ تمام روداد بیان کی۔ دونوں نے متفق اللفظ حسن کے حسن خدمات پر تحسین آفرین کی بلکہ ایتاخ نے تو بہت ہی گرمجوشی سے داد دی پیر خلیفہ معتصم باللہ نے مسکرا کر کہا ایتاخ! خالی زبانی تحسین آفرین سے کیا ہوتا ہے تمہیں اپنے دست پرورده بیٹے کو کچھ عمدہ انعام بھی دینا چاہیے۔

ایتاخ۔ امیرالمومنین۔ اگرچہ حسن کو اسکی کچھ پروا نہو لیکن میں ضرور نہایت خوشی سے اسے اپنا خورد سمجھکر کچھ تحفہ اور ہدیہ دونگا۔

خلیفہ۔ نہیں جو ہم تجویز کریں وہ انعام دو۔

ایتاخ۔ بسر و چشم۔

خلیفہ۔ اچھا اپنے اس قول کو یاد رکھنا اور اب چلو متوکلا علی اللہ فتح عموریہ کا انتظام کرو۔

اس گفتگو کے بعد خوش خوش خلیفہ مع ان معزز سرداروں کے سوار ہوا اور جس جگہ حسن نے شب کیوقت اپنے سواروں کو مقرر کیا تھا وہان پہونچکر سب نے اس موقع کو اچھی طرح دیکھا پھر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہر طرف سے منجنیقیں ہٹا کر اسی جگہ نصب کیجائیں چنانچہ بڑی سرگرمی سے اس حکم کی تعمیل کیگئی۔ اور خندق پاٹنے کی نسبت یہ تجویز قرار پائی کہ لشکر میں جتنے دنبے اور بکریاں سد میں ہیں وہ سب سپاہیوں کو تقسیم کر دیجائیں کہ انھیں ذبح کرکے گوشت کھائیں اور انکی کھالوں میں مٹی بھر کر اور مشک کیطرح سی کر داخل کریں چنانچہ دوسرے ہی روز یہ کارروائی شروع ہوگئی اور یہ مٹی بھری ہوئی مشکیں منجنیقوں کے ذریعے سے اس فصیل کے نیچے جو غیر مستحکم معلوم ہوئی تھی خندق میں پھینکی جانے لگیں اور بہت بڑی بڑی چوبی سیڑھیاں بھی تیار کیگئیں اور پھر ان سیڑھیوں کو بھی لڑھکا کر خندق میں گرایا گیا۔ اسی کارروائی کے ساتھ بڑے بڑے پتھر پھینکنے والی منجنیقیں بھی برابر فصیل کو توڑ رہی تھیں یہانتک کہ ایک ہفتے کی لگاتار کوشش سے دو برجوں کے درمیان سے شب کے وقت فصیل گری اور اسکے گرنیکی آواز بادلوں کیطرح گرجتی ہوئی تمام لشکر میں پہونچگئی مسلمانوں نے خیال کیا شاید دشمن رات کے وقت عموریہ سے نکلے جلدی جلدی رسالے اور پلٹنیں تیار ہونے لگیں مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد ہر سردار کے کیمپ میں خلیفہ کیجانب سے یہ خبر پہونچگئی کہ کوئی شخص متردد نہو بلکہ سبکو خوش ہونا چاہیے اسوقت جو آواز ہوئی ہے وہ فصیل کے گرنیکی ہے۔ رومی بدستور محصور ہیں۔ یہ خوشخبری سنکر ہر شخص خوش ہوگیا اور سب نے خدا کا شکر کیا۔ علی الصباح خلیفہ خود سوار ہوکر موقع پر پہونچا اور حکم دیا کہ اشناس اپنی فوج لیکر حملہ آور ہو حکم کی دیر تھی اشناس مجمی اور عراقی سپاہیوں کی پلٹنوں کو لیکر بڑھا۔ ادھر سے بھی وندو بہت سی فوج لیکر مورچے پر آموجود ہوا اور اسنے بڑی دلیری سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ شام تک دونوں طرف سے بھرپور کوششیں ہوئیں لیکن رومیوں نے مسلمانوں کو اندر آنیکا موقع نہ دیا۔ رات کیوقت جنگ موقوف کردیگئی اور دونوں طرف فوجوں نے اسیطرح ہوشیاری اور بیداری میں رات بسر کی صبح کو پھر جنگ چھڑ گئی

آج فیشین اور حسن کا نمبر تھا۔ دونون باپ بیٹو فوجین لیکر مورچے پر پہونچگئی اور ہنگامۂ جنگ گرم ہوگیا۔ حسن نے موقع دیکھکر منجنیقونکو اور آگے بڑھایا اور یہ کوشش کی کہ راستہ کسیقدر زیادہ وسیع ہو جائے چنانچہ وہ اس تدبیر مین کامیاب ہوا۔ اور اُسدن فصیل کا اور بھی بہت سا حصہ گر کر ڈھیر ہو گیا۔ اور اب مسلمانونکو داخل کرنے و میونسے جنگ کرنیکا موقع ملا۔ شام کو دستو جنگ ملتوی کر دیگئی اور پھر صبح ہوتے ہی بازار گیر و دار گرم ہوا۔ آج خود خلیفہ بنفس نفیس معرکۂ جنگ مین داخل افروز ہوا اور فوج خاصہ ترکی اور عربی رسالون نے رومیونکی مورچے پر حملہ کیا اور بڑے زور شور سے جنگ ہوئی آفتاب خط نصف النہار تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ رومیون نے مورچے کی حفاظت سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ وندد ا ہتھیار پھینک کر خود خلیفہ کے حضور مین حاضر ہو گیا اور مسلمان درانہ شہر مین گھس گئی۔ اس موقع پر خلیفہ سے اجازت لیکر حسن بھی شہر مین داخل ہوا۔ شہر مین جو رومی فوج تھی سب سمٹکر بڑے گرجا مین پناہ گزین ہوئی تھی حسن سیدھا اُسی گرجا کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر گرجا کا محاصرہ کر لیا۔ جو فوج گرجا مین تھی وہ خود نہایت خستہ اور مجروح تھی اور کسی کے ہوش و حواس بھی بجا نہ تھے اسلیے اُنمین سے کسی نے بھی دم نہ مارا۔ بہت آسانی سے گرجا کے احاطے کا پھاٹک توڑ کر گرا دیا گیا اور مسلمان بیدغدغہ اندر اُسکے وسیع صحن مین پہونچگئے۔ گرجا کا خادم ایک ضعیف العمر پادری تھا جو نہایت عاجزانہ انداز سے حسن کے روبرو حاضر ہوا اور امان طلب کی اور یہ بھی کہا کہ زبطرہ مین جو مسلمان بچے اور عورتین قید ہوئی تھین وہ سب اسی گرجا کی پس پشت جو مکان ہے اُسمین موجود ہین آپ اُنکو ہمارے عوض مین لیجیے اور ہمین چھوڑ دیجیے۔ حسن نے نہایت نرمی سے اُسے جواب دیا کہ اسوقت ہم تمکو اُنکے عوض مین کیونکر چھوڑ سکتے ہین۔ یہ معاملہ پہلے سے البتہ پیش کر سکتے تھے۔ بہرکیف اگر موقع ہوا تو امیر المومنین سے تمہاری سفارش کر دونگا اور اُنکا جو حکم ہوگا تمہین تسلیم کرنا پڑیگا اسکے بعد حسن نے حکم دیا کہ یہان جسقدر رومی فوج ہے اُسکو گرفتار کیا جائے۔ پھر خود اُس پادری کو ساتھ لیے ہوئے اُس مکان کیطرف گیا جہان کہ وہ سب مسلمان قید تھے۔ وہان پہونچکر پادری نے دروازے کا قفل کھولا اور حسن نے چند افسرون کے اندر گیا دیکھا کہ عجب ذلت اور پریشانی کی حالتین اُس خراب اور ویران مکان مین ہزارون مسلمان عورتین اور بچے نیمجان مقید ہین حسن کو دیکھتے ہی سب ستم رسیدہ قیدی چیخین مار مار کر رونے لگے حسن نے سبکو تسلی اور دلاسا دیا اور پھر وہان سے اُس ستمکش گروہ کو اپنے ساتھ لیکر نکلا اور بہت سے سپاہیون اور کئی افسرونکو اُنکے ساتھ کر کے اپنے کیمپ کو روانہ کیا اور خود شہر مین گشت لگانے لگا۔ حسن ایک امیر کی حرم سرا کا محاصرہ کیے ہوئے رومیونکو گرفتار کر رہا تھا کہ یکایک اُسکی نظر ایک شخص پر پڑی جسکی طرف اُسنے تعجب سے دیکھا اور پھر فوراً ایک سپاہی سے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ اور جب وہ آیا تو حسن نے نہایت استعجاب سے کہا دیماس تم یہان کہان۔ دیماس نے بڑی تعظیم سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ حضور اس قصے کو خیمہ گاہ مین چلکر عرض کرونگا۔ مین ہمراہ رکاب ہون۔

حسن۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ کہین سیلیوس کا بھی پتہ ہے۔

دیماس۔ وہ چالاک بوڑھا یہین ہے۔ مین کل ہی اُس سے ملا تھا۔

حسن - مجھے بتا سکتے ہو کہ کہان ہے۔

دیماس - آیئے ابھی بتا دون -

یہ سنکر حسن نے دو سو سپاہیونکو اپنے ساتھ لیا اور دیماس کے ساتھ ساتھ چلا۔ تھوڑی دور چلکر دیماس نے ایک مکان کیطرف اشارہ کر کے کہا سیلیوس اسی مکان مین ہے سپاہیون نے فوراً اُس مکان کا محاصرہ کر لیا جب مکان والے نے یہ حالت دیکھی تو خود دروازہ کھولدیا حسن اور دیماس اور بہت سے سپاہی اندر گئے۔ صحن مین تمام شاگرد پیشہ اور خدمتگار گھبرائے ہوے جمع تھے حسن کے اشارے سے دیماس نے اُن لوگون سے پوچھا کہ سیلیوس کہان ہے؟ ایک شخص نے بالاخانے کیطرف ہاتھ اٹھا کر بتایا اُس کمرے مین حسن اور دیماس اوپر گئے اور اُس کمرے مین داخل ہوے۔ دیکھا کہ ایک مسن آدمی سرخ و سفید رنگ مگر نہایت ضعیف و ناتوان ایک کوچ پر لیٹا ہوا ہے حسن نے قریب جا کر کہا کیون تم کس حالت مین ہو -

سیلیوس - دیکھ لیجیے - اسکے بعد اپنی چادر اُٹھائی معلوم ہوا کہ شانے پر ایک زخم ہے -

حسن - تمکو میرے ساتھ امیر المومنین کے حضور چلنا چاہیے -

سیلیوس - مین حاضر ہون جو حکم ہو -

سیلیوس سے یہ باتین کر کے حسن کمرے سے باہر نکل آیا اور چپکے سے دیماس سے پوچھا کہ اسکی بیٹی جو نا کہان ہے -

دیماس - وہ یہان کہان - تنہا یہ غریب ہی اس حال سے یہان آیا ہے -

حسن - تمہین شاید ٹھیک ٹھیک اسکا مفصل حال معلوم نہین -

دیماس - خوب معلوم ہے جو مین عرض کرتا ہون اُسمین سر مو فرق نہین بلکہ مینے یہ بھی سُنا ہے کہ مرشین کو پھر اسنے جونا کی تلاش مین بھیجا ہے -

حسن - دیماس سچ بتاؤ یہ کیا معاملہ ہے - مجھے تو ایک شخص سے معلوم ہوا ہے کہ جونا ابھی یہین ہے -

دیماس - جو مین عرض کرتا ہون اُسے ملنے اور اپنے خیمے مین تشریف لے چلیے جہانتک مجھے معلوم ہے مفصل سب حالات عرض کرونگا - دیکھیے اب دن کم ہے آپکو قبل شام یہان سے نکل چلنا چاہیے -

حسن - اچھا تم تو سیلیوس کو سوار کر کے ساتھ لاؤ اب مین پاطس کو دیکھتا ہون کہ وہ کہان ہے -

یہ کہکر حسن نے بہت سے سپاہیونکو وہین چھوڑ دیا اور کہا کہ سیلیوس اور دیماس کو بحفاظت ہمارے کیمپ مین لاؤ - اور خود وہانسے روانہ ہو کر شہر سے باہر نکلنے کا قصد کیا۔ تھوڑی دور بڑھکر معلوم ہوا کہ پاطس بھی گرفتار ہو گیا اسکے بعد حسن خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ خدا کے فضل سے مین اُن سب قیدیونکو محبس سے زندہ و سلامت نکال لایا جنکو ظالم ڈومیون نے زبطرہ سے قید کیا تھا۔ یہ سُنتے ہی خلیفہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا بیشک کبھی وہ شخص کامیاب نہین ہوتا جو خالص نیت سے خدا کے فضل پر توکل رکھتا ہے۔ بس اب مجھکو کچھ نہین چاہیے میرا مقصود حاصل ہو گیا۔ اسوقت

اکثر معزز افسران فوج پیشگاہ خلافت مین حاضر تھے خلیفہ نے اُن سب سے صلاح و مشورہ کرکے اسیران رہائی یافتہ کیلیے معقول وظائف تجویز کیے اور حکم دیا کہ سبکو بحفاظت تمام رابطہ پہونچا کر ہر ایک کو اُسکے گھر مین آباد کیا جائے اس انتظام و اہتمام کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے کیمپ مین آئے حسن نے اپنے خیمے مین پہونچتے ہی دیماس کو بلایا اور اُس سے کہا کہ دیکھو اسوقت مجھے اتنی فرصت ملی ہے کہ تمکو باتین کرنے کیلیے بلا سکا۔

دیماس۔ مین تو خیال کرتا تھا کہ حضور آج دن بھر بہت تھکے ہین اضمحلال کیوجہ سے جلد آرام فرمائینگے۔ شاید مجھے حاضر ہونے کا موقع نہ ملے۔

حسن۔ درحقیقت مین آج نہایت ہی خستہ اور تھکا ہوا ہون مگر تمہاری عجیب و غریب داستان سننے کا اشتیاق غالب ہے۔ ان واقعات مین سے جو اس زمانے مین مجھے پیش آئے سب سے زیادہ حیرت انگیز تمہارا واقعہ ہے تمنے تو خانقاہ سے نکلکر خوب گل کھلائے۔

دیماس۔ بیشک یہ ایک عجیب واقعہ ہے لیکن اب وہ وقت آگیا کہ مین اس راز کو ظاہر کرون کیفیت یہ ہے کہ مین حرّان کا باشندہ ہون۔ ہماری تمام قوم ایک قدیم مذہب کی پیرو ہے جو کہ اغاثاذیمون (شیث) اور ہرمس اول (ادریس) سے منسوب ہے اور انمین سے کوئی شخص یہودی یا نصرانی یا مسلمان نہ تھا عرف عام مین ہمارے مذہب کو مذہب صابئہ کہتے ہین مگر اس نام کو ہماری قوم نے کبھی اپنے لیے اختیار نہین کیا تھا غرضکہ ہملوگ سب سے الگ تھلگ زندگی بسر کرتے تھے اور ہمارے اصول مذہب ان مذاہب مروجہ سے بالکل علیحدہ تھے اس حالت مین یکایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا میرا عنفوان شباب تھا کہ خلیفہ مامون نے اپنے آخر عہد خلافت مین دمشق کیجانب سفر کیا اور اسکا گذر نواح حرّان مین ہوا۔ وہان کے اکثر شیوخ قبائل اور رؤسائے قوم خلیفہ کے سلام کو حاضر ہوئے انمین کچھ لوگ ہماری قوم کے بھی تھے جو اپنے مذہبی شعار کے موافق بڑی بڑی لمبی قبائین پہنے تھے اور سبکے سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ مامون نے اُنکی نئی وضع دیکھکر پوچھا "کیا تم لوگ ذمیون مین سے ہو؟" انھون نے جواب دیا "نہین" مامون نے کہا کہ نصاریٰ ہو؟ کہا نہین۔ پوچھا یہودی ہو۔ کہا نہین۔ دریافت کیا مجوس ہو؟ جواب دیا نہین۔ پھر مامون نے سوال کیا کہ تمہاری کوئی کتاب شریعت ہے۔ اور تم کس نبی کی امت ہو۔ اسکے جواب مین وہ لوگ گڑبڑا گئے۔ اسپر مامون نے کہا بیشک تم لوگ زندیق اور بُت پرست ہو اور غالباً اُن اصحاب الرس مین سے ہو جنکی کچھ تحقیقات ہمارے والد کے عہد مین نہین ہوئی تھی۔ خیر اب مین تمکو حکم دیتا ہون کہ یا تو دین اسلام یا اور مذاہب مشہورہ مین سے اپنے لیے کوئی مذہب اختیار کرو ورنہ مین اس سفر سے واپس آکر تمہین قتل کردونگا۔ اُن لوگون نے عذر کیا کہ ہمسے جزیہ لیا جائے مگر مامون نے اسکا یہ جواب دیا کہ جزیہ اہل کتاب سے لیا جاتا ہے اور تم اُنمین سے نہین ہو۔ غرضکہ مامون کے اس حکم سے ہماری تمام قوم مین نہایت خوفناک حالت پیدا ہوگئی مضطرب ہوکر اکثر لوگون نے مشہور مذہبون سے کوئی نہ کوئی مذہب

اختیار کرلیا اور بعضوں نے اپنے مذہب کو نہ چھوڑا اور مجبور گمنامی کی حالت مین زندگی بسر کرنا منظور کیا[1]۔ چونکہ میری طبیعت ابتدا سے آزادی پسند واقع ہوئی تھی اسلیے مین وطن کو چھوڑ کر نکلا اور اپنی صورت کو مصلحت رہبانیت کی نقاب سے چھپا کر ایک مسیحی خانقاہ مین رہنے لگا۔ مگر باطن مین اپنے اسی مذہب پر قائم تھا اسی حالت مین یہ واقعہ پیش آیا کہ جونا کو ڈھونڈھتے ہوے سیلیوس کے دو رفیق مرشین اور فلپ میری خانقاہ مین آئے۔ پھر عبدالملک اور جونا کا بھی وہان گذر ہوا اور اُن دونون فریق مین جنگ ہوئی۔ مرشین اور فلپ مع اپنے غلام کے گرفتار ہو گئے اور مین اسی بہیر سے بھاگ نکلا کہ میری حجرے مین ایک پوشیدہ کھڑکی تھی جو ایک کیل کے دبانے سے ظاہر ہوتی تھی جب کیل کو پوری قوت سے اندر کیطرف دبایا جاتا تھا تو ایک گز مربع پتھر کا ایک ٹکڑا جو مثل اور پتھرونکے بظاہر جزو دیوار معلوم ہوتا تھا کسیقدر اندر کیطرف دبکر آہستہ آہستہ نیچے اُترجاتا تھا اور اسطرح ایک آدمی کو اندر جانیکے لائق کھڑکی کھل جاتی تھی۔ اُس کھڑکی مین جانیکے بعد لوہے کی ایک مضبوط کمانی کو پاؤن سے دبانے پر وہ پتھر پھر بدستور اُبھر کر اپنی جگہ پر قائم ہوجاتا تھا اور دیوار کا بیرونی سطح یکسان ہموار نظر آتا تھا۔ کھڑکی کے اُسطرف ایک زینہ تھا جس سے اُتر کر سرنگ مین چند قدم چلنا پڑتا تھا اور پھر فصیل کی دیوار ملتی تھی اور وہان بھی ایک پوشیدہ کھڑکی قریب قریب اسی قسم کی تھی مین اسی راہ سے خانقاہ سے نکلا اور راتون رات افقان وخیزان کئی میل راستہ طے کرکے دور نکل گیا۔ پھر مینے خیال کیا کہ لاؤ اب تو مین خانقاہ سے نکل ہی آیا ذرا تماشا دیکھنا چاہیے چنانچہ مینے رومی کیمپ مین پہونچکر سیلیوس کو اس واقعے کی خبر کی اور جب وہ فوج بیکر طارونیہ کیطرف چلا تو مین بہانہ کرکے اُس سے رخصت ہوا اور آپکے پاس طرسوس مین پہونچا۔ اسکے بعد مین ایک رومی قافلے کے ساتھ عموریہ آیا وہان اتفاق سے عبدالرحمن سے ملاقات ہوئی۔ یہ شخص بڑے گرجا مین جاروبکشی کی خدمت پر مامور تھا مگر مینے اُسکے بعض اوضاع سے تاڑ لیا کہ یہ عیسائی نہین ہے اور آخر مینے خود اُسکی زبان سے بھی اسکا اقرار کرالیا کئی ہفتہ تک مجھسے اور اُس سے صحبت رہی اور خدا کی قدرت کہ خود بخود میرے دل مین اسلام کی حقیت جاگزین ہوگئی اور مین صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔ اس عرصہ مین سیلیوس بھی باحال پریشان عموریہ مین آیا اور مین اُس سے کئی مرتبہ ملا۔ اور جب عموریہ مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خلیفہ کی فوج نے ارمیناق مین تھیوفلس کو شکست فاش دی ہے اور اب خلیفہ نے عموریہ کو فتح کرنیکا قصد کیا ہے تو مینے خیال کیا کہ آپ ضرور خلیفہ کے ساتھ ہونگے اسلیے ایک حیلے سے مینے عبدالرحمن کو عموریہ سے نکالا تا کہ وہ پہلے اسکا پتہ لگائے کہ جونا آپکو ملی یا نہین اور پھر آپ سے یہ کہکر کہ جونا عموریہ مین ہے۔ آپ کو عموریہ کی فتح کیطرف خاص توجہ دلائے اور وہ خاص موقع بھی بتادیا جسطرف سے باسانی فصیل مسمار ہوسکتی تھی۔ بس یہ میری تمام سرگذشت تھی پہلے مین ایک بددین اور فتنہ انگیز شخص تھا لیکن اب بحمداللہ مسلمان اور دیندار ہون جسن یہ تمام ماجرا سُنکر بہت ہی خوش ہوا پھر عبدالملک اور عبدالرحمن کو بلایا

[1] کتاب الفہرست ابو یعقوب بغدادی مطبوعہ لیدن ملاحظہ طلب۔

اور ہنس ہنس کر عبدالملک سے سارا قصہ بیان کیا۔ عبدالملک اُٹھکر دیماس سے بغلگیر ہوا اور متبسّم ہو کر کہا "آپ تو ہمارے پُرانے رفیق ہین" اسکے بعد حسن نے کہا سُنو بھئی اب مین تمکو دیماس کہونگا بلکہ عبدالہادی کہونگا۔

دیماس۔ بہت بہتر ہے مین بھی اُس مصنوعی نام کو ناپسند کرتا ہون۔ ابتدا مین میرا نام عبدالشمس تھا اور پھر مجھے لوگون نے دیماس کہا لیکن آج سے ہمیشہ کیلیے مین اپنے لیے اِس مبارک نام کو جو آپنے تجویز کیا ہے اختیار کرتا ہون۔

حسن۔ خیر یہ سب کچھ تو ہوا مگر افسوس ہے کہ تمسا جہاندیدہ اور ہوشمند رفیق ہوا اور پھر جوُنا کا پتہ نہ لگے۔

عبدالہادی۔ حضور آپ اطمینان کے ساتھ طرسوس تشریف لے چلین مین وعدہ کرتا ہون کہ انشاءاللہ آٹھ دس روز کے اندر جوُنا کو تلاش کرونگا۔

ابھی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک خادم آیا اور اُسنے کہا حضور! ایتاخ آپکی ملاقات کیلیے تشریف لائے ہین۔ حسن فوراً اُٹھکر استقبال کیلیے خیمے سے باہر آیا اور پھر نہایت ادب و تعظیم سے ایتاخ کو خیمے مین لاکر مسند پر بٹھایا۔ معمولی مزاج پُرسی کے بعد ایتاخ نے کہا مینے ابھی سُنا ہے کہ سیلیوس صقالیہ[1] کا رئیس آپکے کیمپ مین قید ہے۔ اگر کچھ مضائقہ نہو تو اُسے مجھے دیدیجیے اور مین امیرالمومنین سے بھی اسکی اجازت حاصل کرونگا۔

حسن۔ مجھے آپکے حکم مین کوئی عذر نہین۔ آپکو اختیار ہے۔ مناسب خیال فرمائیے تو امیرالمومنین سے ذکر فرما دیجیے گا۔ مگر سیلیوس تو بہت ہی بیمار ہے۔

ایتاخ۔ (ایک غیر محسوس تبسم کے ساتھ) مین ایک خاص وجہ سے اُسکو آپسے لیتا ہون۔ اور وہ وجہ بھی اُسکے لیے کچھ ضرر رسان نہین ہے۔ اگر کچھ حرج نہو تو اسیوقت اُسے میرے کیمپ مین بھیجدیا جائے۔

حسن۔ بسر وچشم۔ مین تو پہلے ہی عرض کر چکا کہ مجھے آپکے حکم مین کوئی عذر نہین ہے۔

اسکے بعد دیر تک باہم لطف و اُنس کی باتین ہوتی رہین پھر ایتاخ مصافحہ کرکے رخصت ہوا۔ دُور تک حسن بطور مشایعت ساتھ گیا اور خیمے مین واپس آکر عبدالملک کو حکم دیا کہ سیلیوس کو سوار کرکے فوراً ایتاخ کے کیمپ مین بھیجدیا جائے۔ عبدالملک تو یہ حکم پاکر اُدھر روانہ ہوا۔ اِدھر حسن نے عبدالہادی کو جو ایتاخ کے آنے پر اپنے خیمے مین چلا گیا تھا پھر بُلایا اور اُس سے کہنے لگا میری سمجھ مین نہین آتا کہ ایتاخ کیون سیلیوس کو مجھسے لیگیے۔

عبدالہادی۔ یہ تو کوئی فکر کی بات نہین جو ہوگا چند روز مین آپ ہی معلوم ہو جائیگا اور یہ ظاہر ہے کہ اِس کارروائی سے اُنکا مقصود آپ کو کچھ نقصان پہونچانا تو ہوگا نہین۔

---

[1] سرزمین صقالیہ روم کی شمالی حد سے ملی ہوئی ہے۔ سیاح کو صقالیہ سے چلکر روم مین ہوتے ہوے ملک شام مین داخل ہونے تک اُس زمانے مین ۶۰ مرحلہ راہ طے کرنا پڑتی تھی۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان مین لکھا ہے کہ اہل صقالیہ نہایت خوبصورت سُرخ رنگ ہوتے ہین۔

حسن۔ نہیں ہم گمان تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے والد سودائی ہیں نہایت تی ہیں اور وہ مجھپر حقیقی چچا کیطرح بزرگانہ شفقت فرماتے ہیں۔

عبدالہادی۔ پھر اسکا کچھ خیال نہ کیجیے۔ آپکو سیلیوس سے کیا فائدہ تھا۔

چونکہ آج فتح عموریہ کی خوشی میں تمام لشکر اسلام میں بڑی چہل پہل تھی اسلیے رات کے گذرنیکا اندازہ ہی تھا حالانکہ اسوقت نصف شب سے کچھ زیادہ ہی وقت گذر چکا تھا حسن چاہتا تھا کہ عبدالہادی سے کچھ نہ کچھ باتیں کیے جائے مگر اتنے میں عبدالملک خیمے میں آیا اور اسنے کہا آپ حضور نے ابتک آرام نہیں فرمایا۔ یہ سنکر حسن کو بھی یکا یک دن بھر کی خستگی اور تکان محسوس ہونے لگی۔ اور وہ سب کو رخصت کر کے خوابگاہ میں چلا گیا اور بقیہ شب کو خواب راحت میں بسر کر کے دوسرے دن صبح سے سامان سفر میں مصروف ہوا خلیفہ نے ایک ہفتہ تک عموریہ میں قیام کیا اور اس عرصے میں اسے خوب تہ و بالا کر کے اپنے دل کا غبار نکالا۔ انجام کار اسلامی فوج نے بہت سا مال غنیمت اور ہزارہا قیدی لیکر واپسی کوچ کیا اور منازل و مراحل طے کر کے خلیفہ معتصم باللہ مع تمام ارکان دولت اور معزز سرداران لشکر کے طرسوس پہونچا۔

پندرھواں باب

یہ عالم خواب میں تو نہیں ہے دن

حسن کو خلیفہ کے ہمراہ رکاب طرسوس میں پہونچے ہوے تیسرا روز ہے۔ عبدالہادی اور عبدالملک دونوں اثنائے راہ سے جو مقاکی تلاش میں بھیجے جا چکے ہیں۔ اب یوما فیوما حسن کے دلپر حضرت عشق اپنا رنگ جماتے جاتے ہیں۔ صبح سے شام تک اسکی حالت میں ایک ظاہری تغیر پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اتنی خیریت ہے کہ جعفر جو خلیفہ کے حکم سے زابطرہ کیطرف گیا تھا آگیا ہے اور وہ سمجھا بجھا کر حسن کی طبیعت کو بہلاتا رہتا ہے ورنہ خدا جانے ابتک اسکی کیا حالت ہو گئی ہوتی۔ ہر وقت لمیس جوزا کا خیال اور آنکھوں کے سامنے اسکی پیاری تصویر پھرا کرتی ہے شب و روز اسی دھن میں گذرتے ہیں۔ اسوقت چاندنی چھٹکی ہوئی ہے اور حسن اپنے کیمپ کے ایک مکلف خیمے میں کوچ پر لیٹا ہوا ہے سامنے کے دروازے کھلے ہوے ہیں چلمنیں اٹھا دیگئی ہیں تاکہ سبزہ زار کی فضا اور چاندنی رات کا دلفریب منظر شاید کچھ متوثر ہو اور گھڑی بھر دل بہلے۔ قدرت کی بے لگاؤ نیرنگیاں اسکے پیش نظر ہیں اور ہوا ے خوشگوار کا اعتدال کے ساتھ چلنا دل و دماغ پر اپنا فرحت بخش اثر ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن حسن ہے کہ اسکی طبیعت کسیطرف مائل ہی نہیں ہوتی اور نہ کسی طرح اسکے دل کی کلفت رفع ہوتی ہے۔ اسے درد فراق کے ساتھ یہ حیرت بھی ہے کہ آخر جوزا ہاتھوں سے نکلکر کہاں غائب ہو گئی۔ وہ خیال کر رہا تھا کہ اردنیہ سے طرسوس کچھ دور نہ تھا۔ راستہ بھی محفوظ اور خوفناک

نہین ہی - یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سیلیوس ملکو نہین پاسکا لیکن باوجود ان سب باتون کی خدا جانی اُس دلفاشعار نازنین پر کیا اُفتاد پڑی کہ آجتک نشان تک نہ ملا - نہ معلوم اُس چشمہ حیات کو کس ظلمت نے چھپالیا - آہ کہین ایسا تو نہین ہوا کہ اُس حور طلعت نے سنسان جنگلون مین بادیہ پیمائی کرتے کرتے جان دیدی ہو اور اُسکا نازک دل ان مصیبتونکو برداشت نہ کرسکا ہو لیکن نہین ایسا تو نہ ہوا ہوگا - اگر جونا ایسی ولکی کمزور ہوتی تو کاہیکو اسطرح ہار دنیہ سے یکہ و تنہا نکلتی - میرا دل گواہی دیتا ہی کہ میری پیاری معشوقہ زندہ ہی اور میری طرح وہ بھی بیقرار ہی - حسن انھین خیالات مین غلطان و پیچان تھا کہ جعفر سامنے سی آیا اور کوچ کی قریب ایک کرسی پر کچھ متفکر سا بیٹھ گیا - حسن نے پہلے تو اُدھر خیال نہ کیا مگر تھوڑی دیر کے بعد جب اُسنے جعفر کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا کیون جعفر تم اسوقت اداس کیون ہو -

جعفر - کیا عرض کرون مجھے اسوقت ایک نئی بات معلوم ہوئی ہی جسکی نسبت میرا خیال ہی کہ شاید آپکے خلاف طبع ہو گی

حسن - (گھبراکر) بھئی جلد بتاؤ آخر وہ بات کیا ہی -

جعفر - مینے سنا ہی کہ آج دیر تک آپکے والد ماجد اور امیر المومنین سے آپکی شادی کی بارے مین گفتگو ہوئی ہی امیر المومنین کی رائے ہی کہ معزز سردار اتیاخ کی صاحبزادی سے آپکا عقد ہونا چاہیے اور بہت جلد - یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ امیر المومنین نے اتیاخ کو بھی اس امر پر رضامند کرلیا ہی -

حسن - واہ مین تو ہرگز بھی اس بات کو منظور نہ کرونگا -

جعفر - مگر مشکل یہ ہی کہ امیر المومنین کے ارشاد کو آپ رد نہین کرسکتے - علاوہ اسکے سُنا جاتا ہی کہ جو صاحبزادی آپسے منسوب کیگئی ہین انکا حسن سیرت و صورت مین بیمثال مانا جاتا ہی اور اسمین شک نہین کہ امیر المومنین نے آپکے لیے یہ انتخاب نہایت ہی موزون کیا ہی - اس سے پایا جاتا ہی کہ اُنکی خاص توجہ و نظر شفقت آپکی جانب ہی

حسن - یہ سب کچھ صحیح مگر بھائی مین اس دلکو کیا کرون - مجھسے تو یہ نہ ہوسکیگا کہ جونا کی جگہ کسی اور کو خواہ وہ حور جنت ہی کیون نہو اپنے پہلو مین بٹھاؤن -

جعفر - کچھ ہو لیکن ابتو یہ بات ٹلتی نظر نہین آتی -

حسن - (افسردہ ہوکر) افسوس! کاش امیر المومنین کو میری اس حالت زار کی خبر ہوتی اور وہ مجکو اس انعام سے معاف فرماتے - جعفر! تمہین معلوم ہوگا جسروز عموریہ مین رومیونکو شکست ہوئی ہی تو انھین ہماری محترم بزرگ اتیاخ نے امیر المومنین سے میری جانفشانی کی بہت کچھ تعریف کی تھی جسپر خوش ہوکر امیر المومنین نے اپنی دست خاص کا نیزا انسے مجھے عطا فرمایا تھا - اور پھر ایک دوسری موقع پر بھی کچھ کنایتاً باتین ہوئی تھین مگر اُسوقت مین مطلق اس معاملے کو نہین سمجھا تھا - ورنہ کوئی تدبیر نکل آتی - خیر تمتن بتقدیر اب جو مصیبت آئے خواہ مخواہ

اُسکو برداشت کرناہی پڑیگا۔لیکن ہان یہ تو بتاؤ کہ کیا مجھے اب بغداد جانا ہوگا۔

جعفر۔نہین مین سُنتا ہون کہ یہ مبارک رسم عقد یہین ادا ہوگی کیونکہ بیگمات سب یہین موجود ہین۔ہان خوب یاد آیا آپکو معلوم ہو کہ آج امیرالمومنین نے سردار اتیاخ کی سفارش سے سیلیوس اور اُسکے ساتھ بہت سے رومیونکو چھوڑ دیا بلکہ بیس گھوڑے اور کئی خیمے اور بہت سا اور سامان سفر بھی اُسکو عطا کیا گیا ہے۔

حسن۔خوب! کہین ایسا تو غضب نہین ہوا کہ جُونا کا واقعہ امیرالمومنین کو معلوم ہوگیا ہو اور اُنھون نے یہ سمجھا ہو کہ وہ میرے یہان ہے اسلیے سیلیوس کے ساتھ سب کچھ رعایت و مراعات کیگئی ہے۔

جعفر۔واللہ اعلم بالصواب۔

حسن۔نہین غالبًا یہ بات تو نہوگی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو امیرالمومنین اتیاخ کی معرفت سیلیوس کے متعلق کاروائی کرتے

جعفر۔یہ نہ کہیے امیرالمومنین اس معاملہ کو اتیاخ سے کیون چھپاتے شرعًا یہ ممنوع نہین ہے کہ ایک زوجہ گھر مین ہو تو دوسرا نکاح نکرے ہر مسلمان چار تک نکاح کرسکتا ہے بشرطیکہ چارون مین عدالت و انصاف کو قائم رکھ سکے ورنہ صرف ایک ہی کی اجازت ہے۔

اس گفتگو کے بعد جعفر تو کسی ضروری کام کی غرض سے خیمے سے باہر چلا گیا اور حسن پھر تکیے پر سر رکھکر اُسیطرح مغموم لیٹ رہا اُسکا دل و دماغ اسوقت دو مخالف خیالونکی کشمکش مین پڑا ہوا تھا نہ امیرالمومنین ہی کے حکم مین دم مارنے کی مجال تھی نہ جُونا ہی کی محبت اُسکے رقیب کو پہلو مین بٹھانیکی اجازت دیتی تھی دیر تک یہی اُلجھن رہی آخر آنکھ لگ گئی صبح کو اُٹھا نماز سے فارغ ہوکر ملاقات کے خیمے مین آیا دوست احباب افسران فوج یکے بعد دیگرے آنا شروع ہوے۔اب تو یہ ہوگیا کہ جو آیا اُسنے وہی ذکر کیا جسکے متعلق شب کو عرصے تک جعفر سے گفتگو رہی تھی۔اب حسن کو پورا یقین ہوگیا کہ یہ بات ٹلنے والی نہین ہے اسلیے مجبورًا اُسنے بھی اسکے متعلق جو ضروری امور مناسب خیال کیے اُنکے انتظام پر توجہ کی۔اُسی روز کیمپ سے طرسوس گیا۔اور ایوان کو آراستہ کرنیکا حکم دیا۔اسی اہتمام و انتظام مین کئی روز گذرے آخر یہ معلوم ہوا کہ آج شبکو عقد ہوگا۔یہ سُنکر حسن پہلے تو بہت ہی متوحش ہوا اور جعفر سے کہنے لگا کہ دور وز اور گذر جاتے تو اچھا ہوتا کیونکہ عبدالہادی اپنے وعدے کی موافق پرسون ضرور مجھسے آکر ملیگا۔اگر جُونا کا پتہ لگ جاتا یا وہ آجاتی تو مجھے ایک قسم کا اطمینان ہوجاتا۔جعفر نے کہا مین تو عرض کرچکا کہ یہ معاملہ تمام امیرالمومنین کا ساختہ پرداختہ ہے۔چونکہ وہ بہت جلد یہانسے تشریف لیجانیکا قصد رکھتے ہین اسلیے اُنکو جلدی ہے۔بہرکیف وہ تمام دن حسن کو عجیب اضطراب مین گذرا۔بار بار کہتا تھا خدا کرے عبدالہادی آج ہی آجائے۔چند رازدارونکو بھی بیقراری مین اُسکے ڈھونڈھنے کو بھیجدیا تھا۔اُدھر صبح سے یہ اہتمام تھا کہ خلیفہ کے حکم سے تمام کیمپ آراستہ کیا گیا تھا۔جابجا روشنی کا انتظام تھا۔ہر جگہ صفائی ہورہی تھی۔فوجی جھنڈے رنگین پھریرے ہوا مین لہرا رہے تھے۔بیرقون اور

پرچمون پر گویا بہار آئی ہوئی تھی - تمام لشکر یہ عو تھا - افشین نے کیمپ کے اُس حصے کو جہان اُسکے خاص خیمے نصب تھے
اِس خوش اسلوبی سے آراستہ کیا تھا کہ اِس منظر کی دلچسپی کی تمام لشکر اسلام مین دھوم تھی خاص خاص پلٹنین اور رسالے بھی زرق
برق وردیان پہنے اور چمکتے ہوئے ہتھیار لگائے ہوے جابجا قرینے سے صف بستہ تھی - اِدن تمام ہوا اور رات آئی - بعد نماز عشا
خلیفہ بڑی تزک و احتشام سے سوار ہوکر ایتاخ کی خیمہ گاہ مین آیا - یہ خبر پاکر افشین بھی اُدھر روانہ ہوا اور حسن کو اطلاع دی گئی
کہ بہت جلد آؤ چنانچہ حسن فوراً سوار ہوا جعفر اور چند فوجی افسرونکو ساتھ لیا اور خرامان خرامان ایتاخ کی کیمپ مین پہونچا
جب وہ خیمہ جسمین خلیفہ رونق افروز تھا نظر پڑا اور تھوڑا فاصلہ رہگیا تو حسن اور اُسکے ہمراہی تعظیماً گھوڑونپر سے اُتر پڑے
خیمے کے گرد دور تک صد ہا غلام صف باندھے ہوے کھڑے تھے حسن کو دیکھکر چند غلام آگے بڑھے اور اُنھین سے ایک نے
داہنی جانب اشارہ کرکے کہا امیرالمومنین نے حکم فرمایا ہے کہ پہلے تنہا آپ اِس دروازے سے اندر تشریف لیچلین بعد ازان آپ کے
ہمراہیونکو بلایا جائیگا حسن یہ حکم سُنتے ہی اُسطرف کو چلا اور اُسکے سب ہمراہی اُسیجگہ کھڑے ہوگئے تھوڑی دور بڑھکر
جب حسن اُن قناتون کے قریب پہنچا جو خیمے سے بہانتک برابر دو رویہ لگی ہوئی تھین تو اُسے معلوم ہوا کہ کوئی شخص تیز قدم
رکھتا ہوا اُسکی طرف چلا آتا ہے - یہ دیکھکر حسن رُک گیا اتنے مین وہ شخص قریب آیا تو معلوم ہوا کہ عبدالہادی ہے حسن نے
چونک کر بیساختہ پوچھا کہو عبدالہادی کیا خبر ہے - عبدالہادی نے آہستہ سے کہا حضور مبارک ہو شاہزادی صاحبہ آگئین
بس اِس سے زیادہ عرض کرنیکا وقت نہین - یہان ہو آیئے تو مفصل واقعہ بیان کرونگا اتنا کہکر عبدالہادی اُسیجگہ سے
پلٹا - اب حسن پر ایسی بیخودی چھائی کہ یہ بھی بھولگیا کہ مین کون ہون اور کہان جارہا ہون - اُسنے دو تین مرتبہ
عبدالہادی کیطرف مڑ مڑ کر دیکھا اور چاہتا تھا کہ اُسے بُلائے مگر ایک غلام نے بڑھکر کہا آپ جلد چلیے امیرالمومنین کو
تشریف لائے ہوے عرصہ ہوا حسن یہ فقرہ سُنکر ہوش مین آیا اور آگے بڑھا - اب وہ آہستہ آہستہ سر جھکائے ہوے
دو قناتونکے بیچ مین چلا جاتا تھا اور اُسکے پیچھے پیچھے کسیقدر فاصلے پر وہ سب غلام آرہے تھے جب اُس بڑے
خیمے کا دروازہ صاف نظر آنے لگا اور حسن قریب پہونچا تو یکا یک ایک کم عمر غلام نے جو قنات سے لگا ہوا کھڑا تھا
حسن کا دامن پکڑکر کہا "ادھر تشریف لائیے" حسن اُسکی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ قنات سے بالکل ملا ہوا
ایک خیمہ ہے جسمین غضب کی روشنی ہے اور ہر طرف عود و عنبر کی خوشبو مہکی ہوئی ہے حسن بغیر اسکے کہ اِس مقام کے
متعلق اپنے ذہن مین کوئی خیال قائم کرسکے فوراً اُس غلام کے اشارے کے موافق خیمے مین داخل ہوا مگر
دروازے کے اندر پاؤن رکھنا تھا کہ حیرت سے نقش دیوار بنگیا کیونکہ اُسکی معشوقہ دلنواز اُسے دیکھتے ہی مسند
ناز سے اُٹھی اور ایک دلکش انداز سے کہا اھلاً مرحبا - یہ تغافل شعاری - جو منا اول تو خود ہی حسن و جمال مین
بے نظیر و بے مثال تھی جبکہ وہ طرسوس مین نہایت سادہ وضع مین رہتی تھی اُسکا ملاحت فریب جمال بلا کا
ہوشربا اور دلفریب تھا اور اسوقت تو اور بھی حسن دو بالا ہوگیا تھا عجمی انداز سے اُسکی عروسانہ زیبائش

اور آرائش کیگئی تھی۔ سر پر ایک خوشنما ہلکا سا مرصع تاج تھا۔ گلابی حریر زرتار کی قمیص جسمین مرغے کے بوتام لگے ہوئے تھے
پہنے تھی۔ جڑاؤ طوق اور آبدار موتیوں کے ہار نے سینے کو مطلع آفتاب و ماہتاب بنا دیا تھا۔ ہلکے دھانی رنگ کا دوپٹہ اوڑھے
تھی جسکا ایک سرا گون کیطرح دونوں شانوں پر پڑا ہوا تھا اور باقی دور تک مسند پر پھیلا تھا۔ اُسکے آنچلوں پر
ایسا ہی عجیب غریب صنعت کا کام تھا اور چاروں گوشوں پر بڑے بڑے ترنج بنے تھے جنمیں یاقوت الماس زمرد وغیرہ
کے نگینوں سے خوشرنگ اور خوش قطع پھول پتیاں بنائی گئی تھیں۔ خیمے میں بوقلموں رنگ فانوس جھاڑ روشن
تھیں۔ ہر گوشے میں ایک ایک زرین مجمر رکھا ہوا تھا اور خیمے کی فضا نسیم غالیہ سا سے بھری تھی۔ بہت سی حسین کمسن
خوبصورت لونڈیاں جو اطراف میں صف بستہ تھیں۔ جوشنا کے ساتھ سب کی نگاہیں حسن کیطرف اٹھی ہوئی تھیں
حسن اس عالم روح پرور کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور معشوقہ طناز کے جلوہ ناز نے اُسکے دل و دماغ پر
عجیب ہوشربا اثر ڈال رکھا تھا لیکن اُسنے بہت جلد اپنے دلکو سنبھالا اور آرزو بھری نگاہوں سے جوشنا کیطرف دیکھا کہا
"کہیں میں عالم خواب میں تو نہیں ہوں"۔ جوشنا یہ فقرہ سنکر ہنوز مسکرا رہی تھی کہ وہی غلام جسکا اشارہ حسن
یہاں تک آیا تھا لپکا ہوا آیا اور کہنے لگا بہت جلد چلیے امیر المومنین نے یاد فرمایا ہے۔ حسن گھبرا کر اس خیمے سے نکلا اور جوشنا
کچھ متعجب سی ہو کر رہ گئی۔ حسن جلد جلد قدم رکھتا ہوا در خیمہ پر پہونچا اور اجازت پا کر خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا
خلیفہ نے متبسم ہو کر حسن کیطرف دیکھا مگر اور کچھ نہ کہا تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ سے اجازت لیکر قاضی طرسوس نے
خطبہ نکاح پڑھا اور قواعد مقررہ کے موافق عقد ہوا۔ اسکے بعد خلیفہ کے حکم سے حسن کو خلعت فاخرہ عطا کیا
گیا۔ اتابک اور افشین نے خلیفہ پر بیش بہا جواہرات و آبدار موتیوں کی بھری ہوئی کشتیاں نثار کیں۔ پھر
نئے رنگ سے جلسہ آراستہ ہوا۔ خوش گلو مغنی حاضر ہوئے۔ فن موسیقی میں سب نے اپنے اپنے جوہر دکھائے۔ سازو آواز
کی سحرکاریوں نے دلوں پر قبضہ کر لیا۔ دیر تک عیش و طرب کا ہنگامہ گرم رہا۔ ساغر نبیذ کا دور پر دور چلا۔ نصف
شب کے قریب حسن اور اُسکے ہمراہیوں کو خلیفہ نے رخصت ہونیکی اجازت دی چنانچہ حسن باقاعدہ سلام کر کے
رخصت ہوا اور اُسنے چاہا کہ پھر اُسی دروازے سے جس کے وہ اس خیمے میں آیا تھا باہر جائے لیکن اب وہ بند
کر دیا گیا تھا لامحالا دوسرے دروازے سے حسن برآمد ہوا اور وہ چند ہی قدم آگے بڑھا ہوگا کہ خیمے کے اندر سے ایک
غلام آیا اور اُسنے قریب آکر حسن سے کہا امیر المومنین ارشاد فرماتے ہیں کہ اسوقت آپ طرسوس میں اپنے ایوان میں
جائیے یہ کہکر وہ غلام تو پھر خیمے میں چلا گیا اور حسن سوار ہو کر طرسوس کیطرف روانہ ہوا اور اپنے ایک رفیق کو
عبد الہادی کے بلانیکی غرض سے اپنی خیمہ گاہ کیطرف بھیجدیا جب کہ عبد الہادی نے آکر حسن کو جوشنا کے آنیسے
مطلع کیا تھا اور اُسکے بعد اُسنے وہ دوسرا حیرت انگیز سین دیکھا تھا۔ وہ کچھ ایسا متحیر اور چپ چپ تھا کہ چہرے سے
بیحد حیرت اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے اور اب بھی وہ اسی طرح خاموش سر جھکائے ہوئے جا رہا تھا۔ رات کے

دونون حصے مرکز ثقل پر برابر تلے ہوے تھے اور ہوا مین تدریج خنکی بڑھتی جاتی تھی جعفر نے اپنا گھوڑا قریب لاکر کہا بہتر ہوگا کہ ذرا باگ اُٹھائے ہوے چلیے کیونکہ اسوقت خنکی کچھ ناگوار معلوم ہونے لگی ہے۔ یہ سُنکر حسن نے گھوڑے کو تیز کر دیا مگر جعفر کو کچھ جواب نہ دیا اور اسیطرح گم سُم رہا یہانتک کہ وہ طرسوس مین پہونچا اور اپنے ایوان مین داخل ہوا لیکن چونکہ عبدالہادی کا سخت منتظر تھا اسلیے دیوان عام ہی مین بیٹھکر اسکا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ کے بعد عبدالہادی بھی نازل ہوے۔ حسن اُٹھکر بڑے تپاک سے بغلگیر ہوا اور کہنے لگا بھئی تمہارا یہ راز تو پہلے راز سے بھی زیادہ پیچیدہ اور حیرت انگیز ہے۔ خیر بتاؤ تو سہی جوُنا کہان ہے اسکے جواب مین عبدالہادی نے ہنسکر کہا آپ حضور اندر تشریف لیجائین تو سب حال معلوم ہو جائیگا اور میرے تجسس کی داد دیجیگا۔ حسن ایسا بیقرار تھا کہ یہ سُنتے ہی فوراً اُٹھا اور حرم سرا مین پہونچا۔ سامنے والے برآمدے مین جوُنا تخت پر بیٹھی ہوئی ربیعہ سے باتین کر رہی تھی حسن کو دیکھتے ہی سروقد کھڑی ہو گئی اور ہنسکر کہنے لگی آئیے اب میرا بخت اور آپ دونون جاگتے ہین۔ یہ خواب و خیال یا عالم مثال نہین ہے۔ یہ وہ دلکش آواز تھی جسنے حسن کو پھر بیخود بنا دیا۔ تمام جسم کا خون گرم ہوکر رگون مین اُچھلنے لگا اور وفور مسرت اور جوش محبت سے آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ بیساختہ زبان سے نکل گیا پیاری جوُنا مین اور تم دونون کس طلسم مین پھنسے ہین۔ اس فقرے پر جوُنا مسکرائی اور حسن نے بڑھکر اُسکا نازنین ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیلیا۔ پھر دونون ایک دوسرے کے پہلو مین بیٹھ گئے۔ حسن نے اس موقع پر بڑی دانائی کی کہ اس واقعے کے متعلق اور زیادہ تعجب ظاہر نہ کیا اور ایک خاص دلپذیر اثر ڈالنے والے لہجے مین جوُنا سے کہا کہ تمنے میرے لیے جو تکلیفین اُٹھائین اُنکو خیال کرکے مین بیحد نادم ہوتا ہون۔ طرطونیہ سے جب تم تن تنہا نکلی ہو تو بیشک سخت زحمتون کا سامنا ہوا ہوگا۔ اسپر جوُنا نے مختصر لفظون مین سب ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا۔ سعد کی رفاقت۔ والیٔ طرسوس خط بھیجنا پھر بہت سے سوارون اور چند افسرون کا وہان بھیجا جانا اور اُنکے ساتھ طرسوس آنا بیان کیا۔ یہ ساری روداد سُنکر حسن دلمین تو بے انتہا متعجب ہوا لیکن اُسنے پھر تعجب اور تحیر کے آثار کو اپنے چہرے سے مٹا کے پوچھا کہ یہان طرسوس پہونچکر تمہین کوئی تکلیف تو نہین ہوئی۔ جوُنا نے کہا کہ مین جب یہان طرسوس پہونچی تو سردار ایتاخ کے محل مین اُتری اُنکی بی بی اور بیٹی نے میری بڑی خاطر و مدارات کی اور آجتک اُسی طرح میری مہمانداری اور دلجوئی کرتی رہین۔ مجھے صرف آپکی مفارقت کا البتہ صدمہ تھا اور دُعا مانگتی تھی کہ خدا بخیر و عافیت آپکو جلد لائے ورنہ بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ مین اپنے وطن بلکہ گھر مین ہون مگر جب سے مینے یہ سُنا تھا کہ امیرالمومنین اور سب سرداران لشکر آ گئے لیکن آپ نہین آئے اُسوقت سے میری پریشانی کی بیشک کوئی انتہا نہ تھی اور مجھے کچھ بھی اچھا نہ معلوم ہوتا تھا بارے خدا خدا کرکے آج صبح کو معلوم ہوا کہ آپ تشریف لائے اور پھر سرشام مجھسے یہ بھی کہا گیا کہ امیرالمومنین کے حکم سے آج ہی عقد بھی ہوگا

چنانچہ جسوقت ابھی آپ یہان مجھسے مین آئے ہین تو مین یہ سمجھی تھی کہ عقد ہوگیا پھر آپکو ادھر کسی ضرورت سے امیرالمومنین نے بلا لیا اور مین یہان آئی۔ ابھی ابھی سردار ایتاخ کی صاحبزادی جنسے مجکو بیحد محبت ہوگئی ہے مجھے یہان پہونچا کر واپس گئی ہین شاید اُنکا جلوس اور سواری راہ مین آپکو ملی ہو۔ یہ تمام ماجرا سنکر حسن باغ باغ ہوگیا اور اُسنے سمجھا کہ ساری کارروائی سازشی تھی معلوم ہوتا ہے کہ جو ہُنانے جو خط اولاس سے بھیجا تھا وہ میکر عموریہ کیطرف جانے کے بعد پہونچا اور ایتاخ کے ہاتھ پڑگیا اُنھین نے یہ سب رنگ آمیزیان کی ہین اور ضرور امیرالمومنین بھی اس راز سے واقف تھے۔ مگر حسن نے جو ہُنا پر بالکل اس بھید کو ظاہر نہ کیا اور باہم ذوق وشوق کی باتین ہونے لگین اتنے مین جو ہُنا کو سعد کا پیام وسلام یاد آیا اور اُسنے حسن سے متعجب ہوکر کہا بتلایئے تو سہی کہ سعد اور جعفر کے آپسمین کس قسم کے تعلقات ہین۔ سعد نے مجھسے کچھ نہین بتایا اور کہدیا ہے کہ آپسے یا جعفر سے معلوم ہوجائیگا۔ یہ سنکر حسن پہلے تو خاموش ہوگیا اور پھر ایک قسم کی افسردہ دلی کے ساتھ کہا سعد جعفر کے عزیز ہین اور یہ دونون ایک بڑے معزز خاندان کے رکن ہین لیکن چونکہ اس خاندان پر عرصے سے بغاوت کا جھوٹا الزام سلطنت کیطرف سے قائم ہے اسلیے یہ لوگ بیشتر اسیطرح گمنامی کے عالم مین بسر کرتے ہین اور جو اشخاص اُنکے مرتبہ شناس ہین اور اُنکی حقیقت حال سے واقف ہین وہ بھی راز داری کرتے ہین اور در پردہ حکومت کی بیجا تعدی سے اُنکے بچانے مین ساعی رہتے ہین۔ اسکے بعد حسن نے دیماس راہب (عبدالہادی) کا سارا قصہ بیان کیا جو ہُنانے کہا ارے یہ شخص تو بلا کا آدمی ہے جب مین اولاس سے طرسوس آرہی تھی تو راستے مین مجھے بھی ملا تھا بلکہ دیر تک اُس افسر سے کچھ باتین کرتا رہا تھا جو میرے ساتھ تھا۔ ابھی آپسمین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برآمدے کے پردے گرا دیے گئے اور دونون عاشق ومعشوق ہماری نگاہونسے غائب ہوگئے۔ پھر ہمنے بھی زیادہ تجسس نہ کیا کیونکہ ہمین کچھ ایک یہی کام نہ تھا۔

تمام شد

پیام یار
مرتبہ
خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار
نمبر ۱
بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء
جلد ۲۱
ضروری باتیں
(۱) پیام یار ماہوار شائع ہوتا ہے۔ اس میں دو حصے ہیں

مصرع طرح پیامِ یار

داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب احسان علیخانصاحب احسان شاہجہانپوری شاگرد جناب جلال لکھنوی

دل مراد زدِ نگہ کو جو بتا رکھا ہے
کیا وہ لیجائیگا گھر مین مرے کیا رکھا ہے

جب وہ چلتے ہین تو ہوتی ہے قیامت برپا
فتنۂ حشر کو قدمون سے لگا رکھا ہے

دل کے اندر ہے کسی مہر لقا کی تصویر
ہمنے آئینے مین خورشید چھپا رکھا ہے

نہ سہی آج ترا وصل قیامت مین سہی
مینے کل کے لیے عیش اپنا اُٹھا رکھا ہے

دیکھا دیکھا نگہِ مست کا جادو دیکھا
ہوشیارون کو بھی دیوانہ بنا رکھا ہے

رشکِ دشمن کو جگہ دلمین نہین ملسکتی
ہمنے اِس غم کو ترے غم سے جدا رکھا ہے

اپنے کوچے مین مری قبر کو ٹھکرا کے کہا
خاک کا ڈھیر یہان کسنے لگا رکھا ہے

بدگمانی ہے پس ذبح بھی ایسی اُن کو
کہتے ہین دم مرے کشتے نے چرا رکھا ہے

کہتی ہے اُنکی حیا کچھ بھی نہو گا شبِ وصل
دلکو پہلے ہی سے آنکھون نے ملا رکھا ہے

آپ بھی دیکھ لین کہتا ہون یہ اُنسے دمِ حشر
دل صد لخت مرا پیشِ خدا رکھا ہے

کہتے ہین وصل مین جھنجھلا کے دمِ بوس و کنار
بے ادب دیکھ کہان ہاتھ ترا رکھا ہے

کیسے ہشیار رہین مینوش ترے اے ساقی
چاٹ پر حضرت واعظ کو لگا رکھا ہے

پھونکدو نالۂ سوزان سے فلک کو احسان
اِس ستمگر نے زمانے کو ستا رکھا ہے

جناب سیّد انور حسین صاحب آرزو لکھنوی خلف اصغر جناب یاس شاگرد جناب جلال

نا اُمیدی کے سوا عشق مین کیا رکھا ہے
کیون تمناؤن نے دیوانہ بنا رکھا ہے

دل اُسی طرز نے آفت مین پھنسا رکھا ہے
نام جس چیز کا لوگون نے ادا رکھا ہے

کوئی سیماب بتاتا ہے اِسے برق کوئی
نام تمنے دلِ بیتاب کا کیا رکھا ہے

اُنکے چونکانے پہ دل نے یہ صدا دی شبِ وصل
سوتی قسمت کو بھی پہلے سے جگا رکھا ہے

کس سے لین داد طرفدار اُنھین کے سب ہین
ضبط نے خونِ تمنا بھی چھپا رکھا ہے

اور کہتا نہیں کچھ مین مگر اتنا سُن لو
اِک تمنا نے کئی دن سے ستا رکھا ہے

دلمین سب جلوے ہین موجود تو کیون جائے کہین
دیر مین بُت ہین نہ کعبے مین خدا رکھا ہے

کچھ بھروسا تو ہے اللہ پہ اُس بُت کو بھی
فیصلہ جسنے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

کان تک اُنکے رسائی شبِ غم ہو کہ نہ ہو
شام سے نالون نے اِک شور مچا رکھا ہے

خطِ دلدار دکھاکر یہ کہا قاصد نے
لیجیے سامنے قسمت کا لکھا رکھا ہے

کہنے والا تھا مین افسانۂ فرقت اُسنے
غیر نے دیر سے باتون مین لگا رکھا ہے

خلقتِ آہ مین ہے فرقتِ جانان کا اثر
حرف سے حرف کو قسمت نے جدا رکھا ہے

دیکھنے کیلیے برسون سے چلے آتے ہین لوگ
اک تماشا مجھے وحشت نے بنا رکھا ہے

قبر منظور ہے ہر حسرتِ کشتہ کی جدا
دل کے ٹکڑون کو اُٹھا کر کہین جا رکھا ہے

طالبِ دید کو ہے حسرتِ پامالی بھی
کہ جو آنکھون کو سرِ راہ بچھا رکھا ہے

ایک حسرت زدہ دل تھا جسے تم لے بھی گئے
چاک کیون کرتے ہو اب سینے مین کیا رکھا ہے

آرزو باعثِ ایذا ہے تو چھوڑو دل کو
مفت کیون جان کو اِک روگ لگا رکھا ہے

جناب محمد عبدالقدیر صاحب ادیب شاہجہانپوری شاگرد جناب فضل

یا نبی آپ کی فرقت نے ستا رکھا ہے
دلِ مشتاق کو آفت مین پھنسا رکھا ہے

دل مین رہ شوق سِوائے عشقِ رسولِ دوسرا
حق نے تیرے لیے اِس گھر کو بنا رکھا ہے

اب نہین تشنگیِ حشر کا کھٹکا باقی
ہمنے دل ساقیِ کوثر سے لگا رکھا ہے

سر مین سودا ہے مرے گیسوِ شاہِ دین کا
اور مخلوق نے دیوانہ بنا رکھا ہے

عشق شہ کا یہ کرم ہے کہ کرم فرمایا
ورنہ میرے دلِ تاریک مین کیا رکھا ہے

ہوگئی جان مری نذر ادائے حضرت
اب قضا آئیگی کسواسطے کیا رکھا ہے

یادِ محبوبِ خدا ہے مجھے دل سے محبوب
اِسلیے اسکو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جی مین آتا ہے کہ جنگل کو نکلجاؤن مین
فرقتِ شاہ نے دیوانہ بنا رکھا ہے

اِس مصیبت سے چھڑا دیجیے یا شاہِ اُمم
آپکے ہجر نے آفت مین پھنسا رکھا ہے

محو ہون عشقِ محمدؐ مین کہ سکتہ ہے مجھے
اِس تصور نے تو تصویر بنا رکھا ہے

آبِ رحمت سے بجھا دیجیے مرے دل کی لگی
آتشِ ہجر نے یا شاہ جلا رکھا ہے

نہین تھمتے نہین تھمتے غم شہ مین آنسو
چشمِ خونبار نے طوفان اٹھا رکھا ہے

اے خیالِ شہِ دین واہ ترا کیا کہنا
دونون عالم کے بکھیڑون سے چھڑا رکھا ہے

فیضِ وصفِ دُرِ دندانِ شہِ دین نے ادب
میرے خامے کو گہربار بنا رکھا ہے

جناب سید ارادت حسین صاحب اظہر بھروی شاگرد جناب نصرت لکھنوی از جھانسی

دلِ بیتاب کو عاشق کے ستا رکھا ہے
حشر پر تمنے جو دیدار اٹھا رکھا ہے

اپنے سائے سے بھڑکتا ہون یہ وحشت ہے مجھے
اُس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

رات دن کوچۂ جانان مین پڑا رہتا ہون
ضعف نے سایۂ دیوار بنا رکھا ہے

خواب مین چہرۂ پُرنور دکھاتا ہے وہ
سوتی قسمت کو مری اُسنے جگا رکھا ہے

قامتِ یار نے ہے ایک قیامت ڈھائی
چال نے فتنۂ محشر کو جگا رکھا ہے

ایک دل ایک جگر تھا دیے دونون تمکو
اب طلبگار ہو کس چیز کے کیا رکھا ہے

ایک دیدار تھا موسیٰ نے اُسے دیکھ لیا
اب قیامت مین مری واسطے کیا رکھا ہے

دردِ دل بیٹھنے دیتا نہین اکدم مجھکو
اِسی کمبخت نے بیوجہ ستا رکھا ہے

کس لیے خوف ہو اب نارِ جہنم کا مجھے
آتشِ ہجر نے پہلے سے جلا رکھا ہے

نام کو دردِ جگر اب نہ رہے گا باقی
ہاتھ سینے پہ مرے تمنے ذرا رکھا ہے

آپنے تیر جو بیکار سمجھ کے پھینکا
ہمنے اُسکو بھی کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب غلام حسین خانصاحب آفاق بنارسی

جھگڑا یہ شیخ و برہمن نے لگا رکھا ہے
دیر مین بت ہے نہ کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین کرتے ہین عشاق ہی مجکو بدنام
نام کمبختون نے جلاد مرا رکھا ہے

ڈھونڈھ لو آکے تمھین دلمین جگر مین میرے
ہمنے پیکان کو تمھارے جو چھپا رکھا ہے

عاشقو جسکو قضا کہتی ہے ساری دُنیا
نام اُسی کا تو حسینون نے ادا رکھا ہے

واہ کیا خوب کہا تمنے کہ تمسے مطلب
پھر یہ کسنے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہے

غیر بھی تو تری بیداد کے فریادی ہین
تونے جلاد انھین بھی تو ستا رکھا ہے

کہتے ہین وہ کہ ترا دل بھی ہو کیا خیر کا راز
دشمنون نے مرے لیکر جو چھپا رکھا ہے

عمر بھر قید الم سے ہے رہائی مشکل
دام اُلفت مین حسینون نے پھنسا رکھا ہے

دل مرا لیکے وہ شوخی سے یہ فرماتے ہین
اتنے سے دل کا یہ غل شور مچا رکھا ہے

میری دشمن ہے یہ کمبخت حیا بھی اُنکی
اُنکو پردے مین اسی نے تو بٹھا رکھا ہے

وصل پر ہوکے رضامند وہ بولے آفاق
کیا کہین تمنے بہت ہمکو ستا رکھا ہے

جناب سید اعجاز علی صاحب اعجاز خیرآبادی شاگرد جناب وسیم از بھوپال

قتل کے بعد بھی زانو سے دبا رکھا ہے
کیا گمان ہے تجھے اس سینے مین کیا رکھا ہے

ہمنے بدنام کیا تجکو اگر دنیا مین
تونے کیا ادستم ایجاد اُٹھا رکھا ہے

ہو سہارا لبِ جان بخش کا بیمارون کو
اے مسیحا تری باتون نے جلا رکھا ہے

کام آجائے بُرے وقت مین دل ہی شاید
ہمنے اسواسطے سینے سے لگا رکھا ہے

ایک مرے قتل کو ہین ابرو و مژگان کافی
تیر کیون آپنے چلّے سے ملا رکھا ہے

شمع بنجائے گا تربت مین اسی باعث سے
داغِ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

ایک دو جام سے دل سیر نہو گا ساقی
خم لگادے مرے مُنہ سے جو بھرا رکھا ہے

شہر مین سیر حسینانِ جہان کی دیکھے
کہد و مجنون سے یہان دشت مین کیا رکھا ہے

اس سے ہو جاتی ہے تسکین شبِ فرقت مین
دل مین نقشہ تری صورت کا جما رکھا ہے

پوچھتا ہون یہ حسینون مین مین جاکر ہر روز
دل کسی نے تو نہین میرا چھپا رکھا ہے

جناب امام الدین احمد خان صاحب آرزو اسسٹنٹ توزیع نویس وارڈس سٹیٹ تبیا شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

کیا کہون تمسے کہ باور نہ کروگے ہرگز
دل کا جو حال محبت نے بنا رکھا ہے

کیا کرون شکوۂ بیداد و تغافل یا رب
نام جلّاد نے ظلمون کا ادا رکھا ہے

کیا قیامت ہو کہ اُس شوخ جفا پیشہ نے
وعدۂ وصل کو محشر پہ اُٹھا رکھا ہے

ہائے وہ دل کہ جسے عرش کہا کرتے ہین
خاک مین اُس بُت کافر نے ملا رکھا ہے

بھیجیے بہرِ عیادت نہ گوارا تکلیف
اے جناب آپکے بیمار مین کیا رکھا ہے

بتکدہ چھوڑکے کیون پاؤن تھکانے جاؤن
ایک پتھر کے سوا کعبے مین کیا رکھا ہے

دل پر اُس شوخ کے ہوتی نہین کوئی تاثیر — ورنہ آہون نے مری عرش ہلا رکھا ہے
دیکھئے دیتے ہین مجکو نہ مرادِ دل ہو کہین — آپ نے زلف گرہگیر مین کیا رکھا ہے

جناب ابو الاحسان منشی محمد عبد القادر صاحب اعجاز بھڑوچی شاگرد جناب رضوان مرادآبادی

مجھ مین کیا اور مرے دل ہی مین کیا رکھا ہے — عشق نے خاک مین دونون کو ملا رکھا ہے
آنکھ ملتے ہی مرے دل کو اُڑا رکھا ہے — ہائے کیا سحر فسونگر نے جگا رکھا ہے
ہونہو چھپنے چھپانے کا یہی ہے باعث — کچھ نہ کچھ آپ نے محرم مین چھپا رکھا ہے
کسی کروٹ کسی پہلو نہین آرام مجھے — حسرتِ دید نے کانٹون پہ لٹا رکھا ہے
تو ہی اے یاد خبر اتنی خدارا لادے — کیون مرے بھولنے والے نے بھلا رکھا ہے
ہے یہ منشا کہ تڑپنے کی بھی حسرت رہجائے — تہِ زانو مجھے قاتل نے دبا رکھا ہے

جناب اکبر علیخان صاحب اکبر شاہجہانپوری شاگرد جناب فضل

اے فلک تیری حقیقت ہمین سب ہے معلوم — مرتبہ کفشِ محمدؐ نے بڑھا رکھا ہے
انبیا سارے معظم ہین مگر خالق نے — مرتبہ شاہ کا ہر اک سے سوا رکھا ہے
اے لحد خوفِ خدا بھی تجھے کچھ ہے کہ نہین — کس لیے عاشقِ حضرتؐ کو دبا رکھا ہے
کیون بلاتا ہے مدینے سے مجھے اے رضوان — تو نے میرے لیے فردوس مین کیا رکھا ہے
ریش اقدس پہ نبی کا رُخِ انور ہے یون — رحل پر جیسے کہ قرآن کھلا رکھا ہے
وہی اچھے ہین مقدر ہے انھین کا اچھا — شاہ نے جنکو مدینے مین بسا رکھا ہے
مطمئن قلب ہے آرام سے ہے جانِ حزین — اُلفتِ شہ کو جو سینے سے لگا رکھا ہے
نظر آجائے نبیؐ کا رخِ انور شاید — اسی اُمید نے اکبر کو جلا رکھا ہے

جناب مولوی محمود اختر صاحب اختر بریلوی وارد دہلی

چرخ بے مہر نے کیون مجکو ستا رکھا ہے — گردشِ چشم نے کیا ظلم اٹھا رکھا ہے
جور غیرون پہ بھی جب تو نے روا رکھا ہے — اس ادا نے تو مجھے اور مٹا رکھا ہے
دل کے ارمان کو ہو کچھ تو تسلی شب ہجر — تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے
خوف ہے یہ کہ دمِ قتل نہ بسمل تڑپے — مجکو سفاک نے زانو سے دبا رکھا ہے

کب فراموش ہوئی یاد بتون کی ناصح — پردۂ دل مین اسے ہمنے چھپا رکھا ہے
لحد تیرہ ہماری ہے اسی سے روشن — داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
شمع سان انکو ہے منظور جلانا اختر — بزم اغیار مین جو مجھکو بٹھا رکھا ہے

جناب سید ممتاز حسن صاحب اخگر گورکھپوری

جلوہ عارض پر نور دکھا رکھا ہے — شکل موسیٰ مجھے بیہوش بنا رکھا ہے
شیخ سے پوچھتے ہین دیر کے جانیوالے — آپ جاتے ہین کہان کعبے مین کیا رکھا ہے
کل تک آنکھون مین جگہ دیتے تھے مجکو حسین — آج کیون اپنی نگاہون سے گرا رکھا ہے
وہ دم قتل تڑپنے نہین دیتے مجکو — اپنے زانو سے مجھے خوب دبا رکھا ہے
مردے جی اٹھے ہین نکلے ہین جو وہ بہر خرام — شور پا زیب نے اک حشر بپا رکھا ہے
کعبہ و دیر مین سب ڈھونڈھتے ہین جس بت کو — ہمنے تو دل مین اسے اپنے چھپا رکھا ہے
ہند سے کعبے مین اخگر کو بلالے یارب — ان بتون نے بہت اب اسکو ستا رکھا ہے

جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب انس سکرٹری انجمن ارباب محبت بھڑوچ شاگرد جناب اعجاز

تہ زانو مجھے قاتل نے دبا رکھا ہے — ہائے مقتول کو مجبور بنا رکھا ہے
کم نہین حشر سے او بت ترا انداز خرام — کہ نشان تک مرے مرقد کا مٹا رکھا ہے
جلوۂ روے صنم خانۂ دل مین ہے نہان — حسن بے پردہ کو پردے مین چھپا رکھا ہے
نظر آتا ہے مجھے لال پری کا جلوہ — ساقیا تونے صراحی مین یہ کیا رکھا ہے
ہمنے مانا کہ مرا دل تو نہین ہے لیکن — کچھ نہ کچھ آپنے مٹھی مین چھپا رکھا ہے
درد و غم و یاس و محن۔ رنج و الم انکے سوا — اور میرے دل مغموم مین کیا رکھا ہے
اختیار انکو ہے وہ قتل کرین یا نکرین — ہمنے اپنا سر تسلیم جھکا رکھا ہے

جناب ملک محمد یحییٰ خانصاحب افسون شاہجہانپوری شاگرد جناب مختار شاہجہانپوری

ہجر مین وصل کا پہلو یہ بنا رکھا ہے — تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے
منصفی شرط ہے انصاف سے کہہ او واعظ — بتکدے مین تو ہین بت کعبے مین کیا رکھا ہے
آہ کے ساتھ نکلتا ہے دھوان بھی منہ سے — دل مرا آتش فرقت نے جلا رکھا ہے

منہ چھپا لیتے ہین وہ دیکھتے ہی شکل مری
پھر یہ طرّہ ہے کہ نام اُسکا ادا رکھا ہے

میرے نالون سے زمانہ تہ و بالا ہوگا
مجکو چھیڑا تو ابھی حشر بپا رکھا ہے

گدگدانا وہ مرا اور وہ کہنا اُنکا
ہائے ظالم نے مجھے کیون تو نے ستا رکھا ہے

دل تو لے ہی گئی اب سینے مین ہے کسکی تلاش
اور کیا لے نگہ فتنہ ادا رکھا ہے

جناب اختر شاگرد جناب داغ دہلوی

تیری پازیب نے اک شور مچا رکھا ہے
حشر اٹھا رکھا ہے فتنون کو جگا رکھا ہے

ہجر مین جی کے بہلنے کی یہ اک ہے تدبیر
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

آہ بھی کر نہین سکتے کہ وہ بدنام نہو
داغ فرقت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

نالہ و آہ و بکا درد جگر سوز فراق
عشق مین اور بھی کچھ اسکے سوا رکھا ہے

آپ کو غیر مبارک مجھے فرقت میری
فیصلہ حشر پہ یہ مینے اُٹھا رکھا ہے

جناب سید محمد باقر حسین صاحب ارمان نکا پوری ہیڈ مدرس سکول احمد گڑھ ضلع بلند شہر

منہ شب وصل مین بھی اسنے چھپا رکھا ہے
ظلم کا نام ستمگر نے حیا رکھا ہے

گاہ جنگل مین کبھی اور کبھی گھر مین جنگل
اُس پری رو نے یہ دیوانہ بنا رکھا ہے

جلوۂ مہر کہین گرد سے ہوتا ہے نہان
تمنے پردے مین عبث رُخکو چھپا رکھا ہے

رنج و غم آرزو و حسرت و ارمان کے سوا
پاس عاشق کے شب ہجر مین کیا رکھا ہے

مجکو ناچار سمجھ رکھا ہے اسنے ارمان
اسلیے آٹھ پہر مجکو ستا رکھا ہے

جناب حافظ سید مہدی حسن صاحب آزاد شاہجہانپوری

میری تقدیر نے مجکو تو جدا رکھا ہے
بخت نے غیر کو اُس بُت سے ملا رکھا ہے

حشر مین اُنسے ملاقات ہماری ہوگی
شوق دیدار قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

سُنکے فریاد مری غیر سے بولا ظالم
اسنے کسواسطے یہ شور مچا رکھا ہے

عکس ہے آئنے مین تیرا کوئی غیر نہین
تو نے کیون منہ کو دوپٹے سے چھپا رکھا ہے

کیون بنے رہتے ہو ہر وقت وہان ای آزاد
کچھ کہو تو سہی میخانے مین کیا رکھا ہے

جناب منشی شیخ انور علی صاحب انور انصاری زمیندار محلہ دوندی مراد آباد

ہمنے اے باد صبا تیرے اُڑانے کیلیے
جسم خاکی کا بڑا ڈھیر لگا رکھا ہے

مردمِ دیدہ مین شاہد کہ ہمارے دل کو
اُنکی دزدیدہ نگاہون نے چرا رکھا ہے

حکم دے بنتِ عنب کو کہ پری بنکے اُڑے
ساقیا کیون اسے شیشے مین چھپا رکھا ہے

کیا غرض اُنکو جو کانون مین وہ بجلی پہنین
حسن نے برق اُنھین آپ بنا رکھا ہے

چھوڑ دو عشق بُتان توبہ کرو اے انور
کیا مزہ مے مین ہے بتخانے مین کیا رکھا ہے

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اخگر سوداگر برادر زادہ و شاگرد جناب سعید کیامٹوی

رہکے دل مین مرے پھر دلکو دکھا رکھا ہے
اسطرح اُنکے تصور نے ستا رکھا ہے

نامۂ شوق رقیبون کا دکھا کر مجھکو
اور بھی مضطر و بیتاب بنا رکھا ہے

ہجر جانان مین تصور نے رخِ روشن کے
اور دل کو مرے بیچین بنا رکھا ہے

ہجر مین ابروِ خمدار کی پھر یاد آئی
ہمنے پھر اپنا تہِ تیغ گلا رکھا ہے

جانکر حرف غلط صفحۂ دُنیا پہ مجھے
نام تک میرا ستمگر نے مٹا رکھا ہے

جناب حبیب شاہ عرف گلاب شاہ صاحب لحان خلیفہ چشتیہ صابریہ فدائیہ از بھڑوچ

کیون نہ اُٹھ جائے اِن آنکھونسے دوئی کا پردہ
رنگ توحید تصور نے جما رکھا ہے

مے نہین جام نہین ابر نہین یار نہین
زاہدا گلشنِ فردوس مین کیا رکھا ہے

اُف رے او شوخ ستمگر ترا اندازِ جفا
دھکیون سے دلِ شیدا کو ڈرا رکھا ہے

فیصلہ کر دے سر و تن کا تری تیغ ادا
کل پہ کیون آپنے جھگڑے کو اُٹھا رکھا ہے

جناب شیخ امان علی صاحب اثر اہلمد اپیل کورٹ ریاست بیکانیر شاگرد جناب برق اجمیری

ہے تڑپنے کا کہان لطف کہ قاتل نے مجھے
ذبح کے بعد بھی زانو سے دبا رکھا ہے

طاقِ ابرو کو کسی بُت کے بنا کر کعبہ
طائرِ قبلہ نما دل کو بنا رکھا ہے

کیا قیامت ہے شب ہجر جو نالون نے ترے
اِک زمانے کو آخر سر پہ اُٹھا رکھا ہے

جناب منشی محمد ابراہیم صاحب ارمان بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

سندِ عشق رُخِ یار سمجھکر اے دل
داغِ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

حسرت و رنج و غم و درد و تمنّا و قلق
ما سوا اِنکے دلِ زار مین کیا رکھا ہے

کسی پہلو کسی کروٹ نہین راحت مجکو	درد الفت نے وہ بیچین بنا رکھا ہے

جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد حسین پوری وکیل عدالت بیکانیر شاگرد جناب برق اجمیری

رشک دیتا نہین رخصت کہ یہ دیکھین انکو	اسلیے آنکھونکے پردونین چھپا رکھا ہے
ایک ہم ہین کہ لیے پھرتے ہین دلمین تمکو	ایک تم ہو کہ ہمین دل سے بھلا رکھا ہے
رشک صد طور بنا ہر دل عاشق آزاد	ایک معشوق نے کیا جلوہ دکھا رکھا ہے

جناب حافظ سید مہدی حسن صاحب آزاد شاہجہانپوری شاگرد جناب ہجر

سنکے فریاد مری غیر سے بولا ظالم	اسنے کسواسطے یہ شور مچا رکھا ہے
عکس ہے آئنے مین تیرا کوئی غیر نہین	تونے کیون منہ کو دوپٹے سے چھپا رکھا ہے
کیون پڑے رہتے ہو ہر وقت وہان اے آزاد	کچھ کہو تو سہی میخانے مین کیا رکھا ہے

جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر جاگیردار سرن پلی علاقہ سرکار نظام

یہ سمجھکر کہ نشانی ہے تمہاری ایجان	داغ ہجران کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
ہمنشین زہرہ جبین شغل کو دو رئے تاب	واعظا خلد مین کیا اسکے سوا رکھا ہے
مجھسا میخوار کوئی اور بھی ہے اے ساقی	تونے کس کے لیے تلچھٹ کو بچا رکھا ہے

جناب منشی احمد علیخانصاحب احمد سہسرامی شاگرد جناب نعیم لکھنوی از کلکتہ

اور تو پہلوِ عشاق مین کیا رکھا ہے	دل مین گھر انکی تمنا نے بنا رکھا ہے
زلفین بکھرائین نہین یار نے رخسار و نپر	مرغ دل پھانسنے کو دام بچھا رکھا ہے

جناب محمد اشرف خانصاحب اشرف

سفر ملک عدم کا ہے مصمم اب قصد	ہو گئی عمر کہ اسباب بندھا رکھا ہے
سائل شربت دیدار نہین آنکھ مری	جام دریوزہ گری پیش گدا رکھا ہے

جناب سید جلال الدین احمد صاحب اسیر از رانچی

مہربان جسپہ ہوا نام مٹا یا اسکا	ظلم کا نام ستمگر نے وفا رکھا ہے

جناب مولوی فقیر محمد خانصاحب بیخود شاہجہانپوری شاگرد جناب ممتاز

اے صنم شربت دیدار پلا ئے للہ	آتش ہجر نے سینے کو جلا رکھا ہے

نہ تو ساغر کی ہے پروا نہ ہی مینا کی طلب
نگہ یار نے کچھ ایسا چھکا رکھا ہے

کونسا ہے وہ ستم جسنے جو مجھپر نہ کیا
کونسا ظلم ہے جو تمنے اُٹھا رکھا ہے

خنجر ناز کا اک وار ادھر بھی ہو جائے
اسی امید پہ سر اپنا جھکا رکھا ہے

راہ اُلفت مین قدم اپنا نہ رکھ ای بیخود
ہمنے سو مرتبہ تجکو یہ سُنا رکھا ہے

جناب محمد عنایت کریم صاحب برتر گوانتھی شاہ آبادی از بتیا چمپارن

زاہد و کعبہ لہتین کو ہو مبارک ہمنے
قبلہ اپنا در دلدار بنا رکھا ہے

پھیر لیتے ہین وہ مُنہ دیکھکے صورت میری
کسنے یہ ظلم کا انداز سکھا رکھا ہے

عیش دُنیا ہو میسر تو یہی جنت ہے
زاہدا اسکے سوا خلد مین کیا رکھا ہے

خاک ہونے کے سوا عشق مین کیا ہی برتر
ناحق اک روگ جوانی مین لگا رکھا ہے

جناب بابو محمد اسمعیل خانصاحب بیدار از آکولہ شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

تجکو کیا دون کہ مرے پاس ہی کیا رکھا ہے
داغ اُلفت کو فقط دل سے لگا رکھا ہے

شور محشر ہے زمانے مین جو برپا ایجان
تری رفتار نے یہ فتنہ اُٹھا رکھا ہے

کونسی تھی وہ مصیبت کہ نہ جھیلی مینے
کونسا ظلم ہے جو تمنے اُٹھا رکھا ہے

مجکو دیتی ہے تسلی شب فرقت ای شوخ
تری تصویر کو چھاتی سے لگا رکھا ہے

جناب خواجہ محمد بیدار بخت صاحب بیدار شاگرد جناب داغ دہلوی

تاکتے کیا ہو ادھر سینے مین کیا رکھا ہے
فقط اک دل ہو اسی مینے چھپا رکھا ہے

نگہ شوق سے کہتا ہو وہ سینے کا اُبھار
دیکھ آنچل سے یہان مجکو چھپا رکھا ہے

کہدو مرغان چمن سے کہ خبردار رہین
دام صیاد نے گلشن مین بچھا رکھا ہے

شوق سے شیخ جسے چاہے اُٹھا کر پی لے
مے گلگون سے ہر اک جام بھرا رکھا ہے

جناب ارشاد حسین صاحب بیتاب از رانچی

تری اُلفت کا نتیجہ بُت ظالم ہمنے
یہی دیکھا کہ تہ تیغ گلا رکھا ہے

وہی جاتا ہے مدینے کی زیارت کرنے
جسنے جنت مین محل اپنا بنا رکھا ہے

دام اُلفت مین پھنسا کر مرے دل نے بیتاب
ہر طرح سے مجھے مجبور بنا رکھا ہے

جناب پنڈت مہابیر صاحب بیتر طالبعلم مدرسۂ اسلامیہ بتیا چمپارن

ظلم مجھپر جو ستمگر نے روا رکھا ہے	ہمنے بھی حشر پہ انصاف اُٹھا رکھا ہے
لن ترانی ہی کی آواز سُنا دو اکدن	وعدۂ وصل جو محشر پہ اُٹھا رکھا ہے
مین سمجھتا ہون اُسے کشتۂ ابرو کا لہو	نام جسکا تری شوخی نے حنا رکھا ہے
آرزوؤن کا سدا خون کیا کرتی ہے	نام جسکا تری چتون نے حیا رکھا ہے

جناب حافظ نثار احمد خانصاحب تائب شاہجہانپوری

پوچھو واعظ سے کہ اسبات مین کیا رکھا ہے	بتکدے مین نہین کعبے مین خدا رکھا ہے
ہمنے سر کعبۂ ابرو مین جھکا رکھا ہے	جانب قبلہ نیا قبلہ نما رکھا ہے
نہین معلوم تری تیغ مین کیا رکھا ہے	کہ شہیدون نے اِسے دلسے لگا رکھا ہے
خونبہائے شہدا اِس مین چھپا رکھا ہے	تیغ قاتل مین دیا آب بقا رکھا ہے
روز ہجران مین ہو منظور تلافی کسکی	کونسا ظلم شب وصل اُٹھا رکھا ہے
بول سکتی نہین گلشن مین ادب سے بلبل	مُنہ مین غنچے نے خموشی کو دبا رکھا ہے
بات کہنے پہ بگڑتا ہے تو منتا ہی نہین	ہمکو اُس شوخ نے دیوانہ بنا رکھا ہے
جگر و دل کے سوا اور نہین کچھ مری پاس	زخم قاتل کے لیے انکو لگا رکھا ہے
منع کر روز جزا تائب فریادی کو	تیرے دیوانے نے کیا شور مچا رکھا ہے

جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب تکلف کلارک تھانہ سمینی شاگرد جناب آسان کانپوری از کانپور

دل مرا آپ نے زلفون مین پھنسا رکھا ہے	کیا شب وصل یہ اندھیر مچا رکھا ہے
آج کل ہوتے ہی ہوتے تو قیامت آئی	کہیے کس روز کو اب وعدہ اُٹھا رکھا ہے
دل چرانے کو جو آنکھون مین ہو دزدیدہ نظر	تمنے پردے مین یہ اک چور بٹھا رکھا ہے
ہوش سرکا نہ دوپٹے کی خبر ہے صاحب	تو جوانی نے یہ دیوانہ بنا رکھا ہے

جناب منشی میر سجاد حسین صاحب جوہر بنارسی ڈراما نویس شاگرد جناب حسرت بنارسی

کہتے ہین آپ کہان دل کو چھپا رکھا ہے	دیکھیے دیکھیے محرم مین وہ کیا رکھا ہے
حسن والون کا بھلا ہو کہ ستا رکھا ہے	اک پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

دل اسی سے شب فرقت مین بہلتا ہو مرا
اسلیے درد کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے

کسکی موت آئی ہے تم خون کروگے کسکا
کسلیے خنجر خونخوار کھنچا رکھا ہے

تو نہو جائے کہین دہر مین انگشت نما
اسلیے ہمنے ترا عشق چھپا رکھا ہے

آج ہی ختم نہ دیدار کا جھگڑا ہو جائے
کسلیے اسکو قیامت پر اُٹھا رکھا ہے

سُنکے نالہ مرا غصّے سے کہا ظالم نے
منع کردو اسے کیون شور مچا رکھا ہے

جو دیا تو نے مرے دل نے کیا اُسکو عزیز
درہم داغ کلیجے سے لگا رکھا ہے

کیا شب وصل مین حسرت مری دلکی نکلے
جلوۂ یار نے بیہوش بنا رکھا ہے

جناب حکیم علی حافظ صاحب جذب حکیم آبادی شاگرد جناب شمشاد لکھنوی از بتیا چمپارن

کیا کہون شیشۂ دل مین مری کیا رکھا ہے
ہائے ارمانون کا خون آہ مین بھرا رکھا ہے

سر و گردن مین جو جھگڑا ہو وہ ہمنے سُنکر
فیصلہ آپ کے خنجر پہ اُٹھا رکھا ہے

چند حورون کے سوا جنکی طمع ہے تجکو
اور زاہد ترے فردوس مین کیا رکھا ہے

تو بھی اب شوق سے تلوار اُٹھا اے قاتل
ہمنے پہلے سے سر تسلیم جھکا رکھا ہے

چشم مخمور نہین ابروِ جانان کے تلے
کعبے کے نیچے یہ میخانہ بنا رکھا ہے

شوخیان اُسکی قیامت ہی کرینگی برپا
گو حیا نے ابھی فتنون کو دبا رکھا ہے

ایک تیر نگہ یار کے خاطر اے جذب
دل جُدا اور جگر ہمنے جُدا رکھا ہے

جناب حبیب الحق صاحب حبیب شاہجہانپوری شاگرد جناب احسان

مجھکو یون حیرتیِ حسن بنا رکھا ہے
روبرو صورت آئینہ بٹھا رکھا ہے

خانۂ دل ہے بت پردہ نشین کا مسکن
اُسکی صورت کو کلیجے مین چھپا رکھا ہے

کم نہین فتنہ گری حسن کی اے یار مگر
تیری آنکھون نے فساد اور بڑھا رکھا ہے

کوئی تسکین کا پہلو نہین ملتا شب ہجر
درد دل نے مجھے بیچین بنا رکھا ہے

مجھکو بیتاب کیے دیتا ہے درد اُٹھ اُٹھ کر
تمنے دشمن کو جو پہلو مین بٹھا رکھا ہے

ہجر کی شب مین نہین مجکو غم تنہائی
اُسکی تصویر کو چھاتی سے لگا رکھا ہے

تیری رفتار کے فتنے تو یہان بھی نہ رُکے
حشر مین اور بھی اک حشر اُٹھا رکھا ہے

ستم و جور کی کرنیں گے خدا سے فریاد
حشر پر فیصلۂ عشق اُٹھا رکھا ہے

حسرت دید شب وصل بھی کیونکر نکلے
شام سے منہ کو دوپٹے مین چھپا رکھا ہے

دل کے لینے کی تمہیں ہو گئی کیون سند اتنی
اُسمین حسرت کے سوا دیکھو کیا رکھا ہے

ڈھونڈھنے سے اُسے تم پاؤگے کسطرح حبیب
دل کو اُس شوخ نے محرم مین چھپا رکھا ہے

جناب منشی سید محمد ولایت حسین صاحب حقیر ردولوی شاگرد جناب فائز بنارسی

کیا اثر مجھ مین بتا رنگ حنا رکھا ہے
تو نے خون دل عشاق بہا رکھا ہے

مدتون عشق زنخدان مین جھکنے ہین کنوئین
اُلفت زلف نے پابند بلا رکھا ہے

یاد قامت مین ہمین نیند ابھی آئی ہے
شور بیکار قیامت نے مچا رکھا ہے

کوئے اُلفت مین نہ بھولے سے بھی جانا ہمدم
کیا وہان درد و مصیبت کے سوا رکھا ہے

پھیر دو گر نہ پسند آئے پریشان نہ کرو
زلف پر پیچ مین کیون دلکو پھنسا رکھا ہے

جسقدر چاہو کرو عاشق قامت پہ ستم
فیصلہ ہمنے قیامت پر اُٹھا رکھا ہے

دل کے آئینے مین تصویر صنم رکھ لین گے
اسلیے زنگ کدورت سے بچا رکھا ہے

شیفتہ گردش چشمان بتان کا بھی نہین
ناحق اس چرخ ستمگر نے ستا رکھا ہے

پوچھتا کوئی نہین شیخ و برہمن تو یہ بات
کعبہ و دیر مین کیون جاتے ہو کیا رکھا ہے

رنگ لائیگی بہت شوق سے ملیے منہدی
خون عشاق بھی کچھ اسمین ملا رکھا ہے

دفع تاریکی مرقد کے لیے ہمنے حقیر
داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب حفیظ جونپوری

دور کے نامہ و پیغام مین کیا رکھا ہے
جی کو اک روگ لگاوٹ کا لگا رکھا ہے

ہاتھ رکھکر وہ مرے دل کی تڑپ دیکھتے ہین
آج اس لطف نے کچھ اور لٹا رکھا ہے

لاکھ سمجھاؤ سمجھنے کا نہین سوز نہان
دل کو دیوانہ محبت نے بنا رکھا ہے

وہ بھلے آپ کی باتون کا جو دیتے ہین جواب
ہم جو چپ ہین تو ہمین اور دبا رکھا ہے

مر چکے ہوتے غم ہجر مین لیکن اب تک
تیرے ملنے کی تمنا نے جلا رکھا ہے

نالے اُس کوچے مین کرتا ہون تو فرماتے ہین
دیکھنا شور یہان کسنے مچا رکھا ہے

پوچھتے رہتے ہین ہر ایک سے وہ حال مرا　　انھین چالون نے تو دیوانہ بنا رکھا ہے

جناب حامد شاہ صاحب حامد گورداسپوری شاگرد جناب ہجر شاہجہانپوری

ہمنے دل مین تجھے اسے ماہ لقا رکھا ہے　　اور دلِ زار کو پہلو مین چھپا رکھا ہے
یہ بھی تاکید ہے پینا نہ اسے تم ہرگز　　جام بھی لا کے مرے منہ سے لگا رکھا ہے
انکو سُننے کی ہے طاقت نہ مجھے کہنے کی　　اسلیے حالِ دلِ زار چھپا رکھا ہے

جناب علی محمد بھائی صاحب حیا ساکن شہر اوجین

زلف بکھرا کے وہ چہرے پہ یہ بولے مجھسے　　ہمنے خورشید کو بدلی مین چھپا رکھا ہے
مجھسے کہتے ہین شبِ وصل وہ یون تنگ آکر　　ہمکو بیفائدہ کیون تمنے ستا رکھا ہے

جناب دولھا

اُسنے یہ ظلم کا انداز نیا رکھا ہے　　غیر کمبخت کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے
آپ کا ظلم و ستم اور وفائین اپنی　　عرصۂ حشر پہ جھگڑا یہ اُٹھا رکھا ہے
اُف رے برگشتگی بخت کہ اک ظالم نے　　صورتِ نقشِ قدم ہمکو مٹا رکھا ہے
سیکڑون ماہ لقا پیشِ نظر رہتے ہین　　ہمنے آنکھون کو پری خانہ بنا رکھا ہے
شمع بھی روتی ہی حالِ دلِ سوزان پہ مرے　　آتشِ حسن نے اسدرجہ جلا رکھا ہے
کیا کرے گا فلکِ پیر جفائے تازہ　　کونسا ظلم و ستم اسنے اُٹھا رکھا ہے
آپ کا تیرِ نظر اسمین کہان سے آیا　　کیا کوئی درد تھا جو دلمین چھپا رکھا ہے
ڈھونڈھنا میرا خمِ زلفِ حسین مین دلکو　　اُسکا وہ کہنا کہ یان آپ کا کیا رکھا ہے
رنج و غم درد و الم حسرت و یاس و حرمان　　اتنے مہمانون کو اک دلمین بٹھا رکھا ہے
کیون حسینانِ جہان لوٹے ہین کیا باعث ہے　　دلِ کمبخت مین جز درد کے کیا رکھا ہے
آہ بیمارِ محبت کا نہ پوچھا احوال　　نرگسی آنکھ نے بیمار بنا رکھا ہے
یہ نشانی ہے کسی دشمنِ جان و دلکی　　داغ کو اسلیے سینے سے لگا رکھا ہے

جناب حکیم حافظ محمد رحمت اللہ صاحب رحمت بنارسی شاگرد جناب داغ دہلوی

دل سے کب داغِ محبت کو جدا رکھا ہے　　اپنے مہمان کو سینے سے لگا رکھا ہے

آئینہ کس لیے آگے سے ہٹا رکھا ہے
سیر ہو جائے نہین باغ مین کیا رکھا ہے

ناوکِ نازِ صنم دل مین چھپا رکھا ہے
ایک غمخوار کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے

دل کے بہلانے کا انداز نیا رکھا ہے
مشغلہ جور کا ہے شغل جفا رکھا ہے

قافلے دل کے سرِ شام لٹا کرتے ہین
تیرے گیسو نے وہ اندھیر مچا رکھا ہے

بات کرتا ہی نہین کوئی خوشامد کے سوا
غیر کمبخت نے خوب انکو بنا رکھا ہے

حشر مین بھی کوئی محشر وہ کرین گے برپا
وعدۂ دید قیامت پہ اٹھا رکھا ہے

لبِ جان بخش نہین زیر خطِ سبز نہان
خضر نے چشمۂ حیوان کو چھپا رکھا ہے

غیر کے نام کا خط بھیجدیا ہے ہمکو
ظلم کرنے کا طریقہ یہ نیا رکھا ہے

کیون تری تیغ کے آگے مری گردن نہ جھکی
بارِ احسان سے مجھے اپنے دبا رکھا ہے

لیلے دل اے نگہِ ناز مری جان نہ لے
مینے یہ تحفہ پئے نذر ادا رکھا ہے

تیور اچھے نہین قاتل کے خدا خیر کرے
سامنے خنجرِ خونخوار کھنچا رکھا ہے

چھیڑنے پر مرے کہتا ہے شبِ وصل کوئی
ہمکو ناحق کے لیے ہائے ستا رکھا ہے

کس غضب کا ہے ترا حسن خداداد صنم
جسنے پریون کو بھی دیوانہ بنا رکھا ہے

آئنہ دیکھکے شرماتے ہین کیون خیر تو ہے
اسمین کیا آپ کی صورت کے سوا رکھا ہے

ذکر جانے کے سوا کوئی وہ کرتے ہی نہین
آپ تو بیٹھے ہین فتنونکو اٹھا رکھا ہے

دام مین اپنے نہ لائین یہ تجھے بھی کافر
تو نے زلفون کو بہت سر پہ چڑھا رکھا ہے

میکشی اور کبھی کرتے نہین اے ناصح
ہمنے برسات مین صرف اسکو روا رکھا ہے

ہوگئی ہے دلِ بیتاب کو تسکین رحمت
ہاتھ سینے پہ جو اُس بت نے ذرا رکھا ہے

جناب منشی لالہ لکھپت رائے صاحب متعارنگ ساکن حسین پور کلان ضلع مظفر نگر

شور کیون اے دلِ کمبخت مچا رکھا ہے
صبر کر نالہ و فریاد مین کیا رکھا ہے

بے خطا کرتے ہین عالم کو اسیرِ گیسو
ان حسینون نے یہ اندھیر مچا رکھا ہے

آپ بھی ہے دلِ بیتاب گرفتارِ بلا
مجکو بھی اپنے مصیبت مین پھنسا رکھا ہے

المدد دیدۂ تر المدد اے دیدۂ تر
نالۂ گرم نے سینے کو جلا رکھا ہے

دل فروشون نے محبت کے خریدارون نے
آپکے کوچے مین بازار لگا رکھا ہے

بھولکر بھی نہین کرتے ہو کبھی یاد مجھے
اسقدر دل سے مری جان بھلا رکھا ہے

نیم بسمل کو ہے ابرو کا اشارہ کافی
نیمچہ ہاتھ مین کیون تمنے اُٹھا رکھا ہے

اسطرح آہ نہ ہر بار نکلتی منہ سے
دل کہین آپنے آہو زنگ جما رکھا ہے

جناب محمد برکت اللہ صاحب ثنا لکھنوی فرنگی محلی

اُسنے گھر اپنا دل اہل صفا رکھا ہے
زاہدا ڈھونڈھ نہ تو کعبے مین کیا رکھا ہے

طرز قاتل نے یہ مقتل مین جدا رکھا ہے
کاٹ کر سر تن عاشق سے جدا رکھا ہے

داغ سینے مین ہین گل کھائے ہین تن پر لاکھون
سینے بھی نام حسینہ داغ لگا رکھا ہے

واعظو کوچۂ جانان ہو عجب روح افزا
جانتے ہم کیلیے دین خلد مین کیا رکھا ہے

سنکے افسانہ مرا ہنسکے وہ بولے شب وصل
کیون مری نیند کو بیکار اُڑا رکھا ہے

دور سے زلف معنبر کی سنگھا کر خوشبو
سر پہ احسان مرے آپنے کیا رکھا ہے

دمبدم کیون نہ بہین اشک مری آنکھون سے
شمع کی طرح سے مجھے اُسنے جلا رکھا ہے

روز جاتے ہو تم اے یار جو چھپکر مجھسے
سچ کہو محفل اغیار مین کیا رکھا ہے

کیا غضب ہے کہ پسیجا نہ ثنا دل اُسکا
عرش تک کو مرے نالون نے ہلا رکھا ہے

جناب اکرام اللہ خان صاحب روشن نرولوی محرر سررشتہ کورٹ آف وارڈس بریلی شاگرد جناب نسیم خیرآبادی

تم ہو یا چرخ ہو کیا کوئی مٹائے گا ہمین
اپنی ہستی کو تو خود ہمنے مٹا رکھا ہے

پھیرلی ایک نظر دیکھکے پھر اُسنے نگاہ
نیم بسمل مجھے ظالم نے بنا رکھا ہے

بوسہ مانگا تو لگے آنکھ دکھانے ہمکو
وہ نہ دکھلایا جو آنچل مین چھپا رکھا ہے

تو ہی دنیا سے اُٹھالے مرے اللہ مجھے
ان بتون نے مجھے نظرون سے گرا رکھا ہے

خاک مرقد کی اُڑاتا ہے لگا کر ٹھوکر
قبر مین بھی مجھے ظالم نے ستا رکھا ہے

جناب قنبر علی صاحب رفیق ساکن درگاہ خواجہ حسن شاہ ولی صاحب شاگرد جناب شفیق گنتوری

نہین اچھا ترا وہان دور کے جانا اے دل
اُسنے کوچے مین سوا رنج کے کیا رکھا ہے

ان حسینون سے بھلا حورونکو کیا نسبت ہے
دل کو زاہد نے عبث اُنسے لگا رکھا ہے

جناب سیتا رام صاحب رآم ورما از پیلی بھیت

کیوں ستمگار کے کہنے سے خفا ہوتے ہو	اسقدر جبکہ ستم مجھپہ روا رکھا ہے

جناب مولوی عبد الغنی صاحب زیبا بدایونی

یہ نشانی ہے ترے تیر نظر کی ظالم	اسلیے درد کو سینے سے لگا رکھا ہے
درد اُٹھتا ہے مرے دلمین تو کیا ہی بیجا	تمنے اغیار کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے
کیون اُڑاسے لیے جاتی ہو درِ جانان سے	کیا مری خاک مین اے بادِ صبا رکھا ہے
کیا قیامت ہو کہ ہے صور کا عالم کو گمان	میرے نالون نے فلک سر پہ اُٹھا رکھا ہے
نہ چھپائے سے چھپی دزدِ حنا کی چوری	دل مرا آپنے مُٹھی مین دبا رکھا ہے
یہ تو مانا دلِ صدچاک نہین شانہ مین	مین بھی دیکھون شکنِ زلف مین کیا رکھا ہے
سیکڑون ماہ لقا پیشِ نظر رہتے ہین	ہمنے آنکھون کو پریخانہ بنا رکھا ہے
کچھ تو ہے لطف ترے تیرِ نظر مین ظالم	ورنہ کیون ہمنے کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب محمد انوار احمد عرف محمد سلامت اللہ خانصاحب سلامت شاگرد جناب تابؔ شاہجہانپوری

ارنی ہم نہین کہتے ہین بزنگِ موسیٰ	لن ترانی کا عبث شور اُٹھا رکھا ہے
بیوفا یار نے لیجا کے وفادار کا دل	تختۂ مشقِ خطِ جور و جفا رکھا ہے
اے گل داغِ محبت ہو تری عمر دراز	ہڈیون کو مری پھولون مین بسا رکھا ہے
گھر ترے آنے کو اُٹھتے نہین اسواسطے ہم	تو نے اغیار کو محفل مین بٹھا رکھا ہے
آؤ دیکھو تو سہی موسمِ اُلفت کی بہار	داغ نے دل کے نیا پھول کھلا رکھا ہے
ہان اجل آکے اُٹھائے تو اُٹھائے ورنہ	اِن حسینون نے تو نظروں سے گرا رکھا ہے
قطرۂ خون بھی نہین کینۂ دشمن کیسا	کھول کر دیکھو تو دلمین مرے کیا رکھا ہے

جناب منشی جوالا ناتھ صاحب سعدؔ قانون گو ونیب اجمیر میشنز راج سوائی جیپور از اجمیر

ہاتھ سے میرے لگاتے ہین وہ مہندی ہاتھ	سبز بختی نے مری رنگ جما رکھا ہے
آئنہ دیکھکے ہین اپنی ہی صورت پہ فدا	حسن نے اُنکو بھی دیوانہ بنا رکھا ہے
صاف منظور ہے محفل سے مرا اُٹھوانا	اُسنے پہلو مین عدو کو جو بٹھا رکھا ہے

دل تو اک رشکِ پری نے ہو اڑایا ای سعد | تم عبث ڈھونڈھتی ہو سینے مین کیا رکھا ہے

جناب محمد عبد الرزاق صاحب سلیم حیدرآبادی شاگرد جناب فاخر حیدرآباد دکن

کچھ نہ کچھ چاہیے ظالم تری ظلمونکا ثبوت | داغِ اُلفت کو بھی کلیجے سے لگا رکھا ہے
کیون مرے جاتے ہو تم اُس بُت کافر پہ سلیم | لطف کیا عشق مین ای مرد خدا رکھا ہے

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی مہتمم مدرسہ چشمۂ رحمت غازیپور

نام اُس بُت نے مرا قہرِ خدا رکھا ہے | نالون نے کیون جگر و دلکو ہلا رکھا ہے
تو جو دیوانہ بنا دے تو مجھے عذر ہی کیا | نام ہی مینے ترا ہوش رُبا رکھا ہے
اب تیرے ہاتھ سے مین بچکے کہان جاؤنگا | تونے جب آنکھونکے جادوکو جگا رکھا ہے
خلوتِ دل مین چلے آؤ تکلف نہ کرو | مینے ارمانون کو پہلے ہی ہٹا رکھا ہے
آنکھون مین آتے ہی وہ دلمین اُتر آتی ہین | راستہ حسن نے یہ اُن کو بتا رکھا ہے
کیون نہ آسان ہو اب اُسکے لیے سیرِ عدم | نقش ہستی تیرے عاشق نے مٹا رکھا ہے
غیر ممکن ہے پڑے اب نظرِ غیر اُسپر | گوشۂ دل مین اُسے مینے چھپا رکھا ہے
آج خلوت مین ہو تم میری کہانی سُنلو | مینے اِس قصے کو مدت سے اُٹھا رکھا ہے
روے اُمید کبھی وہ بھی نہ دیکھے یارب | جسنے شمشاد سے اُس گُل کو چھڑا رکھا ہے

ایضاً

ناحق اے بے خبرو شور مچا رکھا ہے | ایک جلوے کے سوا حشر مین کیا رکھا ہے
کس عبارت سے ترے ظلمونکی تعبیر کرون | شوخیون کا تو لقب مینے ادا رکھا ہے
باتین پردے سے تو ہر روز وہ کرلیتی ہین | حشر پر موقعِ دیدار اُٹھا رکھا ہے
غیر ممکن ہے کہ بر آئے تمنا دل کی | مقصد اُس شوخ کو دشمن نے بتا رکھا ہے
اِسطرح جاتے ہین دوڑے ہوے نادان اُدھر | کعبہ و دیر مین جسطرح خدا رکھا ہے
مین سمجھتا ہون اُسے قاتلِ ارمانِ وصال | نام جسکا ترے غمزون نے حیا رکھا ہے
وعدۂ وصل کے ایفا کی عبث ہے اُمید | شام ہی سے جو رقیبون کو بلا رکھا ہے
حشر پر وعدۂ دیدار یہان محض انکار | کیا دقیقہ مری ذلت مین اُٹھا رکھا ہے

گلِ تر خون مین ہے شب و روز مگر سب سے الگ | ڈھنگ تمنا نے الفت مین جدا رکھا ہے

جناب حاجی سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

نام صورت نہ دکھانے کا حیا رکھا ہے | وعدہ دید قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

کیون گھسیٹے لیے جاتی ہے مجھے بیتابی | کوئے قاتل مین سوا ہیچ کے کیا رکھا ہے

خلق کو موت کے پیغام چلے آتے ہین | تیغ کو اُسنے کمر سے جو لگا رکھا ہے

جگر و دل تو لہو ہو گئے اے تیر نگاہ | ڈھونڈھتا کیا ہو مری سینہ مین کیا رکھا ہے

بات ہی شوخ نگہ شوخ ہر انداز ہی شوخ | شوخیون نے تری دیوانہ بنا رکھا ہے

مجھسے قاتل کو نہین قطع تعلق منظور | تسمہ گردن مین ابھی تک جو لگا رکھا ہے

میری فریاد کو سُن بہرِ خدا اے شبِ وصل | آفتِ روزِ جدائی نے ستا رکھا ہے

صلح ہو جائے اگر ذکر عدو کا نہ کرو | تمنے تو آپ ہی قصے کو بڑھا رکھا ہے

لیکے چل دشت سے اُس کوچہ مین اے جوشِ جنون | کیا غضب ہے مجھے جنت سے جدا رکھا ہے

بائین پہلو پہ ہمارے جو نظر کرتے ہو | دلِ مضطر مین سوا داغ کے کیا رکھا ہے

باندھتا ہے وہ ستمگر جو وفا کا پیمان | شاید اسمین کوئی پہلو سے جفا رکھا ہے

بس اسی منہ پہ تمہین ناز ہے آزادی پر | شیفتہ دل تو کہین تمنے پھنسا رکھا ہے

جناب محمد عبد الحی صاحب شیدا بدایونی شاگرد جناب یاس لکھنوی

نگہ ناز سے یون دل کو بچا رکھا ہے | اپنے پہلو مین کلیجے سے جدا رکھا ہے

تیری اُلفت مین زمانے کو بھلا رکھا ہے | یاد کو تیری فقط دل سے لگا رکھا ہے

ایک ہم ہین کہ تمہین یاد کیا کرتے ہین | ایک تم ہو کہ ہمین دل سے بھلا رکھا ہے

حسرت و یاس و الم درد و تمنائے وصال | دلِ بیتاب مین کیا اسکے سوا رکھا ہے

وائے قسمت کہ فقط ایک نہین نے اُنکی | میرے ارمانون کو مٹی مین ملا رکھا ہے

شیخ بتخانے کو کیون چھوڑ کے جاتا ہے اُدھر | ایک پتھر کے سوا کعبے مین کیا رکھا ہے

یہ تغافل ہے تو بس ایسی محبت کو سلام | جیتے جی تمنے مجھے دل سے بھلا رکھا ہے

شبِ فرقت دلِ مضطر کی تسلی کے لیے | تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

جب وہ چلتے ہین تو ہوتی ہو قیامت برپا — فتنۂ حشر کو قدمون سے لگا رکھا ہے
شوخیان کوٹ کے بھردی ہین غزل مین شیدا — کسقدر شوخ طبیعت کو بنا رکھا ہے

جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب شاکی مختار عدالت بیکانیر شاگرد جناب برق اجمیری

دلِ بیتاب کو کیون تمنے ستا رکھا ہے — کونسا ظلم ہے باقی جو اُٹھا رکھا ہے
بعدِ مُردن نہ مری قبر پہ آئے افسوس — فاتحے سے بھی مرے ہاتھ اُٹھا رکھا ہے
مین دمِ ذبح نہ کیون شاد ہون بتلاؤ تو — اُسنے زانو سے مرا سینہ دبا رکھا ہے
یہ ہمارا ہی جگر ہے کہ محبت مین تری — دردسی شے کو کلیجے مین چھپا رکھا ہے
سر مین سودا ہے ترا دل مین محبت تیری — مرمٹے پر بھی انھین ساتھ لگا رکھا ہے
حرفِ مطلب کو مین کیا خاک زبان پر لاؤن — مُنہ مجھے دیکھکے ظالم نے بنا رکھا ہے

قطعۂ تاریخ بہ تہنیت جشنِ تاجپوشی حضرت ظل سبحانی خداوند خدائگان شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم فرمانروائے کشور ہند و انگلستان خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ

از نتیجۂ فکر جناب محب دریاآبادی

(۴۰) دلون پر کیون گھٹا چھائے نہ ابرِ رحمتِ باری — (۴۰) کہ جب اڈورڈ ہفتم کا زمانے مین زمانا ہو
(۶۰۰) خداوندِ جہان کا ہی خدا نے مرتبہ بخشا — (۵) ہمارہ وقت کا اپنے ہو جسپر اسکا سایا ہو
(۱) اثر طرفین پر یکسان ہو ایں جوشِ مسرت کا — (۳۰۰) رعایا کو مبارک یہ اِسے ملکِ رعایا ہو
(۷۰) عنایت کا ہو اُسکی ایچھا یا بنِع عالم مین — (۷۰) عجب کیا ہو جو سرسبز اب مرا نخل تمنا ہو
(۴۰) محب یہ پیندکر تو سالِ جشنِ تاجپوشی کا — (۳۰۰) شہنشاہی مبارک ہند و انگلستان کی شاہا ہو
۱۳۱۰ ف — ۱۹۵۹ سمبت بکری

مصرع طرح

پرچہ پہونچتے ہی اس طرح مین (شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہی) دھمک پلک قافیہ ہوتی ہو ردیف آخر مارچ تک اسطرح مین (پُرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی) قضا ادا قافیہ بھی ردیف غزلین خوشخط علیحدہ علیحدہ کاغذ پر آنا چاہیین۔

مہتمم پیامِ یار لکھنؤ

پیام یار
خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار
نمبر ۲
بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۳ء
جلد ۱۲
ضروری باتیں

بقیۂ طرح پیام یار

داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب منشی محمد عبدالرحمن صاحب اثر بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

یہ جگر کسکا ہے دل کسکا کلیجہ کس کا
دیکھئے کسنے ترے خنجر پہ گلا رکھا ہے

ان بتون سے بھی تو کچھ رسم بڑھا لو واعظ
وعدۂ حور تو محشر پہ اُٹھا رکھا ہے

خنجر ناز کھا کرتے ہین جسکو عاشق
اُسکے ہر وار مین اک لطف نیا رکھا ہے

دیکھکر مجکو یہی کہتا ہی وہ رشک پری
کسنے یہ آپ کو دیوانہ بنا رکھا ہے

جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب اُنس سکرٹری انجمن ارباب محبت بھڑوچ تلمیذ حضرت اعجاز بھڑوچی

کسقدر شہرۂ بیداد بڑھا رکھا ہے
نام ظالم نے جفا کا بھی وفا رکھا ہے

حسن مین گو کہ وہ یکتاے زمانہ ہے مگر
نازکی نے اُسے معشوق بنا رکھا ہے

تری رفتار کے انداز نے او فتنۂ حشر
حشر مین حشر سر حشر بپا رکھا ہے

صدمۂ ہجر نے مجبور کیا مرنے پر
خود گلا ہمنے تہ تیغ جفا رکھا ہے

دل لگی کے لیے فرقت مین کسی کی ہمنے
اپنا مونس غم دلبر کو بنا رکھا ہے

کسلیے چاہیے اے اُنس ہمین فکر معاش
اس بکھیڑے کو توکل پہ اُٹھا رکھا ہے

مسٹر شنکس پیر ٹامس صاحب بیڈھب ولد مسٹر ڈی ٹامس ہائیکورٹ وکیل گورکھپور

جلوۂ حسن خداداد دکھا رکھا ہے
اے بتو مجکو بہت تمنے ستا رکھا ہے

وصل کی رات نہین چین وہ لینے دیتے
چھیڑ کر ذکر عدو ہمکو ستا رکھا ہے

جناب پنڈت لبھو رام صاحب جوش متعلم سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور پنجاب

سو تو لینے دے ذرا فتنۂ محشر ہمکو
ارے کمبخت یہ کیا شور مچا رکھا ہے

دل مضطر کی تسلی کے لیے فرقت مین
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

کسطرح اُٹھ سکون مین بستر تنہائی سے
بار غم نے مری چھاتی کو دبا رکھا ہے

یہ تغافل یہ تجاہل ہی تری شان سے دور
بندہ پرور مجھے کیون دل سے بھلا رکھا ہے

یہ ہمین ہین کہ تمھین دل مین جگہ دیتے ہین
وہ تمھین ہو کہ ہمین دل سے بھلا رکھا ہے

عمر بھر کی یہ کمائی کہین برباد نہ جائے
داغِ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جوش مانا کہ تری روز کی روزی ہے شراب
کسی دن روزہ بھی اے مردِ خدا رکھا ہے

جناب سید علی شاہ صاحب جگر از پشاور شاگرد جناب شمس کلکتوی

یا الٰہی مین کدھر جاؤن کرون کیا تدبیر
دلِ نادان نے بہت مجھکو ستا رکھا ہے

پے تسکین دلِ زار شبِ ہجران مین
غمِ محبوب کو غمخوار بنا رکھا ہے

جناب شیخ محمد سعید صاحب خورشید شاگرد جناب جلال لکھنوی از شفیع ضلع مشرقی

کیا ہی اندھیر ستمگر نے مچا رکھا ہے
رُخ کو پوشیدہ تہِ زلفِ دوتا رکھا ہے

خاک ہی مین مجھے اے چرخ ملایا ہوتا
میرے معشوق سے کیون مجکو جدا رکھا ہے

تو بھی ہاتھون کی صفائی کو دکھا دے قاتل
شوق سے ہمنے تہِ تیغ گلا رکھا ہے

بہ گئے دل جگر اے ناوکِ یار اشکو نکی راہ
ڈھونڈھتا کیا ہے یہان سینے مین کیا رکھا ہے

دولتِ حسن کوئی مال نہین چوری کا
کسلیے تم نے اسے لوگو چھپا رکھا ہے

دل کسی کا بھی ہلایا کوئی اِنسے پوچھے
آسمان سر پہ تو نالون نے اٹھا رکھا ہے

دیکھنے والے مراجی سے گذر جاد نہین
ہائے کس شوق سے گردن کو جھکا رکھا ہے

یار کا گھر ہو جدھر ہوتا ہے رُخ اِسکا اُدھر
دل نہین سینے مین اک قبلہ نما رکھا ہے

تیرے ملنے کی یہ حسرت ہے کہ تیرے بدلے
داغِ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

اپنا غم خانہ بھی خالی نہین آرائش سے
تیری تصویرون کو سینے مین لگا رکھا ہے

عید اسطرح مناتا ہے ترا دیوانہ
دیکھ خنجر کو گلے اپنے لگا رکھا ہے

میرے رونے کو سمجھتا ہے ہنسی وہ خورشید
چٹکیون مین مجھے ظالم نے اڑا رکھا ہے

جناب بھولا ناتھ صاحب درخشان جبینی جیوری بلند شہری محررلائل لال مختار عدالت

دل کے بہلانے کو یان ہجر مین کیا رکھا ہے
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

حسرتِ دید مری نکلے تو کیونکر نکلے
روے انور کو تو پردے مین چھپا رکھا ہے

جناب شرف الدین احمد صاحب شرف استھانوی بہاری شاگرد جناب جلال لکھنوی

تمنا اک خلق کو گرویدہ بنا رکھا ہے
اپنا انداز عجب نام خدا رکھا ہے

جان سے بڑھکے زیادہ ہے یہ عاشق کو عزیز
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

سحر سے کم نہیں انداز تکلم تیرا
مجکو دو باتون مین دیوانہ بنا رکھا ہے

آپ تلوار ذرا تول کے آئین تو سہی
ہمنے پہلے ہی سے سر اپنا جھکا رکھا ہے

ہوئے اس ناشدنی دل سے مین عاجز ہون شرف
ساتھ اپنے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

جناب منشی قطب الدین خانصاحب راقی از پونہ

درد فرقت نے الگ ہمکو رلا رکھا ہے
پھر ستم یہ کہ فلک نے بھی ستا رکھا ہے

آتش ہجر نے جبکو تو جلا رکھا ہے
غیر کو وصل سے اے یار جلا رکھا ہے

دل ہلاتی کسی بیرحم کا اے آہ رسا
کیا ہوا عرش کو گر تونے ہلا رکھا ہے

جناب کنھیا لال صاحب سائل بلندشہری

آتش غم کو بجھا دین نہ ہمارے آنسو
اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

کیا سبب کیون مری تقدیر نہ جاگی ابتک
میرے نالون نے تو سوتونکو جگا رکھا ہے

خبر آمد دلدار جو سن پائی ہے
فرش آنکھون کا سر راہ بچھا رکھا ہے

پیمانہ مے کی تمنا نہین مجکو ساقی
انکھڑیون نے تری بیہوش بنا رکھا ہے

پھر تسلین دل زار شب غم کسنے
انکی تصویر کو چھاتی سے لگا رکھا ہے

اسلیے نالہ کنان ہون کہ قیامت ہوجائے
وصل کو حشر پہ اس بت نے اٹھا رکھا ہے

کیا سبب کیون مری تقدیر نہ جاگی ابتک
میرے نالون نے تو دنیا کو جگا رکھا ہے

مجکو اس رشک کے صدمے نے گھلایا سائل
انکو دشمن کی محبت نے ستا رکھا ہے

جناب ماسٹر محمد فتح بہادر خانصاحب شیدا شاگرد جناب یاس لکھنوی از رای بریلی

عشق محبوب مین کیا مینے اٹھا رکھا ہے
اسنے کیا میری محبت کا صلا رکھا ہے

یار نے آنکھون مین سرمہ جو لگا رکھا ہے
جان عاشق کے لیے تیر قضا رکھا ہے

اس پری کو جو ہے دیوانہ بنانا منظور
اپنی زلفون مین مرے دلکو پھنسا رکھا ہے

عشوہ و غمزہ و شوخی و شرارت انکی
سب ادائین ہین مگر نام جدا رکھا ہے

لب نہ تھا بار گران دوش پہ سرِ قاتل — تیرے خنجر کے لیے اسکو لگا رکھا ہے
دیدنی ہین گل و بلبل کے فقط راز و نیاز — ورنہ کیا باغ مین اے [illegible] صبا رکھا ہے
شکل آئینہ صفائی سے ہمارے دل مین — عشق مین زنگ کدورت سے جدا رکھا ہے
یار نے جب سے چڑھایا تجھے سر اپنے زلف — تو نے اندھیر زمانے مین مچا رکھا ہے
بات تک بھی تو نکلتی نہین منہ سے میرے — یار کے حسن نے وہ رعب بٹھا رکھا ہے
نظر آتا نہین ہمکو کبھی چلتے پھرتے — یار نے چال مین انداز حیا رکھا ہے
جب سے سودا ہوا اُس شوخ کا اسکو شیدا — دل نے پہلو مین مرے حشر مچا رکھا ہے

جناب محمد ضیاء الرحمن صاحب شعاع شاگرد جناب فاخر رضوی از حیدرآباد دکن

داغ پر داغ مرے دل کو دیے الفت مین — تمنے کیا خوب یہ گلدستہ بنا رکھا ہے
گو تری نیچی نگاہون سے ٹپکتی ہے حیا — پھر بھی کچھ نظرون مین شوخی کو چھپا رکھا ہے
آجتک آہ نہ کی سامنے اُنکے مینے — دل کی اس آگ کو دل ہی مین دبا رکھا ہے
دل دیا جان بھی دی نذر ہوی ہوش و حواس — اور کیا مجھ مین اب ای ہوش ربا رکھا ہے

جناب محمد امین علی صاحب شوق بدایونی انگلش کلرک صدر کوتوالی کانپور شاگرد جناب آسان کانپوری

گرد حسرت مین یہ انگارہ دبا رکھا ہے — داغ کو ہمنے کلیجے سے لگا رکھا ہے
سرخی آنے سے ہوئی گالونپہ کچھ اور جلا — حسن نے انکو بھبھوکا سا بنا رکھا ہے
آپ اور آپسے انصاف کا دعوی کیا خوب — حشر پر فیصلہ اب ہمنے اُٹھا رکھا ہے
دل تو میرا نہین مٹھی کو ذرا کھولیے تو — آپنے کیا یہ مرجان چھپا رکھا ہے

جناب شیخ محمد شفیع صاحب شفیع از راولپنڈی شاگرد جناب مضطر میرٹھی

کبھی تھم جاتا ہے یہ اور کبھی اُٹھتا ہے — درد فرقت نے مرے دلکو ستا رکھا ہے
زیست کی گو کہ نہ تھی ہجر مین اُمید ذرا — لب جان بخش کی اُلفت نے جلا رکھا ہے

جناب محمد عبد الرحمن صاحب شاطر مدراسی

کبھی مرنے کے مری فکر یہ وہ کہتے ہین — گرد و برباد اسے اب خاک مین کیا رکھا ہے
کبھی جینے کی تمنا ہے کبھی مرنے کی — عشق نے ہمکو کشاکش مین پھنسا رکھا ہے

جناب محمد شبیر خانصاحب شبیر ولد احمد خانصاحب سابق سب انسپکٹر پولیس کانپور از امروہہ

خانہ دل مین [illegible]ل اُنکا بسا رکھا ہے　ہمنے خود دشمن جان گھر مین لبسا رکھا ہے
مرض عشق مین کیون مر نہین جاتا شبیر　تو نے کمبخت یہ کیا روگ لگا رکھا ہے

جناب عبد الرحیم خانصاحب شفا خلف منشی غلام حید رخانصاحب مختار عدالت غازیپور

طرفہ اُس شوخ نے انداز جفا رکھا ہے　دامن غیر سے مُنہ اپنا چھپا رکھا ہے

جناب شہزادہ محمد حسن صاحب شہزادہ لاہوری مختار عدالت تہار یا بیکانیر شاگرد جناب فراق دہلوی

داور حشر کے دکھلانے کی خاطر سینے　داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب متصدی لعل صاحب طرب شاگرد جناب طور عرفانی شہر میرٹھ

وصل کی رات ہو اب شرم مین کیا رکھا ہے　آرزون نے مری حشر مچا رکھا ہے
آئنہ ہاتھ سے چھوٹے بھی تو چھوٹے کیونکر　تجکو بھی تیری اداؤن نے مٹا رکھا ہے
کیا کوئی ناز سے اٹھلا کے چلا محشر مین　شور کیسا یہ قیامت نے اُٹھا رکھا ہے
سامنے آؤ اگر شوق ہے خود بینی کا　مجکو بھی آئنہ حیرت نے [illegible] رکھا ہے
درد اُٹھ اُٹھ کے مرا مجکو اُٹھاتا سو بار　ناتوانی نے تری پاس بٹھا رکھا ہے
مین نہ مانونگا یہ مہندی کا بہانہ ہی فقط　دل مرا آپنے مُٹھی مین چھپا رکھا ہے

جناب للتا پرشاد صاحب صوفی وکیل عدالت منصفی غازی آباد

اسقدر درد کی شدت نے ستا رکھا ہے　دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبا رکھا ہے
کیسا گلزار ارم اور کہان کی جنّت　سبز باغ اہل شریعت نے دکھا رکھا ہے
کرتے ہو ہمسے تو محفل مین نہ آنیکا گلہ　اور اغیار کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے
بادۂ ناب کے پینے مین تکلف کیا شیخ　کیا کسی نے کوئی زہر اسمین ملا رکھا ہے
چھوڑ کر عشق بُتان یاد خدا کر صوفی　دینوی عیش مین کیا خاک مزا رکھا ہے

جناب شیخ ولی حسن صاحب طالب انصاری شاگرد جناب مختار شاہجہانپوری

اُسے کیون غیر کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے　کیون مرے دُکھتے ہوئے دلکو دُکھا رکھا ہے
واہ کیا بات ہے اے عہد جوانی تیری　آدمی کو بھی پریزاد بنا رکھا ہے

ہم وہی ہین کہ جو رد تونکو مٹا دیتے تھے
اب کسی نے ہمین ہنس ہنسکے رُلا رکھا ہے

ایک تم ہو جسے مین یاد کیا کرتا ہون
ایک مین ہون کہ جسے تمنے بھُلا رکھا ہے

تھر ہین قہر تری نیچی نگاہین ظالم
دل کو چھلنی انھین تیرون نے بنا رکھا ہے

دل یہ اُس بُت کے اثر ہو نہین سکتا طالب
نالۂ دل نے عبث شور مچا رکھا ہے

جناب مولوی سید محمد ظفر حسن خانصاحب ظفر رئیس سویو خلف جناب تہور حسین شاد امروہوی شاگرد جناب حفیظ

کوئے جانان سے جو رتبے مین بڑھا رکھا ہے
زاہد خشک بتا خلد مین کیا رکھا ہے

محتسب آج جو آئے تو پلا کر چھوڑین
ہمنے اک جام مین کچھ زہر ملا رکھا ہے

کیون حسینون کو نبھائین نہ ادائین اسکی
دل نے اُس شوخ کا انداز اُڑا رکھا ہے

کیا کوئی تازہ شگوفہ ہی کھلا گلشن مین
آج جو شور عنادل نے مچا رکھا ہے

دل و دین چھین کے دیوانہ بنا نیکے سوا
اور اُس چشم فسونساز مین کیا رکھا ہے

وصل کی شب تو اُٹھا دیجیے چہرے سے نقاب
اب یہ کیون چاند سی صورت کو چھپا رکھا ہے

دیکھکر شکل مری دُور سے ساقی نے کہا
ایک ساغر تری نیت کا بھرا رکھا ہے

دم بخود سُنکے ظفر ہو گئے مرغانِ چمن
میرے نالون نے وہ اب رنگ جما رکھا ہے

جناب محمد ظہور خانصاحب عاجز شاہجہانپوری شاگرد جناب مختار شاہجہانپوری

ہائے کیا پوچھتے ہو سینے مین کیا رکھا ہے
اور کچھ بھی نہین دل مینے مرا کیا رکھا ہے

جب سے دیکھا ہے تری ہاتھ مین خنجر قاتل
حسرت وصل نے گھر اسمین بنا رکھا ہے

پوچھیے حال نہ کچھ اپنے مریضِ غم کا
ہان فقط تیری تمنا کو چھپا رکھا ہے

تھر ہین قہر تری نیچی نگاہین ظالم
شور اک شوقِ شہادت نے مچا رکھا ہے

تجکو تنہا ہی نہین دلمین جگہ دی ہمنے
ہجر نے اسکا عجب حال بنا رکھا ہے

غمِ فرقت سے تو ہم مر گئے ہوتے کب کے
خاک مین دل کو انھین نے تو ملا رکھا ہے

نہ تو خود آتا ہے مجھتک نہ بُلاتا ہے مجھے
تیری حسرت کو بھی سینے سے لگا رکھا ہے

دل تو تھا صرف تری یاد کا گھر اے تشنہ حُسن
اک ترے وعدۂ فردا نے جلا رکھا ہے

ہائے ظالم نے کس آفت مین پھنسا رکھا ہے
رنج نے کیون اسے گھر اپنا بنا رکھا ہے

قبر عاشق پہ وہ روئے تو عدو نے یہ کہا
آپ کیون روتے ہین اس خاک مین کیا رکھا ہے
اُس ستمگر کو تو پروا ہی نہین ای عاجز
جسکے غم نے تجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

جناب منشی برکت اللہ خان صاحب عدیل شاہجہانپوری

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان بھی لی
اور اب عاشق ناکام مین کیا رکھا ہے
محفل یار مین جائین بھی تو کیونکر جائین
اُسنے پہلے ہی سے دشمن کو بلا رکھا ہے
حسن انسان وہ بلا ہے کہ الٰہی توبہ
اِسنے پریون کو بھی دیوانہ بنا رکھا ہے
اُسکے دل تک جو رسائی ہو تو نکلے کچھ کام
عرش پر کیا ترا اے آہ رسا رکھا ہے
درد میرے دل مضطر مین نہ اُٹھے کیونکر
غیر کو آپ نے پہلو مین بٹھا رکھا ہے
پیچھے پیچھے مرے پتھر لیے پھرتے ہین حسین
اک پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہے
واہ اے یاد رخ یار صفائی تیری
آئینہ سان مجھے حیران بنا رکھا ہے
کشتی عمر روان غرق ہوئی جاتی ہے
دیدۂ تر نے وہ طوفان اُٹھا رکھا ہے
کر دیا کام تمام اُنکی اداؤن نے عدیل
موت پر مفت کا الزام لگا رکھا ہے

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلمد عدالت اڈیشنل جج مرادآباد

حورین اچھی تھین تو دُنیا مین نہ آنے پائین
کچھ تو ہے بھید جو جنت مین چھپا رکھا ہے
قبر مین بھی تو تصور ہے پریزادون کا
مینے اس گھر کو پرستانہ بنا رکھا ہے
کیا کسی رند سے پھنس جانے کا ڈر ہے ساقی
دختر رز کو جو شیشے مین چھپا رکھا ہے
یہ سمجھکر کہ حسینون کی نشانی یہ ہے
داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے
میرے ہوتے ہوئے کیون غیر پہ ہون جور و ستم
یہ بھی کیا کوئی نیا طرز جفا رکھا ہے
پاؤن پھیلائے ہوئے بیٹھا ہون مرنے کیلیے
ہاتھ جینے سے شب ہجر اُٹھا رکھا ہے
آؤ کعبے کو چلو چھوڑ دو بتون کو عاصی
خاک پتھر کے سوا دیر مین کیا رکھا ہے

جناب محمد عبدالرحیم صاحب عشق متوطن قصبہ کٹھور شاگرد جناب خلیل بھڑوچی

چیر کر دیکھلے پہلو مین کہ کیا رکھا ہے
دل کے گھر مین فقط ارمان ترا رکھا ہے
عشق زلف بت عیار کا سودا کرکے
دل کو جنجال مین کیون مفت پھنسا رکھا ہے

دل مرا لیکے کس انداز سے فرماتے ہین — میری مٹھی مین بتاؤ تمہین کیا رکھا ہے
مین تو جب جانون کہ رو تو کو ہنسائے کوئی — کیا تعجب ہے جو ہنستو نکو رُلا رکھا ہے
زندگی مین تو نکالی نہ مری حسرتِ دل — قبر پر اشکون کا اب تار لگا رکھا ہے
نہ خبر دین کی ہے اور نہ دُنیا کی ہے — جامِ الفت نے وہ بیہوش بنا رکھا ہے

جناب علی عظیم صاحب عظیم مٹیوی محرر تحصیلی کیپ علاقہ تھانہ بیگوسرائے ضلع مونگیر

ہاے اُس شوخ ستمگر کا یہ کہنا شبِ وصل — ہاتھ تو مین ترے کیون مجکو ستا رکھا ہے
کیون نہ بیرحمی قاتل پہ مین صدقے کردون جان — ذبح کرکے مجھے زانو سے دبا رکھا ہے
اُٹھتی ہین تیز نگاہین مری جانب اُنکی — ہدفِ تیر قضا مجکو بنا رکھا ہے
جوق کے جوق چلے جاتے ہین سب پیر و جوان — عدم آباد مین کیا جانیے کیا رکھا ہے
دلِ مضطر کی تسلی کے لیے ہمنے عظیم — اُسکی تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

جناب پریاگ نارائن صاحب ترپیدی عاجز از صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

کیجیے قتل مجھے قصۂ الفت ہو تمام — آپنے کب کے لیے اسکو اٹھا رکھا ہے
سیر دیدار حسینان ہے صنم خانے مین — زاہد و خانۂ اللہ مین کیا رکھا ہے
نیم بسمل مجھے کیون چھوڑ دیا ہے آخر — آپنے کس لیے جھگڑا یہ لگا رکھا ہے
یادگار بت سفاک سمجھکر عاجز — ہمنے داغِ غمِ پنہان کو چھپا رکھا ہے

جناب منشی نظام الدین امیر الدین صاحب عاجز احمد آبادی

حالِ دل اپنا سنایا تو لگے کہنے وہ — سن لیا ہمنے یہ کیا شور مچا رکھا ہے

جناب منشی محمد عبد الرحمن خان صاحب غنی مراد آبادی از راولپنڈی

اُسنے تلوار جو غصے سے اٹھا رکھی ہے — ہمنے بھی سر کو بصد عجز جھکا رکھا ہے
اسقدر چاند کو ہے عشق ترا اے مہرو — داغِ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب محمد عثمان غنی صاحب عثمان سکنۂ ابراہیم پور بارو ضلع مونگیر

آتشِ عشق کو کب دل سے جدا رکھا ہے — اِس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب متھورا پرشاد صاحب عاصی سررشتہ دار دفاتر صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر ضلع چھوٹا ناگپور

اے فلک تو بھی ستالے مجھے جتنا چاہیے — جب مقدر نے مجھے اُنسے جدا رکھا ہے

جناب منشی مرزا عبدالمجید صاحب فہیم گورکھپوری شاگرد جناب یاس لکھنوی

اک تری یاد نے اِس گھر کو بسا رکھا ہے — ورنہ میرے دل برباد مین کیا رکھا ہے

واہ واعظ نے تو اچھا یہ ڈرا رکھا ہے — ہمین رندون کے لیے قہر خدا رکھا ہے

دل تو آئے کسی قاتل کی ادا پر اپنا — پھر تو آیا ہوا پیغام قضا رکھا ہے

عرض بوسہ پہ مرے اُنکی حیا نے اُنکو — سبق انکار کا کیا خوب پڑھا رکھا ہے

وہ مرے دل کا پتا صاف بتاتے ہی نہین — جب یہ پوچھا کہ کہان پر تو کہا رکھا ہے

لب تک آئیگا نہ یان تیرے ستم کا شکوہ — مینے اِس بات کو محشر پہ اُٹھا رکھا ہے

دل ہی تو جائیگا جاتے ہین بڑی شوقین شیخ — یہ سمجھتے ہین کہ کعبے مین خدا رکھا ہے

قابل دید کسیوقت تھا البتہ یہ گھر — اب ہمارے دل برباد مین کیا رکھا ہے

میرے نالون کی صدا کان مین پہونچی تو کہا — دیکھنا کون ہے کیا شور مچا رکھا ہے

تم نہ آئے شب وعدہ تو ہے یان قصد کچھ اور — اسلیے ہمنے اجل کو بھی بُلا رکھا ہے

نہ یہ بُت ہین نہ وہان بادۂ انگور ہی ہی — ارے واعظ ترے فردوس مین کیا رکھا ہے

کیون نہ دیکھین تری عشاق تجھے حیرت سے — حسن نے تجکو اک آئینہ بنا رکھا ہے

مار ہی ڈالتی ہے اُلفت چشم میگون — تو نے کچھ زہر بھی اِس مے مین ملا رکھا ہے

کیا شگفتہ ترے گلہاے مضامین ہین فہیم — تو نے کچھ رنگ سخن اپنا جدا رکھا ہے

جناب ابوالفخر سید محبوب علی صاحب فاخر رضوی شاگرد جناب ضیا دہلوی حیدرآباد دکن

مجکو تقدیر نے اسطرح ستا رکھا ہے — کہ مراد دل مرے پہلو سے جدا رکھا ہے

چرخ نے یون جو گرفتار بلا رکھا ہے — بخت نے مجکو مصیبت مین پھنسا رکھا ہے

اُسنے احسان دل بیتاب پہ رکھی ہین بہت — بہر تسکین جو کبھی ہاتھ ذرا رکھا ہے

کچھ نہ پوچھو کہ دھوان دلسے مری کیون اُٹھا — آتش رنج جدائی نے جلا رکھا ہے

زلف شبگون نے تری تل کی سیاہی نے تری — ایک اندھیر زمانے مین مچا رکھا ہے

دیکھلو جان لو پہچان لو یہ دل ہی وہی — تمنے بیمار جسے اپنا بنا رکھا ہے

لن ترانی کا سبب یہ ہے کہ موسیٰ اُسنے
وعدۂ دید کو محشر پہ اُٹھا رکھا ہے

یادگارِ غمِ عشق اُنکا سمجھکر مینے
داغ فرقت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

وصل ہو یا ہو وصال آج ہی ہو جو کچھ ہو
فیصلہ حشر پہ کیون تمنے اُٹھا رکھا ہے

ایضاً

ناز نے صبر لیا ہوش نزاکت نے لیے
آپ واسطے اک دل کو بچا رکھا ہے

آجتک یہ دلِ شیدا نہ سنبھلنے پایا
آپ نے ایسا نگاہو سنے گرا رکھا ہے

کر کے تعریف تری میرے دلِ نادان نے
آسمان پر تجھے اے جان چڑھا رکھا ہے

یہی حسرت ہے کہ پردہ نہ کرو تم مجھسے
شوقِ دیدار نے بیتاب بنا رکھا ہے

دشمنی مجھسے تری بعد فنا بھی نہ گئی
ٹھوکرون سے مرے مدفن کو مٹا رکھا ہے

تم پیو یا نہ پیو بادۂ گلگون اے شیخ
شرعِ عشق مین اسکو تو روا رکھا ہے

گو جدا ہے ہو تم وصل تصور مین تو ہے
ہمنے روٹھی ہوئی قسمت کو منا رکھا ہے

وہ بلاتے ہین مجھے غیر کے گھر مین فاخر
لو وفا مین بھی یہان ننگِ جفا رکھا ہے

جناب نواب سید نور الحسن عرف لچن صاحب فتنہ اعظم گڈھی

مال جو اچھا ہے وہ مجھسے جدا رکھا ہے
دولتِ حسن کو آنچل مین چھپا رکھا ہے

چونکے پڑتے ہین صنم خوابِ عدم سے مردے
تونے رفتار سے وہ حشر اُٹھا رکھا ہے

بتکدہ چھوڑ کے کیون کعبہ کو جائین زاہد
خانۂ کعبہ مین کیا مردِ خدا رکھا ہے

بھین نصیب اسکو کہان شوخیان اسی الشوخ
برق نے آپ کا انداز اُڑا رکھا ہے

جناب حافظ فیض الحسن صاحب فیض انصاری شاگرد جناب خدا انصاری سہارنپوری

تیرے ہی شوق نے وارفتہ بنا رکھا ہے
تیری ہی یاد نے دُنیا کو بھلا رکھا ہے

میکدے آج چلے آئے ہین واعظ چھپکے
ساقیا جام اُٹھا لا جو چھپا رکھا ہے

اک نظر ہی تری کافی ہے ہمارے دل کو
تیر حلقے سے عبث تو نے ملا رکھا ہے

جناب سید محمد قاسم علیصاحب قاسم متوطن قصبۂ نگہو قصبہ اولپنڈی شاگرد جناب مضطر بھی

اُلفت زلف مین پھنستے ہمین سودا تو تھا
دل نے اُس [illegible] بھلیا مین پھنسا رکھا ہے

دیر مین جلوہ بتون کا ہے نمایان زاہد
خود ہی انصاف سے کہ کعبے مین کیا رکھا ہے

زلف شبگون کا تصور ہے نہ مست آنکھونکا
اک پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

دل سے کمبخت کسیوقت نکلتے ہی نہین
ان حسینون کے خیالون نے ستا رکھا ہے

آپ تو کہتے تھے دل ہمنے چرایا ہی نہین
دیکھیے دیکھیے جوڑے مین وہ کیا رکھا ہے

وصل کے ذکر پہ شرما کے وہ فرماتے ہین
یہ تو بتلاؤ کہ ان باتون مین کیا رکھا ہے

دل کے بہلانے کی یہ شکل نکالی ہمنے
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

جناب محمد حسین خان عرف حافظ امام حسین خانصاحب قمر از دریاپور ضلع چمپارن

خون کے گھونٹ پیا کرتے ہین پینے والے
ہجر ساقی مین یہی جام بھرا رکھا ہے

آدمی ہم بھی ہین کہنے کو مگر اے ناصح
ان پریزادون نے دیوانہ بنا رکھا ہے

ناتوانی سے یہ ہین کر نہین سکتے فریاد
ضبط نے اپنا گلا اور دبا رکھا ہے

جناب منشی قمر الدین عرف شیخ چاند صاحب قمر ساکن مالیگاؤن حال وارد ایولہ ضلع ناسک

تا کہ روشن ہو پس مرگ مرا آج مزار
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب محمد صاحبداد خانصاحب لحاظ خورجوی محرر کوتوالی کانپور شاگرد جناب آسمان کانپوری

وعدہ دیدار کا اسدن جو اٹھا رکھا ہے
پہلے بتلا دو مجھے حشر مین کیا رکھا ہے

میری فریاد پہ دربان سے یہ ارشاد ہوا
دیکھو کمبخت نے کیا شور مچا رکھا ہے

دل بیتاب کو کیا خاک مرے صبر آئے
غیر کو تمنے تو پاس اپنے بٹھا رکھا ہے

جناب حافظ سید محمد مختار احمد میانصاحب مختار شاہجہانپوری شاگرد جناب امیر مینائی

پیچ مین گیسوئے پیچیچ نے لا رکھا ہے
اس بلا نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

کیا کہین ہم دل بیتاب مین کیا رکھا ہے
ایک نقشہ تری صورت کا جما رکھا ہے

آج تو رنگ ہی کچھ اور ہے میخانے کا
کہین جبہ کہین واعظ کا عصا رکھا ہے

پی لیا خون غم ہجر نے اے ناوک یار
لے یہ تیرے لیے تھوڑا سا بچا رکھا ہے

کیون نہ مین غیر کی فریاد کے صدقے جاؤن
کہ تمہین میرے کلیجے سے لگا رکھا ہے

اور کیا تھی غم ہجران مین بسر کی صورت
تیری امید کو سینے سے لگا رکھا ہے

اُنکو لاتا ہے نہ ظالم مجھے لیجاتا ہے
چارہ گر نے مجھے بیمار بنا رکھا ہے

منصفی شرط ہے اب بھی نہ پیون ای واعظ
جام اُسنے مرے ہونٹو نسے لگا رکھا ہے

لبِ شیرین سے وہ دیتا ہی مجھے تلخ جواب
شہد مین زہر بھی ظالم نے ملا رکھا ہے

ہائے وہ دیدہ و دانستہ کسی کا یہ سوال
تمنے کسکے لیے یہ حال بنا رکھا ہے

غم دیے رنج دیے صدمے دیے داغ دیے
آپ نے میرے لیے کچھ بھی اُٹھا رکھا ہے

بوسہ مانگا تو ستمگر نے کہا دیتے ہین
واپسی دل کی جو چاہی تو کہا رکھا ہے

واہ اِس سن مین یہ زور آپکا اللہ اللہ
اپنے اچھون کو نگاہو نسے گرا رکھا ہے

جناب ابو الاحسن داکٹر محمد عبد الغفور صاحب مظیر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری از محمد آباد

نام جس چیز کا دُنیا نے وفا رکھا ہے
تجھ مین وہ ڈھونڈھیے اغیار مین کیا رکھا ہے

دل مین اک قطرہ لہو کا جو بچا رکھا ہے
مینے مشکل سے پئے تیر جفا رکھا ہے

وصل کی رات ہی نکلے مری حسرت کیونکر
اُسنے جب شام سے پا تو نہین لگا رکھا ہے

اب جوانی مین وہ دبنے کے نہین مستی بھی
جنکو محرم مین لڑکپن سے دبا رکھا ہے

مل گیا آج اُنھین کیا یہ کرم کا موقع
اُٹھنے دیتے نہین پہلو مین بٹھا رکھا ہے

حشر مین خنجرِ قاتل سے لہو ٹپکے گا
رنگ خونِ شہدا نے بھی جما رکھا ہے

کسطرف جاؤن کسے جلوہ گہِ یار کہون
دیر مین بُت ہی نہ کعبے مین خدا رکھا ہے

دعوتِ شیخ مین ہو بادہ کشو صرف وہی
آبِ انگور جو شیشون مین بھرا رکھا ہے

بھیجتی کیون نہین مجھپر تو بلاؤنکا ہجوم
تو نے کسکے لیے ای زلفِ دوتا رکھا ہے

قہر ہے غمزہ - نگہ سحر ہی - آفت چتون
اُسنے ہر ناز کا انداز جُدا رکھا ہے

جناب محمد مظہر حسین صاحب مفتون لکھنوی ہیڈ کانسٹبل تھانہ ہلدی شاگرد جناب تمشاد لکھنوی

غیر کو تمنے جو پہلو مین بٹھا رکھا ہے
دلِ بیتاب نے اک حشر اُٹھا رکھا ہے

خبرِ آمدِ گلرو ہے جو بہر گلگشت
فرشِ گُل باغ مین گلچین نے بچھا رکھا ہے

ناتوانی ترے احسان کا ممنون ہون مین
کوئے جانان مین مجھے تو نے بٹھا رکھا ہے

انتہا کچھ بھی ہے اِس سوزِ درون کی آخر
تن و جان و جگر و دل کو جلا رکھا ہے

گدگداتا نہین بوجہ وہ بیدرد کبھی — سنے مجھے آخر مین رلانے کو ہنسا رکھا ہے

جان جاتی ہے مری اور تمھارا ہی مذاق — دل مرا چھین کے کیون تمنے چھپا رکھا ہے

کثرتِ ضعف سے دشوار ہی کروٹ لینا — ہجر نے تیرے مجھے مردہ بنا رکھا ہے

بوسۂ عارضِ تابان جو لیا کرتی ہی زلف — تمنے کسواسطے سر اسکو چڑھا رکھا ہے

پیسے دل سیکڑون کے خون کیے لاکھونکے — اُنکی مہندی نے عجب رنگ جما رکھا ہے

جناب منشی شیخ اشتیاق احمد صاحب مشتاق رئیس سلون شاگرد جناب شہیر مچھلی شہری

پھر وہین چلنے کو تم کہتے ہو ائحضرتِ دل — کوچۂ یار مین بتلاؤ تو کیا رکھا ہے

فیصلہ میرا ترا ہوگا خدا کے آگے — مینے اب اسکو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

پی لو اے شیخ تکلف کی ضرورت کیا ہے — بادۂ ناب بہت خم مین بھرا رکھا ہے

مجکو کرتا ہے پریشان تری زلفین چھوکر — تمنے دشمن کو بہت سر پہ چڑھا رکھا ہے

کبھی کردیگی عیان سب پہ یہ بیتابی دل — رازِ اُلفت کا جو مدت سے چھپا رکھا ہے

دلِ نادان جو مچلتا ہے تو چلنے کے لیے — اُسکے کوچے مین بتادے مجھے کیا رکھا ہے

دیر مین کعبے سے اُٹھکر جو گئے تم مشتاق — اُسمین بتلاؤ تو کیا مردِ خدا رکھا ہے

جناب مرزا محمد منیر بیگ صاحب منیر گورکھپوری شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

عاشقِ زلفِ بتان ہو کے مرے دل نے مجھے — کیا کہون سخت بلاؤن مین پھنسا رکھا ہے

کوبکو دشت مین آوارہ ہون وحشی کیطرح — اک پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سُنکے فریاد مری آج وہ برہم ہین بہت — کہتے ہین کون ہی کیا شور مچا رکھا ہے

دل چرا لینے مین چالاک ہی وہ شوخ نگاہ — خوب چوری کا فن آنکھونکو سکھا رکھا ہے

غیر بھی دیکھکے روتا ہی مرا حال زبون — تونے ایسا مجھے اے یار ستا رکھا ہے

مضطرب شوق شہادت مین ہون کر قتل مجھے — اے ستمگر ترے خنجر پہ گلا رکھا ہے

اپنا دشمن اُسے دل دیکے بنایا تمنے — کیا منیر اُسنے یونہین تمکو ستا رکھا ہے

جناب نواب مرزا صاحب ملک لکھنوی شاگرد جناب رشید لکھنوی

تیرے ابرو کے تصور نے ستا رکھا ہے — مینے خود دوڑ کے خنجر پہ گلا رکھا ہے

غیر پر ہے نظر مہر محبت کی نگاہ
مجھپہ کیون ظلم مرے جان روا رکھا ہے

دل جگر تھام کے کہتے ہین یہ ہر دم عاشق
ناز و انداز نے اے یار ستا رکھا ہے

آنکھ جس دن سے لڑی اڑ گئی ہے نیند مری
خواب آلودہ ان آنکھون نے جگا رکھا ہے

کبھی دیوارون سے باتین کبھی سر ٹکرانا
الغرض آپکی فرقت نے ستا رکھا ہے

عشق کے راز کو کسطرح چھپاؤن آخر
درد نے رنگ مرے رخ کا اڑا رکھا ہے

جناب ناظر خانصاحب مست متوطن شہسرام ناصر الحکام ضلع شاہ آباد آرہ

اپنے گھر انکو شب وصل سلا رکھا ہے
ہمنے سوئی ہوئی قسمت کو جگا رکھا ہے

جھوٹ کہتے ہو کہ عاشق ہین کسی اور پہ ہم
مجھپہ ناحق کا یہ الزام لگا رکھا ہے

شیخ کے سامنے مینوشی سے توبہ کی ہے
چھپ کے پی لینے کو رندون نے روا رکھا ہے

دیکھیے دیکھیے یہ چیز بہت نازک ہے
دل مرا آپنے مٹھی مین دبا رکھا ہے

جناب پی ایس پی مہر از بھرت پور

خط کتابت کا یہ انداز نیا رکھا ہے
نامہ بر غیر کو ظالم نے بنا رکھا ہے

یہی مونس ہے ہمارا شب تنہائی مین
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

خوب رہ رہ کے کھٹک اسکی مزہ دیتی ہے
جلے دل سینے مین پیکان لگا رکھا ہے

سنگدل تیرے ہی دل پر نہین ہوتا ہی اثر
یون تو نالے نے مرے عرش ہلا رکھا ہے

جناب رحمت اللہ خانصاحب نست بنارسی شاگرد جناب برشتہ مرادآبادی از بتیا ضلع چمپارن

کچھ بظاہر ہی نہین سینہ صفا رکھا ہے
مست نے دل کو بھی آئینہ بنا رکھا ہے

دل بیتاب کی تسکین کے لیے اے گلرو
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

واعظا کوئے بتان کو جو برا کہتا ہے
تو بتا گلشن جنت ہی مین کیا رکھا ہے

جناب منشی لالہ محبوب سنگھ صاحب محبوب از حسین پور کلان ضلع مظفر نگر

اسطرح ہجر مین بہلاتا ہون دلکو اپنے
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

کالیان بھیجتے ہو خط مین مجھے لکھ لکھکر
خوب غیرون نے سبق تمکو پڑھا رکھا ہے

جان کر یار کی محبوب نشانی ہمنے
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب شیخ محمد صدیق صاحب محسن شہسرامی ازجالون

رنج و اندوہ کو کب دل سے جدا رکھا ہے
ہجر مین جان سے ان سب کو لگا رکھا ہے

اسقدر مجکو ترا پاس ہے اے پردہ نشین
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب سید مقصود حسین صاحب مقصود شاہجہانپوری

بے سبب بند یہ محرم کے نہین باندھے ہین
کچھ تو ہے راز جو سینے مین چھپا رکھا ہے

حال دل اپنا کرون کس سے بیان اے مقصود
آپ پریزادنے دیوانہ بنا رکھا ہے

جناب منشی مولابخش صاحب مظہر میرٹھی ازراولپنڈی

آئے ہین بال وہ کھولے ہوے تربت پہ مری
قبر مین خواب پریشان یہ دکھا رکھا ہے

یہ نشانی ہے مرے رشک قمر کی مظہر
داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب سید ابوالحسن صاحب ناطق ازرائے پور چھتیس گڈھ

ستم اسنے دل عشاق پہ ڈھا رکھا ہے
ظلم کا نام حسینون نے حیا رکھا ہے

بوسے لے لیکے مناؤنگا وہ روٹھین تو سہی
کہین بگڑین تو مرا کام بنا رکھا ہے

نام لیتی نہین ٹلنے کا خدایا شب ہجر
اسنے اندھیر زمانے مین مچا رکھا ہے

منہ کی کھاؤ نہ کسیدن تو ہمارا ذمہ
منہ تو دشمن کو مری جان لگا رکھا ہے

کہتی ہے نیند بھری آنکھ ہر اک رات کی بات
گھر کے بھیدی کو ترے ہمنے ملا رکھا ہے

صبر پڑ جائیگا دکھتے ہوے دلکا بھی کبھی
یاد دلدار بہت تونے ستا رکھا ہے

آہ دل اسکا ہلا ڈال جو نکلے کچھ کام
تونے بیفائدہ کیون چرخ ہلا رکھا ہے

گالیان دیتے ہو کیون بوسہ لب کے ہمراہ
قند مین زہر یہ کیون تمنے ملا رکھا ہے

سخت جانونسے نپٹ لینے دے قاتل کو کہین
رحم نے بیچ مین کیون ڈول اڑا رکھا ہے

جناب ابوالمکارم نواب محمد علیخانصاحب ناظم مدراسی شاگرد جناب جلال لکھنوی

کیا کہون دل نے گلی مین جو مزا رکھا ہے
آس کو تیری لگاوٹ کی لگا رکھا ہے

تیری قامت کو سمجھتے ہین قیامت عاشق
زلف مشکین کا تری نام بلا رکھا ہے

ہو کسی گلرخ کی محبت کی جو اسپہ بھولین بو
داغ حسرت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

بھول کہتے ہین تجھے بادہ کش اے دختر رز — خوب ہی نام ترا نام خدا رکھا ہے

ہاتھ کیون رکھتے ہو ایجان تسلی کو مری — دل تو تم لیچکے اب سینے مین کیا رکھا ہے

دل لبھا لیگئین اپنا وہ فسونگر آنکھین — ہمکو ان پریون نے دیوانہ بنا رکھا ہے

دل سودا زدہ کو زلف مین دیتے نہ جگہ — سر پہ اتنا انھین کیون تم نے چڑھا رکھا ہے

آگے تقدیر کے تدبیر عبث ہے ناظم — سر کو بیکار تردد مین پھرا رکھا ہے

جناب عبداللہ صاحب ناصر خیرآبادی شاگرد جناب نیا کوٹی از رای بریلی

منتظر ہون ملک الموت ترا فرقت مین — کونسا وقت اب آنے کا بتا رکھا ہے

اے پری گیسوئے پر پیچ غضب کرتے ہین — جسے دیکھو اُسے دیوانہ بنا رکھا ہے

قید ظلمات سے اب ہوگی رہائی کیونکر — دام گیسو مین مجھے اُسنے پھنسا رکھا ہے

جناب منشی رحیم بھائی صاحب نیل شاگرد جناب خلیل بھڑوچی از کٹھور

خواب مین چہرۂ پرنور دکھا رکھا ہے — بخت خوابیدہ کو دلبر نے جگا رکھا ہے

کام اپنا نگہ شوق کیا کرتی ہے — لاکھ سینے کو دوپٹے سے چھپا رکھا ہے

جناب علم الدین شمس الدین صاحب نصیر احمد آبادی

دل گیا ہوش گیا صبر گیا عقل گئی — داغ اُلفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب قاضی محمد واجد صاحب واجد از ڈمراؤن

دل کو ہمنے ترے گیسو مین پھنسا رکھا ہے — اپنے ہمدم کو تہ دام بلا رکھا ہے

رُخ پرنور کو پردے سے دکھا کر اُسنے — مثل موسیٰ مجھے بیہوش رکھا ہے

ہاتھ دکھلا کے وہ کہتے ہین نہین ہمنے لیا — اور جوڑے مین مرے دلکو چھپا رکھا ہے

اپنی محفل سے مجھے ہائے اُٹھا کر اُسنے — ہے ستم غیر کو پہلو مین بٹھا رکھا ہے

اُنسے ہے شکوۂ بیداد عبث اے واجد — کب حسینون نے نہین ظلم روا رکھا ہے

مصرع طرح

پرچہ پہ سمجھے ہی اِس طرح مین (شورہ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے) دھمک قافیہ ہوتی ہے ردیف
اس طرح مین (پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی) قضا ادا قافیہ بھی ردیف

مہتمم پیام یار لکھنؤ

پیام یار
خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانہ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار
نمبر ۳
بابت ماہ مارچ ۱۹۰۳ء
جلد ۱۲
ضروری باتیں

بقیہ طرح پیام یار

داغ الفت کو کلیجے سے لگا رکھا ہے

جناب سید واقف حسین صاحب واقف از مصطفی آباد ضلع رائے بریلی

مہربان ہون کہ نہ ہون ہمنے تو اک مدت سے ۔ اُنکے آگے سر تسلیم جھکا رکھا ہے
جرم پر قتل کیا اُسنے کہ بے جرم ہمین ۔ فیصلا ہمنے یہ محشر پہ اُٹھا رکھا ہے
حسب وعدہ نہ تو آتے ہو نہ دیتے ہو جواب ۔ اپنے واقف کو بہت تمنے ستا رکھا ہے

جناب نواب محمد ناظم علیخانصاحب ہجر شاہجہانپوری شاگرد جناب داغ دہلوی

کیا بتا مین دل بیتاب مین کیا رکھا ہے ۔ اے ستمگر تیری اُلفت کو چھپا رکھا ہے
کیا صفائی ہے کہ صاف ایک دو ہوتے ہین ۔ تمنے تلوار کو آئینہ بنا رکھا ہے
داغ دل تیرے مٹائے نہ مٹے گا ای چرخ ۔ وہ اگر اسکو مٹائین تو مٹا رکھا ہے
تیرے اُنکا جگر مین تو تمنا دل مین ۔ الغرض اسکو جدا اُسکو جدا رکھا ہے
بوسہ مانگا تو کہا منہ تو ذرا بنواؤ ۔ دل جو مانگا تو ستمگر نے کہا رکھا ہے
بتکدے مین تو نظر آتے ہین بت بھی دو چار ۔ حضرت شیخ کہو کعبے مین کیا رکھا ہے
نقد دل پہلے تو رکھ دیتے ہین اُنکے آگے ۔ اور پھر کہتے ہین دیکھو تو یہ کیا رکھا ہے

جناب عبدالحکیم خانصاحب ہنر یکہ خورجوی از لشکر گوالیار

دل کو تو اُس بت پرفن نے چرا رکھا ہے ۔ پاس اب عاشق غمدیدہ کے کیا رکھا ہے
پان کھا کر مری جان اور لگا کر مہندی ۔ خون عشاق کا کیون تمنے بہا رکھا ہے
دیر مین چل تجھے دکھلاؤن بتون کا جلوہ ۔ شیخ اِس گھر سے نکل کعبے مین کیا رکھا ہے
وقت بیوقت ہو دان غیر کی آمد و رفت ۔ خوب کمبخت نے دربان کو ملا رکھا ہے
کسطرح سیر طبیعت ہو مری بوسے سے ۔ خالق کل نے عجب اسمین مزا رکھا ہے
ہمنے اپنے دل مضطر کی تسلی کے لیے ۔ تری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے
شکوۂ وصل بھی ہے وصل صنم پر موقوف ۔ ہمنے اسکو بھی قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

جناب میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جناب جلال

دل تو دزدیدہ نگاہون نے چھپا رکھا ہے
اب ادا اُنکی جو طالب ہے تو کیا رکھا ہے

وصل کا ذبح مین قاتل نے مزا رکھا ہے
میرے سینے کو جو زانو سے دبا رکھا ہے

خار کہتے ہین ارے ہم مین تری بھی تو نہین
اسجگہ کیا ترا اے آبلہ پا رکھا ہے

چھوڑکر دل مرا ہر بار پہونچتا ہے وہین
عرش پر کیا ترا اے پیک دُعا رکھا ہے

متہم عشق سے کرتا ہو وہ جو دیکھتا ہے
میری آنکھون نے یہ طوفان اُٹھا رکھا ہے

کوئی دیکھے تو حسینون کی زبردستی کو
لیکے دیتے نہین دل میرا دبا رکھا ہے

ہنسکے کہتا ہے وہ بت میری جبین سائی پر
اسنے ناحق خطِ تقدیر مٹا رکھا ہے

مجھسے کہتا ہے فلک یہ غم فرقت دیکر
خلق سے تیری ہی خاطر یہ بچا رکھا ہے

سرگین آنکھون کی نظر دل سے ہی بچنا مشکل
زہر مین تیرونکو قاتل نے بجھا رکھا ہے

پہلے ہی جلوہ کو مین دیکھ چکا ہون اپنے حواس
کیا یہان اے نگہ ہوش رُبا رکھا ہے

شیخ میخانے مین کیون آتے ہین پوچھا ساقی
کیا یہان آپکا اے مرد خدا رکھا ہے

غم کے کھانے سے طبیعت کبھی ہوتی نہین سیر
عشق نے ایسین قیامت کا مزا رکھا ہے

سمٹے جاتے ہین اُدھر شرم سے وہ وصلکی شب
دستِ گستاخ اِدھر ہمنے بڑھا رکھا ہے

عاشقِ زار شب ہجر یو ہین بیٹھا بیچین
یاد نے آکے تری اور ستا رکھا ہے

کیون نہ ہوجائے مرے دلکی تڑپ مین تسکین
کہ مسیحا کا مرے دستِ شفا رکھا ہے

ترک کر عشق بتان یاس نہین اُنمین وفا
تونے کیون جان کو یہ روگ لگا رکھا ہے

منا جان منا طوائف ساکن بنارس از مالیگاؤن

جب مین روتا ہون تو ہنس ہنسکے وہ یہ کہتے ہین
آپنے جھوٹ یہ طوفان اُٹھا رکھا ہے

آہین کرتا ہون تو گھبرا کے وہ فرماتے ہین
آنکے نالون نے تو اک حشر مچا رکھا ہے

تیغ ابرو تری اب کیون نہین کھنچتی قاتل
سر تو ہمنے پئے تسلیم جھکا رکھا ہے

ظلم مجھپر نہ کیا یا نہ جفا کی مجھ پر تو
کیا مرے واسطے کچھ تمنے اُٹھا رکھا ہے

کھینچکر ہمنے پریرویون کا نقشہ دلمین
خانۂ دل کو پرستان بنا رکھا ہے

مصرعِ طرحِ پیامِ یار

شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

جنابِ ابو الاحسان منشی محمد عبد القادر صاحب اعجازؔ بھڑوچی شاگرد جنابِ رضوان مرادآبادی

داغِ دل ۔ داغِ جگر مین جو چمک ہوتی ہے
مہ و خورشید مین کب ایسی جھلک ہوتی ہے

جلوۂ مہر مین کب ایسی چمک ہوتی ہے
میرے ساقی کے جو ساغر مین جھلک ہوتی ہے

کسی مہرو کے جو دانتون مین چمک ہوتی ہے
موتیون مین نہ وہ تارون مین جھلک ہوتی ہے

پھانس مین جو مژۂ یار کی ہوتی ہے خلش
وہ کہان خارِ مغیلا نمین کھٹک ہوتی ہے

عشق مین اُس گُلِ رعنا کے یہ بدلا ہے مزاج
شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

وہ لپٹ جاتے ہین ڈر ڈر کے مرے سینے سے
کبھی بارش مین جو بجلی کی کڑک ہوتی ہے

چٹکیان لیتا ہے جب دلمین کسیکا ارمان
ہوک سی اُٹھتی ہے پہلو مین کھٹک ہوتی ہے

دمِ گریہ مرے نالون پہ وہ ہنسکر بولے
مینھ برستا ہے تو بجلی کی کڑک ہوتی ہے

اُف رے عشق مژۂ یار چُبھی ہے وہ پھانس
کہ جگر مین مرے رہ رہ کے کھٹک ہوتی ہے

گُلِ عارض مین وہ خوشبو ہے مری گُلرو کے
جیسی اعجازؔ گُلِ تر مین مہک ہوتی ہے

جنابِ شیخ امان علیصاحب اثرؔ اہلمد جوڈیشل عدالت اپیل کورٹ ریاست بیکانیر راجپوتانہ

دل مین غنچے کے چٹکنے سے کھٹک ہوتی ہے
شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

شبِ فرقت جو نکل جاتا ہے نالہ کوئی
اک قیامت سی بپا تا بہ فلک ہوتی ہے

اللہ اللہ ری نزاکت کہ کمر مین اُنکی
سر پہ اِک پھول کے رکھنے سے لچک ہوتی ہے

اضطرابِ دل مضطر کی جو حالت ہے مرے
ایسی کب طائرِ بسمل مین پھڑک ہوتی ہے

مسکرا کر مسی مالیدہ لبون سے یہ کہا
یون سیہ ابر مین بجلی کی چمک ہوتی ہے

خیر لو جھوٹ ہوا کرتا ہے میرا وعدہ
بات سچ آپ کی بے شبہ و شک ہوتی ہے

یون چھپائے سے کہین چھپتا ہے اُبھار جوبن
وہ نمودار دوپٹے سے جھلک ہوتی ہے

کھول کر زلفِ معنبر کو یہ اُسنے پوچھا
بوئے گُل مین بھی کہین ایسی مہک ہوتی ہے

آج بے شبہ کہین رات کو جاگا ہے اثر ۔۔۔ شاید اسکی تری آنکھونکی جھپک ہوتی ہے

جناب امام الدین احمد خانصاحب آزرد گواٹھی اسسٹنٹ تو زنیاج نولیس و ادس ٹیٹ بیانا شاگرد جناب تمنا لکھنوی

زلف مین یون رخ جانان کی جھلک ہوتی ہے ۔۔۔ جسطرح ابر مین بجلی کی چمک ہوتی ہے

نارسائی مین بھی ہے آہ مری اتنی رسا ۔۔۔ دیکھتے دیکھتے قندیل فلک ہوتی ہے

چار دیواری آہن مین نہین رہ سکتے ۔۔۔ ترے دیوانونکو جسوقت سنک ہوتی ہے

دیکھ سکتا نہین خورشید جما کر آنکھین ۔۔۔ رخ روشن مین تمہارے وہ چمک ہوتی ہے

کسقدر صاف ہے بلور سی اُنکی گردن ۔۔۔ پان کی اُس سے نمود اجھلک ہوتی ہے

دھیان ایجان کمر کا بھی رہے چلنے مین ۔۔۔ زلف لہراتی ہے تو اُسمین لچک ہوتی ہے

دل نشین بات اگر ہو تو کوئی ملنے بھی ۔۔۔ ناصحو ہمکو تو بیکار کی بک ہوتی ہے

جناب ابو المضامین منشی محمد عبد الرحیم صاحب انس بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

نشتر غم سے جگر مین جو کھٹک ہوتی ہے ۔۔۔ دلمین ہوک اُٹھتی ہے سینے مین کسک ہوتی ہے

آتش شوق سے پہلو مین بھنا جاتا ہے دل ۔۔۔ مینحوری کے لیے تیار گزک ہوتی ہے

دم گلگشت وہ کس ناز سے یہ کہتے ہین ۔۔۔ شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

اے غم یار تری پھانس مین بھی ہے یہ خلش ۔۔۔ دل تڑپ جاتا ہے جسوقت کھٹک ہوتی ہے

کسطرح دون لب و دندان سے تمہارے تشبیہ ۔۔۔ لعل و گوہر مین کہان ایسی چمک ہوتی ہے

اک جھلک سے ہوئے غش موسی عمران سر طور ۔۔۔ جلوۂ یار مین زاہد وہ چمک ہوتی ہے

جناب سید ممتاز حسن صاحب اخگر گورکھپوری شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

حضرت شیخ کی پاکیزہ مزاجی کہون کیا ۔۔۔ نہین پیتے ہین وہ مے جسمین جھجک ہوتی ہے

کیا صفائی ہے رخ یار کی اللہ اللہ ۔۔۔ مہر و مہ مین بھی نہین ایسی چمک ہوتی ہے

کوئی کس بات کو واعظ کی بھلا سچ سمجھے ۔۔۔ ہر گھڑی آپ کی تو ایسی ہی بک ہوتی ہے

دل کے پھوڑے کو مرے اے نگہ یار نہ پوچھ ۔۔۔ اب یہ حالت ہے کہ رہ رہکے تپک ہوتی ہے

رہنا راہ محبت مین ہو کون اے اخگر ۔۔۔ حضرت خضر کو بھی اسمین بھٹک ہوتی ہے

جناب غلام حسین خانصاحب آفاق بنارسی

عرض حالِ دلِ بیتاب پہ وہ کہتے ہین
دیکھو بک بک نکرو سر مین دھمک ہوتی ہے

اندنون درد جگر کی ہر کچھ ایسی شدت
سانس لیتا ہون تو پہلو مین کڑک ہوتی ہے

میرے رونے پہ وہ اسطرح سے ہنستے ہین
جسطرح ابر مین بجلی کی چمک ہوتی ہے

نوجوان یار سے ملنے کی ہے حسرت دلمین
دیکھیے کب نظرِ پیرِ فلک ہوتی ہے

خارِ اُلفت کی جو اک پھانس چبھی ہے دلمین
دمبدم سینے مین آفاق کھٹک ہوتی ہے

جناب محمد یار خانصاحب اختر شاگرد جناب عنبر یزار ضلع باسم برار

کمر اُس شوخ کی نازک ہے رگِ گل سے کہین
بار پھولون کا جو پڑتا ہے لچک ہوتی ہے

دیکھیے چلدیے سب چھوڑ کے تنہا مجھکو
اُلفتِ احباب کی بس قبر ہی تک ہوتی ہے

سُنکے افسانہ مرا ناز سے فرماتے ہین
ایسی بک بک سے مری سر مین دھمک ہوتی ہے

جلد عطرِ گُلِ تر مجکو سُنگھائے کوئی
شورِ بلبل سے مری سر مین دھمک ہوتی ہے

جناب آزاد مصنف مثنوی حسن و عشق

سیرِ گلزار مین بولے وہ پریشان ہوکر
شورِ بلبل نہ مچا سر مین دھمک ہوتی ہے

خیر گردن کی نہ رکھین گے یہ بکھرے ہوے بال
جوڑا باندھو کہ کمر مین بھی لچک ہوتی ہے

شاعرون نے تو کمر کو خطِ وہمی سمجھا
ہم تو کہتے ہین کہ کچھ ہے جو لچک ہوتی ہے

ہم سمجھتے تھے ہوا یار نظر کا بھالا
کیا انی رہگئی دل مین کہ کھٹک ہوتی ہے

جناب جلال الدین صاحب اسیر

جب مری آہ رواں سوے فلک ہوتی ہے
رعد مین شور تو بجلی مین چمک ہوتی ہے

اب خدا خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے
آج سب دن سے سوا دلمین تپک ہوتی ہے

تم سنورتے ہو تو فریاد و فغان کرتا ہون
پھول کھلتے ہین تو بلبل کی چہک ہوتی ہے

گو جنون ہو گیا زائل مگر اتنا ہے اسیر
جب بہار آتی ہے کچھ دلمین سنک ہوتی ہے

جناب منشی احمد علیخانصاحب احمد سہسرامی شاگرد جناب نعیم لکھنوی از کلکتہ

تذکرہ سنتے ہین موسیٰ کا کہ غش آیا تھا
ہم بھی دیکھین تو تری کیسی جھلک ہوتی ہے

پوچھتے کیا ہو شبِ ہجر کے صدمے مجھسے
ٹیس دل مین ہے کلیجے مین کھٹک ہوتی ہے

الامان نوکِ مژہ اُنکی غضب ہے احمد ایسی ناوک مین کہان نوک پلک ہوتی ہے

جناب مولوی عبدالباسط صاحب باسط بدایونی شاگرد جناب ظفر بدایونی

کچھ نئی بات نہین شرم انھین وصلکی شب سب کو اس عمر مین ایسے مین جھجک ہوتی ہے
اسقدر ناز ہے کیون حسن دو روزہ پہ تمھین جانجان چار گھڑی کی یہ چمک ہوتی ہے
یا خدا سینے مین دل ہو کہ کوئی کانٹا ہے ماجرا کیا ہے جو ہر وقت کھٹک ہوتی ہے
بیحجابانہ ملو غیر سے ملتے ہو اگر شرم تو اور بھی اک باعثِ شک ہوتی ہے
سر پہ جا نباز اُٹھا لیتے ہین مضطر ہو کر کوے قاتل کی زمین مثلِ فلک ہوتی ہے

جناب مولوی ارشاد حسین صاحب بیتاب از رانچی

میرے ناصح کو یہین ایک تو جھک ہوتی ہی دیکھکر مجھو اُسے اور سنک ہوتی ہے
کبھی وعدہ کبھی انکار کبھی خاموشی بس یہی بات ہمین باعثِ شک ہوتی ہے
دھجیان دامنِ صحرا کی اُڑا دون چلکر یہی دشت مین مرے دلکو سنک ہوتی ہے

جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب تکلف کلارک تھانہ بدھون ضلع کانپور شاگرد جناب آسیان کانپوری

درد سے ہجر مین کب بند پلک ہوتی ہے ٹیس دل مین تو کلیجے مین تپک ہوتی ہے
نور یون رکھتا ہے پیری مین چراغِ ہستی صبح کو جیسے ستارے کی چمک ہوتی ہے
آپ نے مجکو رُلایا تو شبِ ہجر بہت لیجیے غرق یہ کشتی فلک ہوتی ہے
بدگمان آپ سا بھی ہو نہ جہان مین کوئی میری ہر بات صنم قابل شک ہوتی ہے
عشق مین مُنہ سے نکلتا ہی جو کچھ سچ ہی حضور بے سبب کب کسی مجذوب کی جھک ہوتی ہے
غش مین ہین اب ارنی ہو گئے سب موسیٰ کس قیامت کی سرِ طور جھلک ہوتی ہے
اسکو تشبیہ نہین آبلے سے دے سکتا یہ وہ دل ہو کہ سدا جسمین تپک ہوتی ہے
چرخ پر پہونچے ہین یہ نالۂ سوزان میرے جسکو سب سمجھے ہین تجلی کی چمک ہوتی ہے
اُس گُل اندام کی اُلفت کا مین ہون جبسے مریض شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے
مُنہ سے مین بات جو کرتا ہون زبان جلتی ہی شعلۂ دل مین قیامت کی لپک ہوتی ہے

جناب مسٹر ای۔ آئی۔ جوزف صاحب جوزف ملازم کارخانہ ریلوی اجمیر

ٹیس ہوتی ہے کبھی گاہ لپک ہوتی ہی
تیری فرقت میں غضب دلمیں کھٹک ہوتی ہے

تیری فرقت نے مجھے کردیا لاغر اے گل
شور بلبل سے مرے سر میں دھمک ہوتی ہے

بھولے سے بھی مجھے اُس شوخ نے گر یاد کیا
بدلے ہچکی کے مرے دلمیں کھٹک ہوتی ہے

جناب ابو عطا احمد صاحب جوش بدایونی محرر پولیس قادر چوک شاگرد جناب رشید بدایونی

حال دل کہتا ہوں جب اُنسے تو مُنہ پھیرکے وہ
غیر سے کہتے ہیں دیوانہ تو بکواس بک ہوتی ہے

پہلوِ غیر میں میں دیکھتا ہوں اُس گل کو
کیا سبب ہے جو مرے دلمیں کھٹک ہوتی ہے

جناب منشی ولایت حسین صاحب حقیر متوطن و مدرس فارسی اے۔ وی اسکول دہلی شاگرد جناب فائز

نوکِ مژگان کے تصور نے خلش پیدا کی
قلبِ بیتاب میں کچھ آج کھٹک ہوتی ہے

پک گیا ہے تری بیداد سے ظالم ایسا
آج پھوڑے کیطرح دلمیں تپک ہوتی ہے

داغ چھلے کے یہ کس گل نے دیے ہیں مجکو
ہر گُلِ زخم سے پیدا جو مہک ہوتی ہے

خاک ہو جاتے ہیں جلکر جگر و سینہ و دل
شعلۂ آتشِ غم میں یہ لپک ہوتی ہے

باغ میں ناز سے وہ غیرتِ گل کہتا ہے
شور بلبل سے مرے سر میں دھمک ہوتی ہے

جناب علی محمد صاحب حیا از اوجین ملک مالوہ

فرقتِ یار میں یہ حال ہوا ہے میرا
دلمیں اک درد مرے سر میں دھمک ہوتی ہے

ہو ملاقات جو موسیٰ سے تو اتنا پوچھوں
آج یہ طور پہ کاہیکی چمک ہوتی ہے

سیرِ گلشن کو جو چلنے کو کہا تو بولے
شور بلبل سے حیا سر میں دھمک ہوتی ہے

جناب شیخ محمد سعید صاحب خورشید شاگرد جناب جلال لکھنوی از شفیع ضلع منٹگمری

جانستان خارِ محبت کی کھٹک ہوتی ہے
مرغِ بسمل سے فزوں دلکی پھڑک ہوتی ہے

اے جنون کب یہ ستارہ نہیں چمک ہوتی ہے
آبلوں میں جو کفِ پا کے جھلک ہوتی ہے

دلِ شیدا اُسے کہتے ہیں جو آرام نہ لے
جو نہیں لگتی وہ عاشق کی پلک ہوتی ہے

ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں ہنسکر وہ مرے سینے سے
کچھ اگر کم مرے چھالونکی تپک ہوتی ہے

داغ بر دل ہو قمر رشک سے خورشید جلے
پر تو رُخ سے وہ جگنی میں چمک ہوتی ہے

شکل ہے زہرہ جبینوں کی وہ زاہد فریب
میں تو کیا اپنے خدا جان ملک ہوتی ہے

دیکھنے والون کی ہین دُور سے آنکھین جلتی
شعلۂ حُسن کی کیا تھرلیک ہوتی ہے

جناب نواب فصیح الملک نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

دل مین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے
اِن حسینون کی غضب نوک پلک ہوتی ہے

اس بہانے سے بہائے سرِ محفل آنسو
کہدیا اُسنے کہ آنکھون مین کھٹک ہوتی ہے

جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوشربا
وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے

سہمے جاتے ہین ڈرے جاتے ہین وہ عاشق سے
کمسنی ہو ابھی اِس سن مین جھجک ہوتی ہے

درد فرقت بھی الٰہی نہ دغا دیجائے
آج یہ کیا ہے کہ تھم تھم کے کسک ہوتی ہے

جسنے سونگھی ہو وہ خوشبو کوئی اُس سے پوچھے
باسی ہار ونکے جو پھولونمین مہک ہوتی ہے

سادہ دل ہین جو انھین آئنہ رو کہتے ہین
آئنے مین کہین بجلی کی چمک ہوتی ہے

پست ہمت کبھی پاتے نہین عالم مین عروج
قاعدہ ہے کہ زمین زیرِ فلک ہوتی ہے

کوئی تو غم ہے جو کی آپنے آرائش ترک
سادگی اور مجھے باعثِ شک ہوتی ہے

جھومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانون کا
عجب انداز سے کچھ انمین لٹک ہوتی ہے

کون بیکس کا معاون ہو بجز ذاتِ خدا
غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے

آتشِ رنگِ حنا نے تو جلایا دل کو
اُسکی تاثیر یہی سرد و خنک ہوتی ہے

وہ بُرائی سے بھی گو غیر کا مذکور کرین
بدگمانی مجھے بے شبہ و شک ہوتی ہے

اِس نزاکت پہ سُنے کیا وہ ہماری فریاد
غنچہ چٹکے تو کہے سر مین دھمک ہوتی ہے

ہاتھ رکھ لیتے ہین وہ ڈر کے کمر پر اپنی
شاخِ گلبن مین ہوا سے جو لچک ہوتی ہے

دل اندھا دُھند ہی آتا ہی ہمیشہ اے داغ
چھان بین اِسمین نہ کچھ چھان پھٹک ہوتی ہے

جناب منشی محمد رفیع صاحب رفیع تعلقدار ازاوندرا ضلع اعظم گڈھ

دل پریشان ہے کمری کی فغان سے صیاد
شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

چیخ اُٹھتے ہین ملک تیر بلا آتا ہے
جب مری آہِ رسا سوے فلک ہوتی ہے

جناب مولوی عبدالغنی صاحب نیا بدایونی

جب مین کہتا ہون مرے دلمین کھٹک ہوتی ہے
ہنسکے وہ کہتے ہین عشاق کو بک ہوتی ہے

کیسے تم نہین کرتے مرے کہنے کا یقین
کیا ہر اک بات مری قابل شک ہوتی ہے

کیا کوئی ٹوٹ رہا یار کا پیکان دل مین
آج کیسی مرے سینے مین کھٹک ہوتی ہے

خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کھاتے ہین
ہجر مین تیرے وہ مے اور یہ گزک ہوتی ہے

عشق بازی کی مذمت ہی یہ موقوف نہین
ناصحون کو تو ہر اک بات کی بک ہوتی ہے

جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی

سر مین اُس جان نزاکت کے دھمک ہوتی ہے
کیون نہ گل سیر مین غنچون کی چٹک ہوتی ہے

آنسوؤن ہی مین نہین ہوتی ہے ساون کی جھڑی
میرے نالون مین بھی بجلی کی کڑک ہوتی ہے

درد دل اُٹھ کے نظر چار و نظرت کرتا ہے
غم کے آنے کی جو محسوس دھمک ہوتی ہے

مین سمجھتا ہون یہی ہے شفق مہر شباب
اُٹھتے جوبن مین جو سرخی کی جھلک ہوتی ہے

شکل کیسی ہو مگر خون مین ہنگام شباب
ڈانک کی طرح یہ جلد دمک ہوتی ہے

دل عشاق مین گڑ جاتی ہے وضع دلکش
تری سج دھج مین عجب نوک پلک ہوتی ہے

لاکھ دو لاکھ مین مین تاڑلون تیری رفتار
کہ تری چال مین اک خاص لچک ہوتی ہے

جو تمہین دیکھ کے ایمان بچا لے اپنا
اُسی انسان مین بس روح ملک ہوتی ہے

وہی کرنے کے لیے ہوتے ہین دانا مجبور
ترے دیوانے کو جس بات کی جھک ہوتی ہے

بادہ غم سے ہوا کرتے ہین عاشق سرشار
سامنے جب دل بریان کی گزک ہوتی ہے

سوز غم نے ترے عاشق کی یہ حالت کردی
دل ہر اک آبلہ اور اُسمین ٹپک ہوتی ہے

نقش ہو جاتی ہے وہ لوح دل دانا پر
تیرے دیوانے کی وحشت مین جو بک ہوتی ہے

سیر گلزار مین شمشاد سے اک گل نے کہا
شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

جناب عبدالحی صاحب شیدا بدایونی شاگرد جناب یاس لکھنوی

جب کوئی بات مری قابل شک ہوتی ہے
پھرون قاصد سے مری یار سے بک ہوتی ہے

یون رخ یار کی چلمن سے جھلک ہوتی ہے
جسطرح ابر مین سورج کی چمک ہوتی ہے

ظاہری حسن بتان پہ نہ فدا ہو لے دل
ارے نادان یہ صندل کی [illegible] ہوتی ہے

ذبح کے وقت مین تڑپا تو وہ قاتل بولا
یہ دکھانے کو بناوٹ کی پھڑک ہوتی ہے

غیر سے گر نہین ملتے ہو تو کہدو کھل کر
بیچ کی بات ہی تو قابل شک ہوتی ہے

اور بھی وار لگاتے ہین وہ اوچھے اوچھے
انکو منظور جو بسمل کی پھڑک ہوتی ہے

ہان چھڑک دو مرے زخمونپہ تامل کیا ہے
تم تو واقف ہو جو تاثیر نمک ہوتی ہے

لخت دل اشک مین تیرتے ہین تو بیجا کیا ہے
مے کے ہمراہ زمانے مین گزک ہوتی ہے

دیکھ لین شیخ تو منہ مین ابھی پانی بھر آئے
دلربا ساغر مے کی وہ جھلک ہوتی ہے

ایسا نازک ہے دماغ انکا کہ وہ کہتے ہین
شور بلبل سے مری سر مین دھمک ہوتی ہے

حال دل سنکے وہ کہتے ہین یہ جھوٹا ہے کوئی
درد ہے جسمین نہان اور چمک ہوتی ہے

کیا تمہارے گل عارض سے ہے گل کو نسبت
نہ چمک ہوتی ہے اسمین نہ دمک ہوتی ہے

یون مری آنکھون مین پھرتا ہے تمہارا جلوہ
جسطرح ابر مین بجلی کی چمک ہوتی ہے

دست نازک سے وہ ماتھے کو دبا کر بولے
شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

بزم اغیار مین جاتے ہین وہ جب اے شیدا
خار غم کی مرے سینے مین کھٹک ہوتی ہے

جناب سید کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری از حیدرآباد دکن

آہ میری جو روان سوے فلک ہوتی ہے
شرم سے برق کی مسدود کڑک ہوتی ہے

جسم پر رونگٹے ہیبت سے کھڑے ہوتے ہین
کیا موثر ترے دیوانون کی بک ہوتی ہے

یاد آتا ہے جو شب کو وہ رخ آتشناک
مثل شعلے کے مرے دلمین بھڑک ہوتی ہے

نالہائے شرر افگن مرے دیتے ہین جواب
جب فلک پر کبھی بجلی کی چمک ہوتی ہے

نہ سنین یہ ستم ایجاد ہماری فریاد
غیب سے عاشق بیکس کی کمک ہوتی ہے

نازکی انکی مجھے قتل نہونے دیگی
تیغ اٹھاتے ہی کلائی مین کسک ہوتی ہے

آج تو اے شب غم زیست کی امید نہین
بیطرح آبلۂ دل مین تپک ہوتی ہے

یاد مژگان صنم چھیڑ رہی ہے دن رات
درد اٹھتا ہے کبھی دلمین کھٹک ہوتی ہے

شیفتہ عشق کے اسرار خدا ہی جانے
غرق حیرت مین یہان عقل ملک ہوتی ہے

جناب محمد ابن علی صاحب شوق بدایونی انگلش کلرک صدر کوتوالی کانپور

اپنی گردش مین جوانونکو پھنسا لینے سے
کیا مسرت تجھے اے پیر فلک ہوتی ہے

نیش عقرب ہے مجھے غیر کی طرز گفتار — بات وہ کرتا ہے یان دلمین کھٹک ہوتی ہے
اڑ گئی نیند شب ہجر مین یارب کیسی — اب تو دم بھر کو نہین بند پلک ہوتی ہے
زلفین کھولے ہوے وہ آئی ہین افشان چنکر — یون سر شام ستارون کی چمک ہوتی ہے
آج کیا باغ مین صیاد نہین ہے کوئی — شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

جناب مبین الرضا صاحب شوخ بدایونی شاگرد جناب شیدا بدایونی طالبعلم مشن اسکول بدایون

چٹکیان لیتا ہے تھم تھم کے خیال رخ یار — آج رہ رہ کے مرے دلمین کھٹک ہوتی ہے
کچھ نئی بات نہین شرم انھین وصل کی شب — سب کو اس عمر مین اس سن مین جھجک ہوتی ہے
یا خدا سینے مین دل ہے کہ کوئی کانٹا ہے — ماجرا کیا ہے جو ہر وقت کھٹک ہوتی ہے
بیحجابانہ ملو غیر سے ملتے ہو اگر — شرم تو اور بھی اک باعث شک ہوتی ہے
سر بیجا بناز اٹھا لیتے ہین مضطر ہو کر — کوے قاتل کی زمین شل فلک ہوتی ہے

جناب محمد شبیر خانصاحب شبیر از امروہہ خلف جناب احمد خانصاحب انسپکٹر پولیس

تیرے کوچے کی زمین تک نہین جاتی یہ کبھی — گو مری آہ رسا تا بہ فلک ہوتی ہے
سنکے افسانۂ غم کو مرے فرماتے ہین — ایسے قصون سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے
پھر ہوا دل کو کسی ناوک مژگان کا خیال — آج کچھ پھر مرے سینے مین کھٹک ہوتی ہے

جناب سید فضل حسین صاحب شوخ حسینی میانہ پورہ شہر سیالکوٹ شاگرد جناب ترحید ابادی

اٹھ گلشن سے وہ یون ناز سے کہکر اے شوخ — شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

جناب صفدر

گیسوئے یار سے سنبل کو نہین کچھ نسبت — اُسمین ہوتی ہے چمک یہ نہ لٹک ہوتی ہے
چلکے مجنون کیطرح سیر بیابان کیجے — یہی رہ رہ کے مرے دلمین سنک ہوتی ہے

جناب مفتی محمد ضیاء الدین صاحب ضیا قاضی پوری اہلکار پولیس ہوبن ضلع اعظمگڈہ

اُس گل اندام کا بیمار ہون نازک ہے دماغ — شور بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے
چیخ اٹھین گے ملک عرش کو جنبش ہوگی — آہ عاشق کی روان سوے فلک ہوتی ہے

جناب طیب علی صاحب طیب سوداگر دارد ہ ضلع اون

باغبان بہرِ خدا کچھ تو تدارک کردے
شورِ بلبل سے مری سر مین دھمک ہوتی ہے

دیکھ پاتا ہے مجھے جب کبھی محفل مین تری
چشمِ اغیار مین کانٹے کی کھٹک ہوتی ہے

جناب علی احمد صاحب عیش قادرگنجی شاگرد جناب بیتاب ازرا نچی

ہم وہی ہین کہ جو آنکھون پہ بٹھاتے تھے ہمین
اب ہمین دیکھکے کیون نیچی پلک ہوتی ہے

شبِ وصلت جو لگاتے ہین حنا پاؤن مین
خون ہو جائے نہ حسرت کا کھٹک ہوتی ہے

جناب منشی مرزا عبدالمجید صاحب فہیم گورکھپوری شاگرد جناب یاس لکھنوی

جب مری آہ کو فرقت مین سنک ہوتی ہے
دل سے اکدم مین وہ بالائی فلک ہوتی ہے

اس سے کچھ طبع مری مائل شک ہوتی ہے
کیون یہ تقریر مین واعظ کی بہک ہوتی ہے

مغز کھا جاتے ہین ناصح کی وہ بک ہوتی ہے
کسکی سنتے ہین جب اپنی انھین جھک ہوتی ہے

اُسکی مژگان کا تو مدت سے نہین مجکو خیال
پھر یہ کیا ہے جو مرے دلمین کھٹک ہوتی ہے

دیکھئے اس بت کی کمر کوئی ذرا وقتِ خرام
شاخِ گل مین بھی نہین ایسی لچک ہوتی ہے

ہوگیا قابلِ نشتر مرے دل کا پھوڑا
بہت اب اے مژۂ یار تپک ہوتی ہے

یادِ عارض مین ہوگیا اشک کے قطرونکو فروغ
دن کو ظاہر کہین تارونکی جھلک ہوتی ہے

دل مین کیا چٹکیان لیتی ہے کسی شوخ کی یاد
آج رہ رہ کے کلیجے مین کھٹک ہوتی ہے

مدحتِ بادۂ اطہر ہو کہ ہجوِ مے ناب
شیخ کی حد بیان بس یہین تک ہوتی ہے

نالہ کیسا مین کرون قصد بھی نالے کا اگر
وہ نزاکت سے کہے سر مین دھمک ہوتی ہے

بار بار آتی ہے گھر گھر کے فلک پر جو گھٹا
غیب سے بادہ پرستونکی کمک ہوتی ہے

وہ پری بنگئے انسان سے شباب آتے ہی
نیے سائے سے بھی ابُ انکو جھجک ہوتی ہے

کھُل گیا حال گیا پیکے جو مین بہرِ نماز
چھپنے والی بھی کہین مے کی مہک ہوتی ہے

اے دل اُس دشمنِ جانی سے تو دانستہ ملا
ورنہ ایسی بھی کہین بھول بھٹک ہوتی ہے

غور سے کوئی سنے حضرتِ واعظ کا بیان
بے پیے آپ کی باتون مین بہک ہوتی ہے

باغِ عالم مین مین یارب کوئی کانٹا تو نہین
پھر یہ ہر ایک کو کیون مجھسے کھٹک ہوتی ہے

ہر ادا اُنکی ہے نشترِ دلِ عاشق کیلیے
اِن حسینون مین غضب نوک پلک ہوتی ہے

فیض اعلےٰ سے ہوا دنیٰ کو جہان مین حاصل
پرتوِ مہر سے ذرون مین چمک ہوتی ہے

جوش مین آتے ہین جسوقت جنابِ واعظ
پھر تو پہرون نہین ختم آپ کی بک ہوتی ہے

کیجیے چلکے امامت کسی مسجد مین فہیم
نشہ ہوتا ہی ہمین جب یہی جھک ہوتی ہے

جناب منشی محمد عبدالرزاق خانصاحب فوق تاجر غازیپور شاگرد جناب ہنر غازیپوری

جب کسی دن نگہِ لطف فلک ہوتی ہے
زخم دل مین مرے کچھ اور تپک ہوتی ہے

بیوفائی کا گلہ ہے کسی کمسن سے فضول
خام کلیون مین بھی دیکھا ہی مہک ہوتی ہے

نالۂ عاشقِ مضطر کو سُنا تو یہ کہا
کون روتا ہی مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

درد سے جنگ ہو فرقت مین کہ بیچینی سی
جب کبھی ہوتی ہی تو دل ہی کو لُک ہوتی ہے

گیسوِ یار کی اُلفت کا چھپے کیونکر راز
مشک کی بھی کہین پوشیدہ مہک ہوتی ہے

اِس ادا پر تو قیامت ہی ازل سے شیدا
خوشخرامی مین جو رہ رہکے لچک ہوتی ہے

یار کے تیرِ نظر کی ہے خلش یہ شاہد
کیونکہ ملتا ہے مزہ کچھ جو کھٹک ہوتی ہے

مُنہ بناکر دمِ گلگشت یہ اُنکا کہنا
شورِ بلبل سے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے

منزلِ عشق ہو طے اب تو یہ ممکن ہی نہین
کہ مرے پاؤنکے چھالونمین تپک ہوتی ہے

اَڑ کے بیٹھا ہے تو اُٹھے گا یہ در سے مرکر
تہر کی عاشقِ جانباز مین جھک ہوتی ہے

غیر آئے نہ ادھر وصل مین رہتا ہی خیال
گو وہ ہوتے ہین مگر یہ بھی کھٹک ہوتی ہے

تم نہ تھے غیر کے گھر رات یہ مانا لیکن
کیون نظر مجھسے ملانے مین جھجک ہوتی ہے

کھول کر زلفین چلے وہ تو نزاکت بولی
بل نہ آجائے کمر مین کہ لچک ہوتی ہے

اُلفتِ یار بھی اے فوق بدلتی ہی بھیس
وصل مین شوق تو فرقت مین کھٹک ہوتی ہے

جناب فیض

اِک قیامت سی عیان زیرِ فلک ہوتی ہے
تیرے دیوانو نکو جسوقت سنک ہوتی ہے

رہروِ کوچۂ جانان کو نہ بہکا زاہد
جاننے والون سے کب بھول بھٹک ہوتی ہے

تھام لیتے ہین جگر اپنے ملک ہاتھو نسے
دل کی دھڑکن کی خبر تا بہ فلک ہوتی ہے

سانس رُک رُک کے جو آتی ہے مرض بڑھتا ہے
دلِ پُرداغ کے چھالونمین تپک ہوتی ہے

ابھی کچھ کچھ ہے خلش تیر نظر کی اے فیض — دم یہ بنجاتی ہے جسوقت کھٹک ہوتی ہے

جناب ناظر خانصاحب مست متوطن شہسرام ضلع شاہ آباد

اسطرح زلف سے چہرے کی دمک ہوتی ہے — جسطرح ابر مین بجلی کی چمک ہوتی ہے
بوسہ مانگا تو کہا آپ تو دیوانے ہین — کہین اسطرح بھی انسان کو سنک ہوتی ہے
کمر یار وہ نازک ہے کہ چلنا تو کہان — دھیان چلنے کا جو آتا ہے لچک ہوتی ہے
باغبان سے ہے گلستان مین یہ گل کی فریاد — شور بلبل سے مری سر مین دھمک ہوتی ہے
کہدو لوگون سے کہ دیوانے سے اچھی نہین چھیڑ — چھیڑ کرنے سے مجھے اور سنک ہوتی ہے
دیکھتا ہون جو خط سبز کو گرد گل رو — خار کیطرح مرے دل مین کھٹک ہوتی ہے
نہین ممکن کہ بتون سے کبھی پہونچے کچھ فیض — کہین پتھر کے بھی پھولون مین مہک ہوتی ہے
مست جب دانۂ انگور کوئی توڑتا ہے — تو مرے آبلۂ دل مین تپک ہوتی ہے

جناب ابو الاحسن ڈاکٹر محمد عبد الغفور صاحب مطیر شاگرد جناب احسان شاہجہانپوری از محمد آباد

روشنی شب کو عجب زیر فلک ہوتی ہے — آسمان تک مری داغون کی چمک ہوتی ہے
تم مری گود مین آ بیٹھو شب خلوت ہے — شرم والون کی یونہین دور جھجک ہوتی ہے
نکہت خلد کی تعریف نکرلے واعظ — اُس سے بڑھکر گل عارض کی مہک ہوتی ہے
جھونکے کھاتی ہے کمر یون دم رفتار اُنکی — جسطرح شاخ گل تر مین لچک ہوتی ہے
جسکو چھیڑا اُسے ظالم نے لہو رلوایا — نشتر ناز حسینون کی پلک ہوتی ہے
اور بڑھ جاتا ہے یہ سلسلۂ عشق مطیر — یاد جب گیسوئے پیچان کی لٹک ہوتی ہے

جناب منشی برہمدیو لعل صاحب مخمور ماسٹر متوطن اکبرپور قائم مقامی اچی

کام مین ضبط سے لیتا ہون شب غم جتنا — آتش ہجر مین اُتنی ہی بھڑک ہوتی ہے

جناب منشی محمد عبد الرحمٰن خانصاحب نیر وکیل دہلی شاگرد جناب یاس لکھنوی

بام پر جو رخ روشن کی جھلک ہوتی ہے — طور پر برق کی گویا کہ چمک ہوتی ہے
بچھڑے جب ملتے ہین ہوتے ہین شگفتہ خاطر — پیش گل بلبل شیدا کی چہک ہوتی ہے
یہ سبب ہے جو نہین کھولتے جوڑا وہ کبھی — بال کھلتے ہین کمر پر تو لچک ہوتی ہے

حسن کا رعب بھی ہوتا ہی قیامت کا رعب / دیکھکر اُنکو مرے دلمین دھڑک ہوتی ہے

وہ گئے اُٹھکے جو پہلو سے اُٹھی دلمین ٹیس / درد اُٹھتا ہے کلیجے مین کھٹک ہوتی ہے

سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین نظر ہے نیچی / شوخ آنکھو نسے عیان آج جھجک ہوتی ہے

آج گلگشت مین نرگس نے اُنھین دیکھ لیا / لگ گئی اُنکو نظر سر مین دھمک ہوتی ہے

جب مین جاتا ہون تو رہتی نہین عزت اُسکی / محفل یار مین دشمن کو یہ زک ہوتی ہے

یون محبت کے پرکھنے کے لیے دل ہیرا / زر خالص کے لیے جیسے محک ہوتی ہے

اپنا دل اُس سے کوئی ہاے بچائے کیونکر / تیز سوفار سے قاتل کی پلک ہوتی ہے

نکہتِ گیسوِ جانان بھی بلا ہے نیتر / ایسے عنبر مین نہ خوشبو نہ مہک ہوتی ہے

جناب سید ابوالحسن صاحب ناطق از رائے پور چھتیس گڈھ

اور بڑھتے ہین اُبھرے ہوے سینے کے خیال / تم اکڑتے ہو تو فتنون کو کمک ہوتی ہے

ہوش اُڑ جاتے ہین خوبانِ جہان کے آگے / جلوۂ طور کی شیخ المنین جھلک ہوتی ہے

ہجر کا قصہ سُنا جب تو وہ بولے ناطق / آپ کی بات بھی دیوانونکی بک ہوتی ہے

جناب محمد نظیر خانصاحب نظیر اٹاوی مشن اسکول کاسگنج ضلع ایٹہ شاگرد جناب ساغر اکبرآبادی

کس نزاکت سے چمن مین وہ یون فرماتے ہین / شور بلبل سے مری سر مین دھمک ہوتی ہے

مائل نوکِ مژہ گر نہین دل اپنا نظیر / کسلیے سینۂ پرغم مین کھٹک ہوتی ہے

جناب یوسف خانصاحب خاکی تلمیذ حضرت نورالدین احمد صاحب انور از کلکتہ

فرمائشی

ہو سکے کب رُخِ جانان کی یہ ہمسر آفتاب / سامنے آئینۂ رخ کے ہی اختر آفتاب

دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ تابان یار / ہے درخشان سینۂ صافی کے اندر آفتاب

جستجو سے رشک مین صبح سے تا وقت شام / مثل چرخ چنبری کھاتا ہے چکر آفتاب

گر مرے پہلو مین دیکھے طلعتِ مہتاب کو / رشک سے جلکر بنے مانندِ اخگر آفتاب

دیکھکر صورت مرے رشکِ قمر کی صبح کو / بنگیا ہے آئینہ حیران ششدر آفتاب

لطفِ شبنم دیکھنے جائے جو تو گلزار مین / صبحدم تجھپر کرے موتی نچھاور آفتاب

کب ثنائے حسن دلبر ہو سکے خاکی رقم / خال رُخ اختر ہوا اور چہرۂ انور آفتاب

ایک مزیدار نظم

مصنفہ خان بہادر سیّد اکبر حسین صاحب جج اسمال کاز کورٹ فیلو آف یونیورسٹی الہ آباد

سیدسے آج حضرتِ واعظ نے یہ کہا
چرچا ہے جابجا ترے حالِ تباہ کا

سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لا الٰہ کا

ہے تجھسے ترک صوم و صلواۃ و زکوۃ و حج
کچھ ڈر نہین جناب رسالت پناہ کا

شیطان نے دکھا کے جمالِ عروسِ دہر
بندہ بنا دیا ہے تجھے حبِ جاہ کا

اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہے راہ کا

افسوس ہے کہ آپ ہین دُنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو رنگ ہے شام و پگاہ کا

یورپ کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

وہ آب و تاب و شوکت ایوانِ خسروی
وہ محکمون کی شان وہ جلوہ سپاہ کا

آئے نظر علوم جدیدہ کی روشنی
جس سے خجل ہے نورِ رُخِ مہر و ماہ کا

دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کسن مسون سے ذکر ہو اُلفت کا چاہ کا

نوخیز دلفریب گُل اندام نازنین
عارض پہ جسکے بار ہو دامن نگاہ کا

رُکیے اگر تو ہنس کے کہے اک بُتِ حسین
وَل مولوی یہ بات نہین ہے گناہ کا

اُسوقت قبلہ جُھک کے کرون آپکو سلام
پھر نام بھی حضور جو لین خانقاہ کا

پتلون و کوٹ بنگلہ و بسکٹ کی دُھن بندھے
سودا جناب کو بھی ہو ٹرکی کلاہ کا

گوشے مین یون تو بیٹھکے منبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا

مصرع طرح

پرچہ پہونچتے ہی اسطرح مین (پرسان نہین بیمارِ محبت کا قضا بھی) قضا ادا قافیہ بھی ردیف

۲۵ اپریل تک اسطرح مین (دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون) گرفتار تلوار قافیہ ہو تو کیون ردیف

دلفگار - دہلی کی زبان میں موثر داستان جذب الفت اثر محبت قیمت ۸ر

ترچھی نظر کامل - درد و قلق کی موثر داستان - نہایت دلکش ناول قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر

جذب دل - صرف حسرت والم ۱۲ر

شرارت - لندن کے چالاک آدمیون کی عجیب غریب شرارت آمیز داستان جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہے قیمت ہر دو حصہ ۱۰ر

سلیمان و فرزانہ - ایک مزیدار اور پرتخیل ناول قیمت ۸ر

شعلۂ جوالہ - اتفاق کا قابل قدر شعبہ یا غیرت کے نام سے جا ملا۔ جوش کا معیار۔ سچی الفتون کا دلکش مرقع اور اپنی پسند پر شادی ہونیکا نہایت ہی ضروری مسئلہ قیمت ۸ر

آرزوے دید جسمین محمد شاہ رنگیلے کے دربار کا فوٹو۔ اسکے عہد حکومت کا ایک دلکش واقعہ۔ عشق و محبت اور فرقت کے بیتاب سین۔ خاندان مغلیہ کی تباہی۔ نادر شاہی حملے۔ دہلی کا قتل عام۔ قیمت ۱۰ر

جوش شباب - ایک با نتیجہ اور مفید ناول قیمت ۶ر

عصمت سا ہی ناول کو دیکھکر ہنستے ہنستے پیٹ مین بل نہ پڑجائین تو ہمارا ذمہ۔ قیمت ۸ر

بھولے نواب - ایک مزے کا ناول قیمت ۶ر

شہید ناز کامل - دو دُکھے ہوے دلون کا بالکل سچا اور پردرد قصہ عشق کے سوز و گداز حسن کے راز و نیاز - دل پرغم کی سوزآہین -

وصل و فراق کی جیتی جاگتی تصویرین قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر

سوز الفت - رشک رقابت کے حیرت انگیز جھگڑے - غلط فہمیو نکے برے نتائج - کامیابی کے بعد یاس یاس کے بعد کامیابی قیمت ۱۲ر

سلیم و چندر کلا - ایک تاریخی و عجیب ناول قیمت ۱۴ر

سلیمہ - ایک نہایت ہی پلیہ پردرد ناول - قیمت مجلد ۸ر

مسٹریز آف کابل - اگر آپکو کابل کے پیچیدہ اور دلچسپ حالات پڑھنا ہین تو اس ناول کو پڑھیے جو خاص کابل کے ایک رئیس زادے کی تصنیف ہے - قیمت ۱۰ر

عیار قلندر - سُراغرسانی کے متعلق ایک عجیب اور عمدہ ناول ۸ر

قزاق کی بیٹی - ایک نہایت عمدہ اور حیرت انگیز ناول قیمت ۸ر

کرنیل کی بیٹی - ایک منتخب انگریزی ناول کا ترجمہ نہایت عمدہ اور دلچسپ ناول ہے قیمت ۸ر

زبردستی کا خون حسین پرستونکو بیچین کردینے والا قصہ قیمت ۱۴ر

حسن بیگ کی ہسٹری ایک علمی اور اخلاقی ناول قیمت ۱۴ر

عمدہ اور مفید کتب

سفرنامہ روم و مصر و شام جسکو شمس العلما مولانا شبلی نے روم و مصر و شام کے سفر سے واپس آکر ترکونکی تمدنی حالت اور حسن معاشرت سے عوام کو آگاہ کرنے کیلیے لکھا ہے۔ ۱۲ر

دیوان یاس - بالکل تیر و نشتر ۱۲ر

محاربۂ فرانس و پرشیا - فرانس و پرشیا مین جو جنگ ہوئی ہے اسکی مفصل کیفیت قابل دید قیمت عہ

جلاء العینین جسمین محققانہ طور پر نہایت پُر زور تقریر مین مسئلہ ترک رفع الیدین ثابت کیا گیا ہے قیمت ۱۲ر

المامون مع الجزیہ - بیمثل کتاب اپنی آپ نظیر مصنفہ مولانا شبلی قیمت عہ

دل و جان - جناب تسلیم نے یہ مثنوی ناول کے رنگ پر لکھی ہے۔ ۸ر

فریاد داغ - فصیح الملک حضرت داغ کی لاجواب مثنوی جسکا ہر شعر دل مین چٹکیان لیتا ہے قیمت ۱۲ر

مضمونہای دلکش - جناب جلال لکھنوی کا تیسرا دیوان - قیمت عہ

دستور الفصحا - جناب کمال خلف جناب جلال کا متروکات شاعری کے متعلق مفید رسالہ - قیمت ۶ر

ملخص تسلیم جناب تسلیم سہسوانی مرحوم جو فن تاریخ گوئی مین مسلم الثبوت استاد مانے گئے ہین انکی لاجواب کتاب در خاص تاریخ گوئی - قیمت عہ

ایضاح مع ازاحۃ الاغلاط و اصلاح جو شعرا و انشا پردازونکو نہایت ہی مفید ہے - قیمت فی جلد ۶ر

منتخب القواعد - غلط الفاظ کی تحقیق مین حضرت جلال لکھنوی کا عمدہ رسالہ - قیمت فی جلد ۱۲ر

حبل المتین - قیمت ۶ر

اوشحۃ الجید - قیمت ۱۲ر

ترجمہ لکچر ڈاکٹر لیٹنر قیمت ۲ر

لکچر اشاعت اسلام - ۱۲ر

مقالات علی ابن ابیطالب - ۲ر

آہ بیوگان - قیمت مجلد ۲ر

المشتہر - محمد نثار حسین نثار مہتمم قومی پریس و پیام یار لکھنؤ چوک

پیام یار
مرتبہ
خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانۂ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار
نمبر ۵
بابت ماہ
سنہ ۱۹۰۳ء
جلد ۲۱
ضروری ہدایتیں

بقیہ طرح پیام یار

پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

جناب سید انور حسین صاحب آرزو لکھنوی خلف صغیر جناب یاس شاگرد جناب جلال

مایوس نہ پہنچی ہے اجابت سے دعا بھی — اب تو نہین سنتا ہے مری اب یہ خدا بھی
تسکین نہین انکی تسلی سے ذرا بھی — اُس درد کا مارا ہون کہ عاجز ہے دوا بھی
کہتے ہین خدائی یہ بتان خوش ادا بھی — کیا بھول گیا خلق انھین کرکے خدا بھی
تو طالب دیدار وہ پابند حیا ہین — شکوہ ترا بیجا بھی ہے اے شوق بجا بھی
پوچھو نہ گرانجانی بیمار محبت — آتے ہوئے نزدیک لرزتی ہے قضا بھی
سو رنگ ہین خود حسن حقیقی کے ہین صدقے — ہاتھون کو ترے دیکھ کے پستی ہے حنا بھی
دونون مین کوئی تو مری مشکل کرے آسان — موجود مین وہ بھی سر بالین ہے قضا بھی
کیا فائدہ آنے سے اگر بیٹھے ہو خاموش — آخر کوئی بیمار محبت کی دوا بھی
بیوجہ اُٹھاتے ہین جفاؤن پہ جفائین — کیا چیز زمانے مین ہے امید وفا بھی
جانا مرض ہجر کو بھی راز محبت — اُن منہ سے نہ نکلی جو ہوا درد سوا بھی
جب گردش چشم اُسکی پلٹ دیتی ہے تقدیر — کچھ کام نہ آئیگا مقدر کا لکھا بھی
لو ہونٹ سیے جاتے ہین بوسے کی طلب پر — جیسی تھی خطا ملگئی ویسی ہی سزا بھی
تاثیر نے منہ پھیر لیا عشق بتان مین — فریاد کرین کیا نہ سنے جبکہ خدا بھی
انجام محبت کا نتیجہ ہوا اُلٹا — بدلی ہوئی ہے کچھ نظر اہل وفا بھی
کچھ چھیڑ بھی شائے بری ہے کہ بھلی ہو — اب منہ سے نہ بولوگے تو پھر ہوگی خطا بھی
اللہ رے ترا رعب دم عرض تمنا — تھراتی ہوئی منہ سے نکلتی ہے صدا بھی
مجبور سمجھ کر نہ کرین سیر خیابان آپ — مرجانے مین عاجز نہین پابند وفا بھی

جناب محمد بیدار بخت صاحب بیدار شاگرد جناب نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی

شوخی ہے کچھ اس بت مین تو کچھ شرم و حیا بھی
کچھ ناز و کرشمہ ہے کچھ انداز و ادا بھی

عاشق کو جو اک حال مین رکھا تو مزا کیا
کچھ جور و ستم بھی ہو تو کچھ مہر و وفا بھی

اللہ رے افسانۂ آشفتگی دل
ہے سنکے پریشان جیسے زلف دوتا بھی

کہتے ہین وہ محشر مین [illegible] کرینگے
ہو جائیگی طرفدار ہمارا جو خدا بھی

اے چارہ گرو عشق کا آزار ہے مجکو
ہوتی ہے کہین ایسے مریضونکو شفا بھی

کس طرح دعا وصل کی اللہ سے مانگون
[illegible] اٹھتے نہین اب دست دعا بھی

شکوہ [illegible] جور کا ظالم سے کہا یہ
معشوق سے چھپتی ہے کہین طرز جفا بھی

موت آئے شب ہجر مین یہ کسکو یقین ہے
آتی ہے کہان ایسی مصیبت مین قضا بھی

جناب مولوی ارشاد حسین صاحب بیتاب [illegible]

الفت مین ہمین پر ہو ستم اور جفا بھی
[illegible] کی ہو آفت بھی مصیبت بھی بلا بھی

اب کونسی ذلت ہے تری عشق مین باقی
[illegible] ہے خوار بھی انگشت نما بھی

ہم پہلے ہی کہدیتے ہین وہ پردہ نشین ہین
[illegible] شرم و حیا بھی

ایضاً نعتیہ

روشن ہین [illegible] نور محمد کے بدولت
خورشید بھی افلاک بھی [illegible] بھی

تم سے نہ کوئی بڑھکے ہے اے سید عالم
تم عاشق مولا بھی ہو محبوب خدا بھی

اے ماہ عرب حسن خدا داد پہ تیرے
بیتاب دل و جان سے ہے قربان بھی فدا بھی

جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب تکلف محرر پولیس اسٹیشن بدھنون ضلع کانپور

دل مین تو در آیا تھا جگر کی بھی خبر لی
[illegible] غضب تو [illegible] تیر ادا بھی

مین ہلنے نہ پانے مین وہ ارمان بھرا ہون
[illegible] یہ مرے ہاتھونکو ملتی ہے قضا بھی

تمنے جو مجھے شکل دکھائی بھی تو کسوقت
کیا دیکھتا جی بھر کے مجھے ہوش رہا بھی

ساغر کا کوئی دور ہو کیا دیر ہے ساقی
[illegible] بھی ہے صنم بھی ہے گھٹا بھی

پچھتاتے بھی ہین ظلم بھی کرتے ہین وہ مجھپر
یہ طرفہ تماشا ہے کہ وفا بھی ہے جفا بھی

ہین قافلہ والونکو کہان ڈھونڈھون تکلف
ملتا نہین انکا کہین نقش کف پا بھی

جناب منشی عطا احمد صاحب جوش بدایونی شاگرد جناب شہید بدایونی

افسانۂ غم حال دل اُس بُت سی کہا بھی
رحم آیا نہ لیکن ستم آرا کو ذرا بھی

مین طالب بوسہ جو ہوا غیر کے آگے
فرمایا کہ جاتی رہی اب شرم و حیا بھی

دیکھی نہین جاتی ترے بیمار کی حالت
اسکو نظر یاس سے تکتی ہے قضا بھی

رہ رہ کے مرے دلپین جو وہ لیتے ہین چٹکی
شامل ہے لڑکپن کی جفاؤن مین ادا بھی

ٹھکراتے ہین ٹھوکر سے نشان قبر کا میری
دیتے نہین وہ چین مجھے بعد فنا بھی

ملتی نہین راحت کسی پہلو شب ہجران
کمبخت بُری ہوتی ہے فرقت کی بلا بھی

جناب علی محمد بھائی صاحب حیا از اوجین

وہ رشک مسیحا جو عیادت کو مری آئے
ٹل جائے مری آئی ہوئی پھر تو قضا بھی

فرقت مین نہ تم آئے تو وہ بھی نہین آئی
ملتی ہو تری خو سے بہت خوی قضا بھی

گلشن مین مقرر کسی گلرو کی ہے آمد
اترائی ہوئی چلتی ہے جو باد صبا بھی

اب کون سنے حال دل زار حیا کا
پُرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

جناب سید برکت علی شاہ صاحب حسرت ہیڈ کلارک پلٹن نمبر ۲۴ مدراس انفنٹری چھاؤنی سکندر آباد دکن

گر تیغ بکف آئے ہین جھنجھلائے ہوئے وہ
ہنستے ہوئے نکلے ہین ادھر اہل وفا بھی

جناب محمد سعید صاحب خورشید شاگرد جناب جلال لکھنوی از شفیع ضلع منٹگمری

بیمار کی تیرے کوئی مشکل ہے دوا بھی
دے شربت دیدار تو ہو جائے شفا بھی

کیا کہتے ہو تم ہم نہین سننے کے تمہاری
کیا تم نہ سنوگے تو سنے گا نہ خدا بھی

ساقی ترے قربان چلے جام مئے ناب
مستون کی طرح جھومتی آتی ہے گھٹا بھی

یہ مان لیا جیب مین صاحب کی نہین ہے
آخر دل گم گشتہ کا کچھ میرے پتا بھی

لیجائیگی قسمت نہ سر منزل مقصود
بالفرض اگر جان سے مین اپنی گیا بھی

کیون مُنہ کو دوپٹے سے چھپاتے ہو شب وصل
آجاتی ہے گھر مین مرے آتے ہی حیا بھی

پابوسی جانان کی تمنا ہے یہان تک
قدمون پہ گرا اسکے جو غش کھا کے گرا بھی

مین آپ کلیجے سے لگا لونگا اُٹھا کر
اے ترک ترا تیر کرے گا جو خطا بھی

خورشید اُٹھا ہاتھ پرستش سی بتون کی　　اے مردِ خدا چاہیے کچھ خوف خدا بھی

جناب محمد علیم اللہ صاحب خیالی مبارکپوری مقیم برہانپور شاگرد جناب ہنر غازیپوری

ہو تیغ نظر تیری توجہ جو ذرا بھی　　مرجاؤن مگر لون نہ مین احسان قضا بھی

بیمار محبت کی ہے پھر کوئی دوا بھی　　دیدے جو جواب اسکو مسیحا بھی خدا بھی

کیا کیجیے فریاد بھی کی آہ و بکا بھی　　پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

اب اسکی کوئی کیا کرے تدبیر بتاؤ　　روٹھے ہوے بیٹھے ہین وہ بیجرم و خطا بھی

اُف تک نہین کرتے یہ ہمارا ہی جگر ہے　　سہتے ستم چرخ بھی ہین تیری جفا بھی

اُس غیرت عیسیٰ سے کوئی اتنا تو پوچھے　　کی درد محبت کی کبھی تونے دوا بھی

مانا کہ گذر نیند کا دشوار ہے لیکن　　سو جاتی ہے کیا ہجر مین تاثیر دعا بھی

دیکھا جو تڑپتا مجھے اُس بت نے تو ہنسکر　　فرمایا کہ آتی نہین ایسون کو قضا بھی

رگ رگ کے چلا تیغ کہ تھم تھم کے بہے خون　　بسمل کو تڑپنے مین تو کچھ آئے مزا بھی

جاتے ہین سوے غیر مری قبر سے ہوکر　　کرتے ہین ستم پردہ ستم بعد فنا بھی

آمد کی خوشی کیا ہو خیالی کو ستمگر　　سنتے ہین ترے ساتھ ہی آتی ہے قضا بھی

جناب یوسف خان صاحب خاکی تلمیذ حضرت نور الدین احمد صاحب نور از کلکتہ

کچھ لطف و عنایات ہے کچھ مکر و دغا بھی　　کچھ جور و جفا اُسمین ہے کچھ مہر و وفا بھی

اب جذبۂ اُلفت کا اثر کچھ نہین خاکی　　بیکار ہے بیکار ہے یہ آہ و بکا بھی

جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب خلیل بھڑوچی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

وعدے پہ نہ آیا وہ بت ہوش ربا بھی　　پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

جناب ذاکر از کراچی بندر کیاماڑے

مینا بھی ہے ساغر بھی ہے وہ حور لقا بھی　　اے شیخ کچھ اب آئیگا پینے مین مزا بھی

تم چھوڑ گئے کیا کہ نہین موت بھی آئی　　پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

حیران ہین اک دل کرین ہم کسکے حوالے　　غمزہ بھی طلبگار ہے شوخی بھی ادا بھی

غیرون ہی سے سنتے رہے تم روز شکایت　　حال دل پر درد کبھی میرا سنا بھی

جناب اعجاز الدین صاحب نازور بدایونی

شر مین نہین خوف گناہونکا ذرا بھی
احمد بھی مددگار ہین اور شیر خدا بھی

سف وہ حسین تھے کہ تصدق تھی زلیخا
اور تم ہو وہ محبوب کہ عاشق ہے خدا بھی

نت کو تری حشر مین کیا خوف ہو شاہا
رحمت کی نظر سے اسے دیکھے گا خدا بھی

ِدے تو جلاتے ہو بہت حضرتِ عیسیٰ
بیمار محبت کی کچھ آتی ہے دوا بھی

و جاؤن اگر خاک تو اکسیر بنون مین
اے آتشِ فرقت مجھے للہ جلا بھی

مدم مرضِ عشق مین کچھ درد نہین ہے
آتی ہے عیادت کے لیے روز قضا بھی

اے اشک بہا جلد مجھے جانب بطحے
اے شوق مجھے راہ مدینہ کی دکھا بھی

غریہ کیا ہے مرضِ عشق نبیؐ نے
بستر پہ مجھے ڈھونڈھتی پھرتی ہے قضا بھی

ئے ہو اگر چہرۂ پُرنور دکھانے
عاشق ہے خدا جسپہ دکھاؤ وہ ادا بھی

لے نازور نکر فکر فقط نور نہ ہوگا
آئیگی تری قبر مین جنت کی ہوا بھی

جناب مولوی عبد الغنی صاحب زیبا بدایونی

ہراہی اگر قتل تمہین مدِ نظر ہے
حاضر ہون کہ مرنے سے نہین خوف ذرا بھی

ن یہ نہین کہتا کہ کرو ظلم سے توبہ
سُنتا ہون کہ سُنتا ہے غریبونکی خدا بھی

س دل سے کرون تمین ستم و جور کا شکوہ
دیتی ہے مزا زہرہ جمالونکی جفا بھی

م لاکھ ستم کرتے ہو مین اُف نہین کرتا
دیکھی ہے کبھی غیر مین میری سی وفا بھی

لطف تو کرتا ہے بہت اُنپہ ستمگر
لازم ہے کہ تھوڑی سی غیرونپہ جفا بھی

کیا تری فرقت مین تو وہ بھی نہین آتی
پُرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

ناب منشی محمد عمر صاحب سُہیل سورتی تلمیذ ابو الاحسان جناب اعجاز بھروچی

مزہ ترا خونریز ہے قاتل ہے ادا بھی
اِک قہر الٰہی سے ہے یہ اندازِ جفا بھی

اصل حظِ صحبت ہو ملے مے کا مزا بھی
اے زاہدِ نادان کبھی میخانے مین آ بھی

تشخیص مرض ہو چکی اے رشکِ مسیحا
بیمار محبت کو ملے کوئی دوا بھی

رساتا ہے کیون عاشق جانباز کو اتنا
تجکو بتِ ترسا نہین کچھ خوفِ خدا بھی

مر کے بھی نہ دیکھے گا ترا عاشق صادق
گر سامنے آ جائے کوئی حور لقا بھی

جناب مولوی محمد عمر صاحب سوز یو۔ جی۔ اے باؤنی لکھنوی مقیم لاہو ظفر منزل

ہر روز تو ملتا ہے مگر پھر ہے خفا بھی
وہ خود ہے نرالا تو نرالی ہے ادا بھی

اس بارے میں اوروں کی شکایت ہو کہانتک
پرساں نہین بیمار محبت کی قضا بھی

جناب مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی مینیجر مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور

کیا چشم ستمگر نے کہا تمنے سنا بھی
نظروں کا نشانہ کبھی ہوتا ہے خفا بھی

مین جان سے بیزار وہ آتی نہین مجھ تک
چلتی ہے عجب ناز سے شمشیر قضا بھی

جب آنکھ لڑاتے ہو ملا لیتے ہو دل کو
تم آپ نرالے ہو نرالی ہے ادا بھی

اے اہل نظر مجکو حقارت سے نہ دیکھو
مین ننگ خدائی ہوں مگر شان خدا بھی

آیا جو دم نزع وہ سرمایۂ لذت
اس موت کی تلخی نے دیا مجکو مزا بھی

مانا کہ نہ منہ موڑینگے دلدادۂ تسلیم
اے بانی جور و ستم اک روز وفا بھی

انسان کو درپیش ہے جب راہ عدم کی
کیا فائدہ کچھ روز جو دنیا مین جیا بھی

عشاق مین معشوق تو معشوق مین عاشق
مجھسا کوئی مخلوق زمانے مین ہوا بھی

تسکین نہین ہوتا ہے ترے حسن کا مذکور
وہ بات تو بھاتی ہی نہین مجکو ذرا بھی

مین سر بگریبان ہوں وہ آتی نہین اب تک
محجوب ہے کیا میری طرح میری دعا بھی

اے برق تجلی مرے قربان بتا دے
کچھ خرمن ہستی سے مرے آج بچا بھی

اک بوسہ وہ دیکر مجھے کر دیتے مین بیتاب
انعام جو دیتے ہین تو کرتے ہین سزا بھی

ٹھنڈی کرون آنکھین کہ مزے لوٹون لبشکر
شفاف شب ماہ ہے ٹھنڈی ہے ہوا بھی

کیونکر نہ غضب وصل وہ کھل کھیلتے مجھسے
شوخی سے متانت بھی ہوئی مات حیا بھی

اس پنجۂ رنگین سے مراد دل ہی نہین خون
پامال ہوا کرتی ہے ہر روز حنا بھی

تنہا نہین ملتا ہے کبھی لطف شب ماہ
ہو سیر مین ہمراہ کوئی ماہ لقا بھی

لب ہی نہین مژگان سے سیے چین جبین نے
باندھے ہے مرے ہاتھون کو وہ زلف دوتا بھی

اک بوسہ اگر دوگے تو احسان ہی کیا ہے
دل لیکے عوض مین مجھے کچھ تمنے دیا بھی

حل میں نے کیا خوب ہی اُلفت کا معمّا
اک عمر تک اسکا مجھے خلجان رہا بھی

بیجا ستم و جور کوئی اور سہے گا
اے بُت یہ سمجھ لے کہ مین کہتا ہون خدا بھی

کیا نام کیا ہے چمن دہر مین تمنے
شمشاد تو ہو رکھتے ہو کچھ نشو و نما بھی

جناب محمد عبد الحی صاحب شید بدایونی شاگرد جناب یاس لکھنوی

جانبازون کو مرنے سے نہین خوف ذرا بھی
ہم تجکو نہ چھوڑینگے جو کٹجائے گلا بھی

حالت یہ بنائی ہے غم عشق بتان نے
سر پیٹے گی آ کر مرے بالین پہ قضا بھی

بُت گر نہین سنتے ہین تو شکوہ نہین انکا
سنتا نہین بیمار محبت کی خدا بھی

کچھ مین بھی وہ سفاک کہ ہے جوش جوانی
کچھ شوخ بناتا ہے اُنھین رنگ حنا بھی

ہم سے جُدا ہین نہ مسلمان ہین نہ کافر
کچھ عشق بتون کا بھی ہے کچھ یاد خدا بھی

ناحق مجھے دشنام سناتے ہو مری جان
اتنا تو بتا دو کہ کوئی میری خطا بھی

مشتاق شہادت ہون یہ کیون دیر ہے قاتل
کیا سوچتا ہے تیغ اُٹھا وار لگا بھی

حیران ہون کیسے دل مین اسے کس سے بچاؤن
دل مانگتی ہے یار کی شوخی بھی حیا بھی

آئے تو ہو بیمار کے درمان کو مسیحا
آتی ہے تمہین درد محبت کی دوا بھی

چپ ہو کے سر کیا تو مجھے مین کچھ نہین کہتا
ہے اور وفادار کوئی میرے سوا بھی

خود ہی تو مجھے چھیڑتے ہین پاس بٹھا کر
ہو جاتے ہین پھر باتون ہی باتون مین خفا بھی

چھیڑا جو شب وصل تو جھنجھلا کے وہ بولے
کمبخت تجھے آتا ہے کچھ اسکے سوا بھی

شید انہ گنوا عمر روان عشق بتان مین
کر بیٹھ کے مسجد مین کچھ اب یاد خدا بھی

جناب محمد یار خان صاحب شاغل بریلوی شاگرد جناب قیصر بریلوی

بیچون سے تری زلف کے ڈرتی ہے بلا بھی
ترسان تری تلوار سے رہتی ہے قضا بھی

عشاق پریشان ہین تو بیوجہ نہین ہین
زلف سیہ یار سے ڈرتی ہے بلا بھی

ہے کونسا انداز جو اُس گل مین نہین ہے
صورت بھی ہے سیرت بھی ہے شوخی بھی حیا بھی

غم دور ہو مسرور رہو دل رنج ہو کافور
ہو جائے اگر یار کے کوچے کی ہوا بھی

نخوت نہ ہو اُس شوخ کو کیون حسن پہ اپنے
صورت بھی ہے انداز بھی ہے ناز و ادا بھی

جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب شوق دینانگری ضلع گورداسپور

برباد کیا دل کو جب اُس بت سے لگا کر
اُلفت کا ملا پھل یہی محبت کا مزا بھی

عیسیٰ سے بھی فرقت کا مداوا نہین ہوتا
پُرسان نہین بیمارِ محبت کی قضا بھی

نکلا مرا دم جب وہ عیادت کو مری آئے
جبتک وہ نہ آئے تھے نہ آتی تھی قضا بھی

جناب سید نصیر حسین صاحب ضیا دہلوی اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر گوڑا شاگرد جناب داغ دہلوی

اُس بت کی طبیعت مین نہین رحم ذرا بھی
انداز بھی سفاک تو قاتل ہے ادا بھی

کچھ کم نہ تھی میرے لیے فرقت کی بلا بھی
لو اور سنو ڈھونڈھتی ہے مجھکو قضا بھی

سجدہ کبھی بت کو نہ کیا ہے نہ کرینگے
پتھر کو کہین پوجتے ہین مردِ خدا بھی

دل توڑ کے کہتے ہو کہ فریاد نہ کرنا
جب ٹوٹتا ہے شیشہ تو آتی ہے صدا بھی

جلنے نہین دیتی ہے مری شمع لحد کو
برگشتگیِ بخت سے بگڑی ہے ہوا بھی

جیسا کہ گیا دن کا لڑکپن مین مزہ ہے
جب ہوش کے دن آتے ہین آتی ہے حیا بھی

تدبیر سے بڑھتی ہے ضیا اور تپِ عشق
اس درد کی نادان کہین ملتی ہے دوا بھی

جناب حکیم شکر اللہ صاحب صبا متوطن قصبہ بڑاگاؤن ضلع بلیا

بیزار مسیحا ہے تو کچھ غم بھی نہ اسکا
پرسان نہین بیمارِ محبت کی قضا بھی

جناب منشی ونایک پرشاد صاحب طالب بنارسی مقیم بمبئی شاگرد جناب نواب فصیح الملک داغ دہلوی

سو بار بلایا اُسے وہ بھی نہین آئی
پرسان نہین بیمارِ محبت کی قضا بھی

جب جاتی ہے کر آتی ہے افلاک سے باتین
لیتی ہے تعلّی کی مری آہِ رسا بھی

کیا لطف جو تم قتل کرو آنکھ بدل کر
ہو ساتھ لگاوٹ کے تو دیجائے مزا بھی

تمسے تو مرا حال ہی دیکھا نہین جاتا
کیا اور ستم ہوگا کوئی اس سے سوا بھی

لب رشکِ مسیحا ہے چھری چین جبین ہے
قاتل ترے قبضے مین شفا بھی ہے قضا بھی

جناب سید بشارت حسین صاحب ظہیر شاگرد جناب سفیر لفٹنٹ توپخانہ سرکار عالی شاگرد جناب امیر

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب حال ہے میرا
تم مجھسے جو کھنچتے ہو تو کھنچتی ہے قضا بھی

درپردہ لگاوٹ کے جو انداز ستم مین
کرتی ہے غضب اور ستمگر یہ حیا بھی

دل وہ دن کہ نہ دون آپکو یہ سوچ رہا ہون
بیجا ہے یہ اندیشہ مرا اور بجا بھی

راضی بھی رہا کرتے ہین ناراض بھی اکثر
وہ کوستے بھی ہین مجھے دیتے ہین دعا بھی

لکھدو انھین خط مین یہ ظہیر سخن آرا
جو اہل وفا ہین کہین کرتے ہین دغا بھی

جناب عبدالعزیز خانصاحب عزیز شاگرد جناب داغ دہلوی از ضلع بام برار

کرتی نہین تاثیر مسیحا کی دوا بھی
پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

ہم لوٹ گئے یار کی شیرین سخنی پر
ہر بات ہے دلکش تو نرالی ہے ادا بھی

انداز و ادا سے ترے اے قاتل دوران
مین کیا ہون کہ بچ بچکے نکلتی ہے قضا بھی

کوسا ہی کیا کرتے ہو ہر دم مجھے صاحب
یا میرے لیے کوئی نکلتی ہے دعا بھی

جس سمت چلی سیکڑون کشتے ہی نظر آئے
شمشیر قضا ہے مرے قاتل کی ادا بھی

مشتاق فقط ایک جفا ہی مین نہین وہ
قاتل بھی ہے سفاک بھی ہے ہوشربا بھی

حورون مین کرشمے وہ کہان ہین جو ہین تم مین
انداز نئے ہین تو نرالی ہے ادا بھی

کیون کھاتے ہو گالی طلب بوسہ پہ ہر دم
اے حضرت دل تمکو ہے کچھ شرم و حیا بھی

زاہد کو عبث بادہ گلگون سے ہے نفرت
کمبخت نے اسکا کبھی چکھا ہے مزا بھی

اے حضرت دل زلف پہ مائل تو ہوے ہو
آتا ہے تمہین کچھ عمل رد بلا بھی

دم میرا عزیز آج کشاکش مین پڑا ہے
بالین پہ ہے وہ رشک مسیحا بھی قضا بھی

جناب شمبدیال صاحب عاشق قصوری شاگرد جناب وحید قصوری

پردہ رخ پرنور سے للہ ہٹا بھی
للچائی نگاہون کو جھلک اپنی دکھا بھی

مین خوب سمجھتا ہون تری ہاتھون مین ای یار
کچھ خون شہیدان بھی ہے کچھ رنگ حنا بھی

اتنا بھی نہین کوئی کہ دیکھے مری حالت
پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

للہ کرو رحم دل زار پہ میرے
اتنا تو کہو مجھسے ہوئی کوئی خطا بھی

شکوہ سے وہ تعبیر وہین کرتے ہین عاشق
ہاتھ اپنے اٹھا کر جو مین کرتا ہون دعا بھی

جناب محمد یحیی علی صاحب عاصی کاکوروی [illegible] حسن جہان آباد

پھنس جائین گل زخم بدن بعد فنا بھی
آئے جو ادھر کوچہ قاتل کی ہوا بھی

سفاکیِ قاتل کا یہ ٹھہرا ہے دمِ قتل
مقتل مین اب آتے ہوئے ڈرتی ہے قضا بھی

بیتاب ہون بسمل ہون تڑپتا ہون یہ شوق
صدقے ترے قاتل کوئی ہاتھ اور لگا بھی

اے شوق شہادت تو دکھا دے یہ تماشہ
قاتل بھی پھڑک جائے جو تڑپون مین ذرا بھی

جناب محمد عظیم الدین صاحب عظیم مددگار کلرک سکنڈ ڈبل کمپنی آفس اٹھائیس سپیل ام اسی مقیم سکندرآباد

بوسہ جو لیا زلف کا انکی سرِ محفل
کہنے لگے کرتا ہے کوئی ایسی خطا بھی

جناب علی احمد صاحب حیش قادر گنجی شاگرد جناب بیتاب کرالی

سچ ہے کہ مصیبت مین نہین کوئی کسیکا
پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

جناب ابو الفخر سید محبوب علی صاحب فاخر رضوی شاگرد جناب صاحب عالم ضیا دہلوی

کرتے رہو تم ظلم کہے جاؤ برا بھی
الفت کی یہی چاہیے عاشق کو سزا بھی

ہم سے نہ رہا نام تعلق کا ذرا بھی
اب ذکر وفا کیا نہین کرتے وہ جفا بھی

پامال ہون انکا نہ اٹھونگا نہ اٹھونگا
ہو جائے زمانے مین اگر حشر بپا بھی

کچھ شرم ہی ارمان کی میرے نہین دشمن
ہین مانع وصل آپکے یہ بند قبا بھی

اس دل کو اڑایا کبھی اس دل کو چرایا
بیباک قیامت کا ہے یہ دزدِ حنا بھی

اس کوچے کا بھٹکا نہ کبھی راہ پہ آیا
کیا قہر ہے پیچیدگیِ زلفِ دوتا بھی

اک بار چلی تیغ نظر دل پہ تو کیا لطف
ہو چوٹ پہ چوٹ اسکی تو پھر آئے مزا بھی

مانا کہ مرا کوئی طرفدار نہین ہے
ہو جائیگا کیا انکا طرفدار خدا بھی

اے آئنہ رو مجھسے کدورت تجھے کیسی
رکھتے ہین کہین دلمین غبار اہل صفا بھی

ہے بیٹھتے اٹھتے ہمین آہون کا سہارا
دیتی ہین مجھے ضعف مین یہ کارِ عصا بھی

فرقت مین ترے غم کے سوا کچھ نہین کھاتا
نایاب ہے بیمار محبت کی غذا بھی

بوسونکی اجازت بھی وہ دیتے ہین شب وصل
جب لیتا ہون مین بوسے تو ہوتے ہین خفا بھی

خونخوار مرے واسطے مری جان کے دشمن
غمزے بھی ہین انداز بھی شوخی بھی ادا بھی

مین نزع مین ہون دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام
بالین پہ ہے وہ عیسی دوران بھی قضا بھی

ممکن ہی نہ تھا یہ کہ نہوتا کوئی بسمل
شمشیر بھی مقتل مین چلی تیغِ ادا بھی

بوسہ بھی مزیدار ہے گالی بھی مزیدار
چھیڑوں جو کسی کو تو سزا بھی ہے مزا بھی

مشکل میں ہوں فریاد کروں یا نہ کروں میں
محشر میں وہ ظالم بھی ہے موجود خدا بھی

ہمنے تو نہ دیکھا کہیں اس شکل کا انسان
اک حسن میں کیا اور کوئی اُنسے سوا بھی

جھیلیں نہ کہ محبت میں جو آئیگی مصیبت
لیکن یہ کہو دوگے ہمیں اسکا صلا بھی

یہ دل میں ٹھنی ہے کہ وہاں جائینگے فاخر
جس کوچے کا معلوم نہیں ہمکو پتا بھی

ایضاً

دکھلاتی ہے خود کوئے حسینان کی فضا بھی
آتی ہے وہاں گلشن جنت کی ہوا بھی

مقتل میں گلا جسنے لیا وہ ہمیں سمجھے
کہتا جو تری بات کو ایسا کوئی تھا بھی

منہ پھیر کے وہ سامنے بیٹھے ہیں شب وصل
آتی ہے اسیوقت انھیں کمبخت حیا بھی

نیچی ہے نظر تاک رہے ہیں مرے دلکو
شوخی بھی نگاہوں میں ہے انداز حیا بھی

پابوسی دلدار کی حسرت ہے کچھ ایسی
ہر روز چلی آتی ہے گلشن سے حنا بھی

اب دیکھیے کیونکر ہو وہاں اپنی رسائی
نالہ بھی اثر سے ہے الگ آہ رسا بھی

اے ظالم بیرحم تجھے رحم نہ آیا
ہر چند ترے کوچے میں کی آہ و بکا بھی

عاشق سے شب وصل یہ پردا نہیں اچھا
ایسا نہیں دیکھا کوئی پابستہ حیا بھی

ٹھکرا کے یہ کہتے ہیں حضرت عشق آپ ہیں شمشیر
بنجائیے کچھ دیر کو اب تیر قضا بھی

تسکین نہ ہو جس سے وہ ہے آہ دل زار تسلی
آتی جو محبت میں کبھی ٹھنڈی ہوا بھی

فرماتے ہیں دل چھید کے میرا وہ اداسے
یہ تیر نظر ہے کہیں کرتا ہے خطا بھی

اغیار کے ہمراہ وہ ہنستے ہوئے آئے
ہے بزم طرب انکو مری بزم عزا بھی

پردے میں ادھر تم ہو ادھر میں ہوں پریشان
کیا بات ہے کیا ہے یہ زمانے میں حیا بھی

چھیڑا ابھی مجھے لڑتے ہیں رہ رہکے ہمیشہ
ہر بات پہ ہو جاتے ہیں پھر مجھسے خفا بھی

سکتے بھی بجا پر نہیں کرسکتے قفس میں
بیدردی صیاد نے گھونٹا ہے گلا بھی

انجام ہو کیا دیکھیے اس عشق میں فاخر
الفت بھی کسی شوخ کی ہے خوف خدا بھی

جناب سید امیر حسن صاحب فروغ دہلوی ہائیکورٹ ممالک متحدہ سررشتہ نظام شاگرد جناب بقا لکھنوی

عاشق پہ چلی وصل کی شب تیر ادا بھی
برچھی سی اٹھی نگہ ہوش ربا بھی

اسکے ید قدرت مین مرض بھی ہی شفا بھی
دیتا ہے وہی درد بھی کرتا ہی دوا بھی

تاثیر نہی کرتی ہی فرقت مین دعا بھی
ہو جاتی ہی شکوہ بھی شکایت بھی گلا بھی

ہی درد محبت کی کھٹک روح کا کھنچنا
کرنے لگی ناز آپکے عاشق سے قضا بھی

پوشیدہ ہوئے پردہ نشین باثری مین
یون نکلی ہے دل سے تری ملنے کی دعا بھی

وہ تیغ اٹھائین کہ دوپٹے کو سنبھالین
ہی شوق جفا بھی مگر آتی ہے حیا بھی

کترا کے فلک نیچے مہ و مہر ہین چلتے
دبکر ترے کوچے سے نکلتی ہی صبا بھی

بیچین بھی ہون چین بھی بے اسکے نہین ہے
آزار محبت کا مرض بھی ہے دوا بھی

ظالم تری ان نیچی نگاہون ہی سب کچھ
شوخی بھی تغافل بھی متانت بھی حیا بھی

دشمن کا اگر گھر ہین تمہاری ہی وہی رنگ
دنیا مین تو سنتے ہین پلٹتی ہے ہوا بھی

پہونچا وہ جگر تک مرے تا عرش پہونچی
نکلی تھی ترے تیر کے ہمراہ دعا بھی

آمادہ تو ہو جاؤ مجھے دینے کو تعذیر
پھر کوئی نہ کوئی نکل آئیگی خطا بھی

الٹی مری گردن پہ چھری پھیر رہے ہین
کمسن جو ابھی ہین نہین آتی ہی جفا بھی

شوخی نے تری شرم نزاکت کی تو رکھلی
ہاتھون پہ نکھرنے نہ دیا رنگ حنا بھی

پایا جو اسے وصلکی حسرت سے ہم آغوش
محبوب ہوئی لیکے مری جان قضا بھی

ڈر کشمکش ناز سے ہوتا ہے یہ مجکو
گھبرا کے نکل جائے نہ آنکھون سے حیا بھی

پنہان ہی ہر اک ظلم مین بھی اسکے نزاکت
یون توڑتے ہین دل نہین آتی ہی صدا بھی

رہ سکتی ہے کسطرح ان آنکھون مین مروت
جن آنکھون سے شوخی بھی ٹپکتی ہی حیا بھی

کوچے سے فروغ آپکے دم بھر نہین ٹلتا
ہر وقت وہین رہتا ہی یہ مرد خدا بھی

جناب منشی محمد عبدالرزاق خانصاحب فوق تاجر غازیپور شاگرد جناب ہنر غازیپوری

ابرو کی کجی سے ہی عیان شان جفا بھی
چھریان ترے عاشق کو لگاتی ہی ادا بھی

تلوار سے کچھ کم نہین اس بت کی ادا بھی
سو جان سے اسپر ہے فدا میری قضا بھی

ہو جائے ذرا درد محبت کی دوا بھی
اے ترک کسی روز کوئی وار لگا بھی

برگشتگیِ بخت نہین ہی تو یہ کیا ہے / اُلٹا ہی اثر روز دکھاتی ہے دعا بھی
جسطرح نرالے ہو حسینو نہین حسین تم / ہان یونہین نرالے رہین اندازِ جفا بھی
شمشاد سے اُمیدِ ثمر ہو نہین سکتی / اِن سرو قدون مین کہین ہوتی ہی وفا بھی
دونون ہین برابر کوئی اسمین سی نہین کم / عشوہ ہی غضب کا تو قیامت ہی ادا بھی
کہنے کو تو جانکاہ غمِ ہجر ہے لیکن / مجھسے کوئی پوچھے تو کچھ اسمین ہے مزا بھی
صورت تو دکھاتے ہین ہین اعجاز ہزارون / لیکن دلِ بیتاب مین ہین جلوہ نما بھی
روتے بھی ہین سنکر خبرِ مرگِ فدائی / پھر لطف یہ ہی ہاتھون مین ملتے ہین حنا بھی
کیون عشق کو کہتا ہے بُرا ایک زمانہ / رہزن ہی نہین صرف یہ ہی راہنما بھی
کیون روئین نہ ہم اپنے مقدر کی کجی پر / بیتابیِ دل دیکھکے ہنستی ہے قضا بھی
ڈھلنے کا یہی وقت ہی اے ساقیِ گلفام / چھائی ہوئی بدلی بھی ہی ٹھنڈی سے ہوا بھی
ٹھکرا کے مری لاش کو کہتے ہین کہ بولو / اِسطرح کسی سے کوئی ہوتا ہی خفا بھی
میدانِ قیامت مین یہ شوخی یہ ڈھٹائی / کرتے ہین وہ انکارِ ستم پیشِ خدا بھی
سینے سے لگایا شبِ وعدہ تو وہ بولے / اے فوق ہٹو ٹوٹ گیا بندِ قبا بھی

جناب منشی محمد قاسم صاحب قسیم سورتی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی مقیم راندیر

کچھ اُنکی نگاہون مین بھی جادو کا اثر ہی / کچھ کہتے ہین اُنکے لبِ اعجاز نما بھی
بے جرم لیا عاشقِ جانباز کو جو قتل / افسوس نہ آیا اُسے کچھ خوفِ خدا بھی
ایجاد ہوا تازہ ستم او ستم ایجاد / یون مجکو ملیگا نہ کبھی لطفِ جفا بھی
مایوس نہ کیونکر دلِ پُر درد ہو اپنا / پُرسان نہین بیمارِ محبت کی قضا بھی
وہ تیر نہ مارا کہ نکلے آس بھی جی کی / سیدھی ہوئی اب تک نہ تری مشقِ جفا بھی

جناب منشی محمد سمیع صاحب گہر غازیپوری شاگرد جناب جوہر غازیپوری

غمزے بھی ترے قہر ہین آفت ہی ادا بھی / شوخی بھی ہی چتون مین شرارت بھی حیا بھی
اُس شوخ نے ہاتھون مین لگائی ہی حنا بھی / اور اُسمین ہی آمیزشِ خونِ شہدا بھی
ناحق کی خوشی ہی یہ مری خاک اُڑا کر / اترائے ہوئے آپ بھی پھرتے ہین صبا بھی

رہتا ہے ہمیشہ تری آنکھون کا تصور
نیند آتی نہین ہمکو شب ہجر ذرا بھی

بھاتا ہے مجھے شیوۂ لطف ستم آمیز
تم ساتھ وفاؤن کے کرو جور و جفا بھی

وہ منھ کو چھپائے ہوئے بیٹھے ہین کناری
آئے ہین شب وعدہ تو ہی ساتھ حیا بھی

پابند نقاب آپ عبث رہتے ہین ہردم
ایجان کہین حسن ہو پردے مین چھپا بھی

چلتے ہوئے تربت مین مجھے چھوڑ کے تنہا
کام آئے نہ مرنے پہ عزیز و رفقا بھی

دل کو مرے توڑا نہ کلیجا کبھی چھیدا
کرتے ہین مریجان ترے تیر خطا بھی

ہر ذرہ مین ہے جلوۂ وحدت کی تجلی
آنکھون سے جو اوجھل ہے وہ ہے جلوہ نما بھی

کہتا ہے کوئی تھام کے ہاتھون سے کلیجا
سچ یہ ہے کہ ہوتی بری آہ رسا بھی

نتیجۂ طبع ... صاحب مائل از قصبہ بریلہ ضلع علیگڈھ شاگرد جناب داغ دہلوی

... ... بھی
مرجاؤ ... اسی دم اگر آئے نہ قضا بھی

... ... مائل نہین میری
ہے ناز بھی انداز بھی غمزہ بھی ادا بھی

... بانی بیداد جفا جو ستم ایجاد
دل مین ترے آتا ہے کبھی خوف خدا بھی

کیا ... بیٹھے بٹھانے ہوئے برہم یہ سبب کیا
آخر کوئی مائل کا قصور اور خطا بھی

ایک مزیدار قطعہ

مصنفہ جناب مولوی محمد عصمہ صاحب سوز لکھنوی از لاہور

ایک دن آکر یہ پوچھا سوز سے اک دوست نے
کیا نہین باتین پسند آئی ہین انگلش قوم کی

کوٹ مین پتلون مین یا ہیٹ مین ہے کیا دھرا
کیا یہ چیزین آپکے مذہب مین لکھی ہین بھلی

منع ... اسلام کی رسمون سے کیون رہتے ہین آپ
وضع اہل ہند کو کیون آپ سمجھے ہین بری

... ان باتون کو وہ خاموش پہلے ہو گئے
پھر لبون پر مسکراہٹ انکے کچھ ظاہر ہوئی

... ... یا نہین دنیا ہے دیکھی آپنے
صرف اس جے پور مین کاٹی ہے اپنی زندگی

لیکن ان اس شہر مین دو چار جو مشہور ہین
انسے باتین کرنے کی کب آپکو ہمت ہوئی

ہائے وہ نازک کمر انکی وہ سینے کا ابھار
آنکھ ... وہ انکی کٹیلی قہر کی جادو بھری

وہ سنہرے بال وہ اُنکی ادائیں دلفریب　　چال وہ آفت کی ہو جس سے قیامت اُٹھ کھڑی
زاہد صد سالہ کی اُنپر جو پڑ جائے نظر　　شیشۂ دل مین اُتر آئین وہ مانند پری
دل مین اُنکی آرزو ہو پھر رہے پرہیزگار　　دیکھے اِن حورون کو دُنیا مین ہے پھر متقی
دین چھوڑا وضع چھوڑی ہو گیا رسوائے دہر　　جسکے دل مین آگ اُنکے عشق کی بھڑکی کبھی
تم اگر انگلش ڈرس مین اِنسے ملنا چاہو گے　　اُنکو بھی تمسے نہوگا عذر ملنے مین کبھی
اور جاؤ گے اگر اِس جبہ و دستار سے　　پھبتیان تمپر کہین گی ہوگی پوری دل لگی
خیر اِن باتون کو چھوڑ دیہ تو میرا تھا مذاق　　اب سُناؤن بات وہ جو ہے مرے دلمین جمی
کوئی پوشاک آجتک اسلام نے مخصوص کی　　آپ بتلائین اگر ہے آپ کو حُبِّ نبیؐ
اِک عبا خدمت مین آئی تھی نبیؐ سے طیب مین　　جسنے بھیجی تھی وہ تھا اِک بادشاہِ عیسوی
وہ تو اب اسلام کی پوشاک سمجھی جاتی ہے　　اور جو پتلون پہنے ہو مقرر یعنی
صاف کہتا ہون اگر انگلش ڈرس پہنے کوئی　　دین و مذہب مین نہ آئیگا ذرا بھی بل کبھی
پاک رہیے اور کیجیے دین کے ارکان ادا　　کوئی پوشاک آپکی ہو سب کہین گے متقی
کوٹ تن مین ہیٹ سر پر مُنہ مین ہو دمی سگار　　فرق کچھ اسلام مین انسے نہ آئیگا کبھی
طرزِ عشرت مین نہین اسلام کیجانب سے جبر　　دین کے ہر کام مین واجب ہے سبکو پیروی

مزید اور رُباعیان

از نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد عمر صاحب سوز لکھنوی از لاہور

رُباعی

مشرق کے ہون لاکھ سال تو کچھ بھی نہین
کچھ دین کا فائدہ نہ دنیا کا سوز
بیفائدہ بیکار گذرتے ہین یونہین
یورپ کے پچاس اِس سے تو بہتر ہین کہین

دیگر

جو ہیٹ لگا لے وہ مسلمان نہین
ہو شکل مقطع نہ پڑھے خاک نماز
پاسے کوئی کُتا تو ہے پورا بیدین
اسلام پہ اُسکے سبھی رکھتے ہین یقین

دیگر

مانا کہ کسی وقت مین تو تھی کامل ؟ — اب تو کوئی تجھسے نہین بڑھکر جاہل
مین ڈنکے کی چوٹ پھر کہونگا اے قوم — تقلید مین یورپ کی ہے دنیا حاصل

دیگر

[illegible] جب سے مرے دل مین محبت تیری — بس سوے حجاز لو لگی ہے دل کی
[illegible] بیٹھے بلالے اے رسول مختار — ہے ہند مین تلخ زندگانی میری

دیگر

[illegible] کی لکیر ہے محبت تیری — ممکن نہین مین نہ دیکھون صورت تیری
[illegible] ہے سو کرمٹ نہین سکتی ای شوخ — کچھ کھیل نہین ہے یار الفت تیری

قطعہ تاریخ تعمیر قصر عالیجناب سیٹھ ملا اعظم صاحب خلف الصدق عالیجناب ملا داود صاحب رئیس اعظم راندیر ضلع سورت از ابو الاحسان جناب منشی اعجاز صاحب استاد انجمن ارباب محبت بھڑوچ حال مقیم راندیر

بنگیا جب مکان اعظم سیٹھ — بام رفعت کا ہو گیا اونچا
دم تاریخ ہمنے بھی اعجاز — واہ وا قصر اوج بخش لکھا
۱۳۲۰ھ

ولہ رباعی تاریخی

افزودہ شد شان جناب اعظم — حمد مرحبا امکان جناب اعظم
اعجاز نوشت بہر سال ہجری — تا ابد بنا ایوان جناب اعظم
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر نیک اختر حضرت سہیل سورتی از ابو الاحسان جناب منشی اعجاز بھڑوچی

دیدار نور خیز ہے وہ نور بخشی کا — رخشندہ برج مہر مین ہو اختر سہیل
اعجاز ہے یہ خوبی قسمت سے کب بعید — تاریخ خود ہی گویا ہے۔ اے دختر سہیل
۱۳۲۰ھ

مصرع طرح

برچھیہ پہونچتی ہی اسطرحین (دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون) گرفتار تلوار قافیہ ہو تو کیون ردیف
تا جولانی تک اسطرحین (کیون شور فغان آج عنادل مین نہین ہے) دل آسمان قافیہ مین نہین ہے ردیف

مطلع
مرے ایک
عزیز فرما
[illegible] ہیں کہ
اس مصرع
دو صاحب
مصرع
مطلع
باندھیے تو
انعام دیا جائیگا
نازی میاں
حال قوالی
پوچھیے
مہتمم پیام یار

دلفگار - دہلی کی زبان ہو شرد استان جذب الفت اثر محبت قیمت ۸ر

ترچھی نظر کامل - پر درد و قلق کی سوز داستان - نہایت دلکش ناول قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر

جذب دل - صرف حسرت و الم ۸ر

شرارت - لندن کے چالاک آدمیون کی عجب غریب شرارت آمیز داستان جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہے قیمت ہر دو حصہ ۱۰ر

سلیمان و فرزانہ - ایک مفید اور دلچسپ ناول قیمت ۸ر

شعلہ جوالہ - اتفاق کا قابل قدر شعبہ یا غیرت کے نام سے جا بلانہ جوش کا معیار سچی الفتون کا دلکش مرقع اور اپنی پسند پر شادی ہونیکا نہایت ہی ضروری مسئلہ قیمت ۸ر

آرزوے دید حسین محمد شاہ رنگیلے کے دربار کا فوٹو - اسکے عہد حکومت کا ایک دلکش واقعہ - عشق و محبت اور فرقت کے بیتاب سین - خاندان مغلیہ کی تباہی - نادر شاہی حملے - دہلی کا قتل عام - قیمت ۱۰ر

جوش شباب - ایک با نتیجہ اور مفید ناول - قیمت ۶ر

عصمت - اس ناول کو دیکھکر ہنستے ہنستے پیٹ مین بل نہ پڑجائین تو ہمارا ذمہ - قیمت ۸ر

بھولے نواب - ایک مزے کا ناول - قیمت ۶ر

شہید ناز کامل - دو دُکھے ہوے دلون کا بالکل سچا او پر درد قصہ عشق کے سوز و گداز حسن کے راز و نیاز - دل پُر غم کی صدائین - وصل و فراق کی جیتی جاگتی تصویرین قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر

سوز الفت - رشک رقابت کے حیرت انگیز جھگڑے - غلط فہمی کے برے نتائج - کامیابی کے بعد یاس یاس کے بعد کامیابی - قیمت ۱۲ر

سلیم و چندر کلا - ایک تاریخی دلچسپ ناول - قیمت ۱۴ر

سلیمہ - ایک نہایت ہی پر درد ناول - قیمت مجلد ۸ر

مسٹریز آف کابل - اگر آپکو کابل کے پیچیدہ اور دلچسپ حالات پڑھنا ہین تو اس ناول کو پڑھیے جو خاص کابل کے ایک رئیس زادے کی تصنیف ہے - قیمت ۱۰ر

عیار قلندر - سراغرسانی کے متعلق ایک عجیب اور عمدہ ناول - ۱۰ر

قزاق کی بیٹی - ایک نہایت عمدہ اور حیرت انگیز ناول قیمت ۸ر

کرنیل کی بیٹی - ایک منتخب انگریزی ناول کا ترجمہ نہایت عمدہ اور دلچسپ ناول ہے - قیمت ۸ر

زبردستی کا خون حسن پرستونکو بیچین کر دینے والا قصہ قیمت ۱۴ر

حسن بیگ کی مسٹری ایک علمی اور اخلاقی ناول قیمت ۴ر

عمدہ اور مفید کتب

سفرنامہ روم و مصر و شام - جسکو شمس العلما مولانا شبلی نے روم و مصر و شام کے سفر سے واپس آکر وہانکی تمدنی حالت اور حسن معاشرت سے عوام کو آگاہ کرنے کیلیے لکھا ہے - عہ ر

دیوان یاس - بالکل تیر و نشتر ہے - عہ ر

محاربۂ فرانس و پرشیا - فرانس و پرشیا مین جو جنگ ہوئی ہے اسکی مفصل کیفیت قابل دید قیمت عہ ر

جلاء العینین جسمین محققانہ طور پر نہایت پُر زور تقریر مین مسئلہ ترک رفع الیدین ثابت کیا گیا ہے قیمت ۴ر

المامون مع الجزیہ - بے مثل کتاب اپنی آپ نظیر مصنفہ مولانا شبلی قیمت عہ ر

دل و جان - جناب تسلیم نے یہ مثنوی ناول کے رنگ پر لکھی ہے ۸ر

فریاد داغ - فصیح الملک حضرت داغ کی لاجواب مثنوی جسکا ہر شعر دل مین چٹکیان لیتا ہے قیمت ۴ر

مضمون ہاے دلکش - جناب جلال لکھنوی کا تیسرا دیوان - قیمت عہ ر

دستور الفصحا - جناب کمال خلف جناب جلال کا متروکات شاعری کے متعلق مفید رسالہ - قیمت ۶ر

ملخص تسلیم جناب تسلیم سہسوانی مرحوم جو فن تاریخ گوئی مین مسلم الثبوت استاد مانے گئے ہین انکی لاجواب کتاب درخاص تاریخ گوئی ہے - قیمت عہ ر

ایضاح مع ازاحۃ الاغلاط و اصلاح جو شعرا و انشاپردازونکو نہایت ہی مفید ہے - قیمت فی جلد ۶ر

منتخب القواعد - غلط الفاظ کی تحقیق مین حضرت جلال لکھنوی کا عمدہ رسالہ - قیمت فی جلد ۴ر

حبل المتین - قیمت ۸ر

اوشحۃ الجید - قیمت ۴ر

ترجمہ لکچر ڈاکٹر لیٹنر قیمت ۲ر

لکچر اشاعت اسلام - ۴ر

مقالات علی ابن ابیطالب - ۲ر

آہ بیوگان - قیمت مجلد ۴ر

المشتہر محمد نثار حسین نثار مہتمم قومی پریس و پیام یار لکھنؤ چوک

بقیۂ طرحِ پیام یار

پرسان نہین بیمارِ محبت کی قضا بھی

جناب قاضی سید ظفر احسن صاحب افسر مالپوری شاگرد جناب اطہر ہاپوڑی

کھنچ جاتے ہین عاشق سے جو ہوتے ہین خفا بھی
کرتے ہین عنایت بھی جو کرتے ہین جفا بھی

کیون تجھ پہ ستم ہوتے ہین کیا واسطہ مجھسے
ہوتے ہین کرم جنپہ سہین گو وہ جفا بھی

کس وہم مین ہو چارہ گرو ہوش مین آؤ
ہوتی ہے مریضان محبت کو شفا بھی

اللہ رے غرور آئینہ وہ دیکھکے بولے
دیکھی ہے کسی اور مین میری سی ادا بھی

یون تیری طرح ترک محبت نہین کرتے
ہو جاتے ہین گر چاہنے والے سے خفا بھی

شوخی سے لیا تھا مرا دل حیف کہان تھین
آئے تو شب وصل ہی تھی شرم و حیا بھی

ہوتا ہے شب وصل ہی درد آپکے سر مین
وعدے ہی کے دن آپکے بندھتی ہے حنا بھی

اللہ رے برگشتگی قسمت عاشق
اُلٹا ہی دکھاتی ہے اثر اسکی دُعا بھی

کیون اتنا ستم کرتے ہو کیون اتنی جفائین
کیون دلکو ستاتے ہو کوئی اسکی خطا بھی

آتے ہین مری قبر پہ ہمراہ عدو کے
باز آتے نہین ظلم سے وہ بعد فنا بھی

مین اور عدو دونون وفا مین ہین برابر
ظالم ترے دلمین نہین انصاف ذرا بھی

جناب محمد مسیح صاحب امین ایف۔ اے از سیالکوٹ

آئے ہین یہان آپ تو آئی ہے حیا بھی
تم بیٹھے پاس جو غیر کے نہ شرمائے ذرا بھی

آتا جو نہین ناز و ادا سے کوئی عیسیٰ
پُرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

کچھ رند ہین بیتاب تری بزم مین ساقی
لے دیر نہ کر جام کو ہونٹون سے لگا بھی

بوسون کے نشان رُخ پہ ہین آتے ہو کہانسے
اندھیر ہے بگڑی ہوئی ہے زلف دوتا بھی

مرتا ہے امین ہجر مین تو جسکے صد افسوس
وہ حال سے تیرے نہین آگاہ ذرا بھی

جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

چپ کی نہ ملی داد ہمین روز جزا بھی
بُت بنگئے ہم آکے بتو پیشِ خدا بھی

اٹھکھیلیون کے ساتھ ہے مستانہ ادا بھی — پامال کیے دیتی ہے دل لغزش پا بھی
آفت تھی کسیکی نگہ ہوشربا بھی — یون ہوش گئے ہین کہ نہین جبکا پتا بھی
جب کہتے ہین کچھ ہم کسی بیدرد سے رو کر — تقدیر کے ہنس پڑتی ہے سنتے ہین صدا بھی
گرتا وہ قدم پر سر رہ دوڑ کے میرا — ٹھکراتا کسیکا مرے سر کو کہ ہٹا بھی
ذکر آتا ہے گمگشتگی دل کا جب انسے — کہتے ہین کہ سینے مین ترے دل کبھی تھا بھی
ہر کوچہ و بازار مین ہم پوچھ رہے ہین — بکتی ہے کہین درد محبت کی دوا بھی
اس ترک سے ہون ترک جفا کا متوقع — واللہ ستم کرتی ہے امید وفا بھی
جیتے رہو تم کوس ہی جاؤ کبھی آکر — لیلو کسی مرتے ہوئے عاشق کی دعا بھی
کیدن زخم جگر دیدۂ خونبار پر اپنے — ہنستے ہوئے آتی نہین کچھ تجکو حیا بھی
دم وہ ہے نکلجائے جو حسرت مین تمہاری — مرتا رہے تیرے تو ہے جینے کا مزا بھی
آخر وہ تڑپ دل کی کہین لیگئی دلکو — سینے سے آتی نہین اف کی صدا بھی
گھڑ یون ہی جلال آپ مین آنے نہین دیتا — کہتا شب وصل اسکا یہ شوخی سے کہ جا بھی

جناب بابو پربھو چند لال صاحب صبا رئیس پورنیہ شاگرد جناب شوق نیموی

کرتے ہو ستم ہوتے ہو پھر اس پہ خفا بھی — کیا دل مین تمہارے نہین کچھ خوف خدا بھی
مانا جو نہین ہون تو وہ کرتے ہین گلا بھی — جاتا ہون تو کہتے ہین کہ جلد ہو جا بھی
غمزہ بھی اشارہ بھی تبسم بھی حیا بھی — گاہک ہین مرے دل کے ترے ناز و ادا بھی
کرتے ہین ستم پر وہ ستم اور سزا بھی — اور خود ہی وہ کرتے ہین مرا سے گلا بھی
ہے ابر بھی اور بادہ بھی اور چنگ دف و نے — کیا خوب ہو آجائے جو وہ ماہ لقا بھی
ایمان بھی لیا آپنے اور دل بھی ہمارا — بتلائیے کچھ دیجیے گا اسکا صلا بھی
تاثیر سے مایوس یہانتک مین ہوا ہون — اٹھتا ہی نہین ہاتھ مرا بہر دعا بھی
جو ڈھونڈھے گا پائیگا تمھین پر نہین موقوف — ملجائیگا معشوق کوئی تمسے سوا بھی
کیا جانیے کیا راز ہے کیا اسمین ہین اسرار — کرتے ہین خوشی بھی مرے مرنیکی عزا بھی
کس کس سے بچاؤن دل دیدار طلب کو — غمزے بھی غضب انکے ہین اور ناز و ادا بھی

کیونکر کرون نظارۂ جانان کی تمنا　　دربان بھی ہے چلمن بھی ہے پردہ بھی حیا بھی
اغیار کا شکوہ نہ احبا کا گلہ ہے　　پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی
جاتا ہے وہ گل سیر گلستان کو دم صبح　　ہے قصد کہ ہمراہ چلے آج صبا بھی

جناب پریاگ نارائن صاحب عاجز تر بیدی از صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

ہے لطف یہی عشق کا ہو جور و جفا بھی　　بعد اسکے بتو کچھ تو مناسب ہے وفا بھی
درد و غم فرقت کا یہ قصہ نہین صاحب　　کیا مینے کہا آپنے کچھ اسکو سنا بھی
آئینگے کبھی ہوش مین بھی بیخود الفت　　ہو گی کبھی آزار محبت سے شفا بھی
مین آپکے آنے سے ہوا اور بھی مضطر　　درد دل پر درد گھٹا اور بڑھا بھی
ہونا تھا یہی عشق کا انجام بھی عاجز　　ہم مٹ گئے اور تھا یہی قسمت کا لکھا بھی

جناب سید محمد مہدی صاحب کمال طبیب اعلیٰ راج ترداضلع فرخ آباد تلمیذ جناب جلال

آنے لوا تھین نازبی مانع ہے ادا بھی　　اُس پر یہ ستم پاؤن سے لپٹی ہے حنا بھی
ہم نے بھی کسی شوخ کے سیکھے ہین ادا بھی　　منہ پھیرے ہوئے آتی ہے فرقت مین قضا بھی
کیونکر نہ پھیرے چار طرف اُٹھکے یہ دلمین　　کیا ٹھہرے ٹھہرنے کی ملے درد کو جا بھی
نکر مرا حال اُسکا منھ پھیر کے ہنسنا　　رلوائے گا تا عمر یہ انداز جفا بھی
ظالم کے بھلا دینے کا شکوہ ہی نہین کچھ　　کیون یاد کیا بھولکے اسکا ہے گلا بھی
دونون مین کوئی پوچھنے آتا نہین ہمکو　　بیدرد مسیحا بھی ہے بیدید قضا بھی
کیا تو ہی بٹھا دیگا رہ شوق مین اُٹھکر　　اے درد گرا دیگی ہمین لغزش پا بھی
آئینے مین کچھ دیکھکے یہ پوچھنا اُنکا　　کیون اور حسینون مین ہین یہ ناز و ادا بھی
تڑپا کے جو ٹھہرائے تڑپتے ہوئے دلکو　　کہتے ہین اُسے درد بھی ہم دلکی دوا بھی
اغیار کا دھیان آ کے ہوا تفرقہ انداز　　ہمسے وہ ملے بیٹھے بھی ہین پھر ہین جدا بھی
جب مجکو مٹا دیگا تو وہ ہاتھ ملے گا　　ہے ایک جفا کار سے امید وفا بھی
کہتی ہے بگڑنے سے بنا کام ہمارا　　سن لیجیے بگڑی ہوئی قسمت کا گلا بھی
جو وصل کے خواہان ہین طلبگار جل ہین　　شیدا ہین اداؤنکے بھی پھر شوق قضا بھی

کیا خاک اُڑاتی ہین ہمین تیری ہوائین
سرگشتہ و برباد ہی صرصر بھی صبا بھی

ہان یون ہی نگہ پھیر نا چتون کو بدلنا
سننا مری فریاد نہ تم روز جزا بھی

دل ایک مرا اُسکے طلبگار ہین کتنے
شوخی بھی شرارت بھی نزاکت بھی حیا بھی

ملتا ہے مزہ ہجر مین بھی وصل صنم کا
تاثیر سے لپٹی ہوئی رہتی ہے دُعا بھی

ہم غش مین ہین سر اپنا ہے آغوش مین اُنکے
کس ناز سے کہتے ہین کہ اب ہوش مین آ بھی

یہ مجھسے خموشی کا تقاضا ہے کہ چپ رہ
کمبخت ہے اظہار تمنا مین مزا بھی

کچھ کام نکلتا نہین فرقت مین کسی سے
نالے بھی ہین شرمندہ خجل اپنی دُعا بھی

جب مینے کہا آ مجھے سینے سے لگا لے
کس ناز سے بولا وہ نگہ پھیر کے جا بھی

سنکر مرے نالے وہ کمال اتنا تو بولے
کمبخت اثر کرنے لگی تیری صدا بھی

جناب سید عبد الرحمن صاحب معجز۔ از قادر آباد ضلع بدایون

خونریز ہے غمزہ بھی کرشمہ بھی ادا بھی
پردے ہین ہی شرمیلی نگاہون کے قضا بھی

خود کھو گئے ملتا نہین اُس بت کا پتا بھی
سُنتے تھے کہ ملجاتا ہے ڈھونڈھے سے خدا بھی

نادان ہین کمسن ہین وہ کیا جانین وفا کو
آتی نہین اُنکو تو ابھی طرز جفا بھی

محفل سے اُٹھایا تھا مجھے یار نے لیکن
اسوقت مین کام آئی ہے کیا لغزش پا بھی

رنگ اپنا شب وصل یہ شوخی نے جمایا
شرماتی تھی آتے ہوے نزدیک حیا بھی

خوش ہون کہ رقابت کی خلش اب نرہیگی
دل آیا ہے اُسپر کہ نہین جسکا پتا بھی

معلوم نہین کون ہوا دشت مین زخمی
ہین خار بھی آلودہ خون اور کف پا بھی

گلزار جنان کا نہ بھرے دم کبھی زاہد
دم بھر ترے کوچے کی جو لگجائے ہوا بھی

بوسہ جو لیا پلٹے نہ مجھے طیش مین آکر
تھا جرم مرے منہ کا تو ملی اچھی سزا بھی

معجز تجھے ارمان وخیال اسکا عبث ہے
معشوقون کا وعدہ کہین ہوتا ہے وفا بھی

جناب محمد عبد المجید خانصاحب مجید میرٹھی ٹھیکہ دار کوہ منصوری شاگرد جناب اکبر مجولوی

زاہد ہے عجب چیز مے ہوش ربا بھی
کھل جائے حقیقت ابھی اک جام اُڑا بھی

دل لیکے دغا دینا یہ کب تجکو روا ہے
ظالم ترے دلمین ہے کچھ خوف خدا بھی

ہچکی بھی کبھی موت کی آتی نہیں افسوس ۔ پرسان نہیں بیمار محبت کی قضا بھی
ہو جائے ابھی ہجر کے بیمار کو صحت ۔ لگجائے اگر آپکے دامن کی ہوا بھی
اتنا بھی نہ پوچھا کبھی اُس شوخ نے آکر ۔ کیا حال ہے کیوں چاہیے کچھ تجکو دوا بھی
اِس جینے سے تو موت ہی بہتر ہے جو آجائے ۔ کیا لطف جدائی میں جو مر مر کے جیا بھی

جناب قاضی منظور حسین صاحب منظور مختار عدالت فوجداری بدایون

ثانی کوئی حضرت کا نہو گا نہ ہوا ہے ۔ محبوب خدا بھی ہیں وہ اور نور خدا بھی
ہے نور محمدؐ سے جو معمور مرا دل ۔ تاریکیِ مرقد سے نہیں خوف ذرا بھی
اے حسن علے مصحفِ رخسار تمہارا ۔ وہ حسن کہ جس حسن پہ عاشق ہے خدا بھی
منظور کو ہے آپکی بخشش کا بھروسا ۔ اسواسطے عصیان سے نہیں خوف ذرا بھی

جناب سید ابوالحسن صاحب ناطق از رائے پور چھتیس گڈھ

کیوں بات نہیں پوچھتی اُس بت کی ادا بھی ۔ کیا مر گئی بیمار محبت کی قضا بھی
انداز میں انداز ہے اُس ہوش ربا کے ۔ شوخی ہے حیا میں تو ہے شوخی میں حیا بھی
لینے نہ دیا چین مجھے دردِ جگر نے ۔ تم اُٹھ گئے جب بزم سے بیٹھا ابھی اُٹھا بھی
ڈرتے ہیں مرے نالۂ شبگیر سے معشوق ۔ اب ہونے لگے دستِ ستم وقفِ دعا بھی
چھیڑا بھی بہت ہمنے خوشامد بھی بہت کی ۔ سو بار شبِ وصل وہ روٹھا بھی منا بھی

جناب قاضی محمد واجد صاحب واجد از ڈمراؤن

گر ناز غضب ہے تو ستم اُنکی ادا بھی ۔ لینے کے لیے جان مری ہیں یہ قضا بھی
ناراض وہ شاید ہے کسی بت کیطرح سے ۔ پرسان نہیں بیمار محبت کی قضا بھی
نزدیک بھی رہتے ہیں وہ ہیں دور بھی مجھسے ۔ مہمان بھی دل میں ہیں بظاہر ہیں جدا بھی
مانا کہ زمانے میں حسین لاکھوں ہیں لیکن ۔ دل چھین لے ایسا ہے کوئی ہے ترے سوا بھی
اے بت تری باتوں سے تو جی جاتے ہیں مردے ۔ جان بخش ہیں لب بھی ترے اعجاز نما بھی
خلوت میں شب وصل جو آجاتی ہے بیباک ۔ آتی ہے تری شرم کو کمبخت حیا بھی

جناب محمد عبد الحکیم خان صاحب تہزیبہ خورجوی از لشکر گوالیار

ہوتی نہین بیمار محبت کو شفا بھی
عیسےٰ بھی معالج ہین مہیا ہے دوا بھی

خوش ہوتے ہی ہو جاتے ہین عاشق سے خفا بھی
کیا تاب بڑھے حوصلہ دل جو ذرا بھی

وہ عہدِ جوانی وہ مسرت کا زمانہ
بھولے نہین جلتی ہے اب اُس رخ کو ہوا بھی

حیران ہون یارب مین کہ اک دل ہے کسے دون
عشوہ بھی طلبگار ہے غمزہ بھی ادا بھی

باز آئیے اے حضرتِ دل خاوشے اپنے
دیوانہ نہین کہتے ہین سب تمنے سنا بھی

وہ مجھسے خبر بھی نہوے اُف رے تغافل
محفل مین کئی بار مین بیٹھا بھی اُٹھا بھی

یون بھی نہ سُنا اور نہ اُسطرح سنانا
کی عرض زبانی بھی اُنھین خط مین لکھا بھی

دم توڑنے والے ترے کوچے مین ہین اتنے
دم لینے کی فرصت نہین پاتی ہے قضا بھی

کرتا ہون اگر درد محبت کا مداوا
ہوتا ہے دل [illegible] مرض اسکی دوا بھی

شوخی ہی نہین اُس بتِ پرفن کی ادا مین
پردے مین چھپی بیٹھی ہے شوخی کے حیا بھی

موت آتی ہے پاس آتے ہوئے اسکو بھی یا رب
پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

اُس بزم مین ہوتا ہی نہین ذکر ہنر کا
کچھ ہم بھی کہین ذکر جو چھڑ جائے ذرا بھی

٭ جناب حکیم سید محی الدین احمد صاحب احمر بھیتھوی ار[illegible]

اے ہجر کبھی اُس بتِ یکتا سے ملا دے
بگڑی ہوئی اک روز مری بات بنا بھی

ٹھکرانا ذرا تربتِ عاشق کو سمجھکر
دیتی ہے تری چال قیامت کا پتا بھی

یون شوخی رفتار قیامت ہے تو کیا ہے
مرقد کوئی اب تک تری ٹھوکر سے مٹا بھی

اے چارہ گر خاطر رنجور کہان ہے
پیدا کیا جب درد تو دینا تھی دوا بھی

بیخود سے مجھے کر کے ستم ہے کہ شب وصل
شوخی سے بدل جاتی ہے ہر وقت حیا بھی

برباد ہے کیا عاشق جانباز کی مٹی
پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی

جناب ڈاکٹر میر گل محمد صاحب انور مالک کارخانہ دار الشفاے انوری

آفت ہے قیامت ہے تری طرز ادا بھی
شوخی مین نزاکت ہے نزاکت مین حیا بھی

وہ چٹکیان لیتے ہین ترے پیار سے دل مین
کرتے ہین بہت رحم تو تھوڑی سی جفا بھی

اے چرخ کسی روز ہلا ڈالیگی تجھکو
دکھلائیگی کچھ اپنا اثر آہ رسا بھی

٭ یہ غزلین دیر مین وصول ہونے سے بے ترتیب درج ہوئین۔

جناب ڈاکٹر محمد زمان خانصاحب آصف شاگرد جناب شمشاد لکھنوی اکو اکونہ

سہے صبر مین آلام محبت کے مزا بھی
شوخی بھی شرارت بھی ہر اس بت مین ادا بھی

ہان خیر ہو ساقی تری پی اور پلا بھی
آتے ہوے ڈرتے ہین جو عاشق ہین بلا بھی

جانباز و وفادار رہ عشق و محبت
لاتی نہین نکہت گل عارض کی اڑا کر

اردو ٹھے ہوے معشوق کو کیا کہ کے مناؤن
جھک جائے سرو دوش کا جھگڑا کہین جلدی

کیا خوب ہو سرکار شہ عشق کی آصف
بت ظلم سے تھکتے ہین تو کرتے ہین وفا بھی

سب پر یہ قیامت ہے کہ مضمر ہو حیا بھی
موسم ہو بڑے لطف کا چھائی ہو گھٹا بھی

کس ہین وہ کچھ خوف ہو کچھ کچھ ہو حیا بھی
دیکھا تو نہو گا کہین مجھسا ہے سنا بھی

قسمت کی طرح پھر گئی کیا مجھسے ہوا بھی
آتی نہین مجھکو تو کوئی بات بنا بھی

اک ہاتھ صفائی کا مرے یار لگا بھی
ممتاز یہان تخت نشین بھی ہین گدا بھی

جناب حافظ محمد مختار احمد میان صاحب مختار شاہجہانپوری شاگرد جناب امیر مرحوم

گلزار کھلی ہے جھوم کے آئی ہو گھٹا بھی
للہ نقاب رخ پرنور اٹھا بھی

چلتی ہے ہوا چھائی ہے گھنگھور گھٹا بھی
تنگ آ گئے آتی نہین فرقت مین قضا بھی

غیرون سے ہو الفت بھی محبت بھی وفا بھی
آتے ہین تمہین خوب جفا و ستم و جور

بیشک وہ جفا کار ہے الحضرت ناصح
یہ جور و ستم مجھسے وفادار پہ افسوس

اغیار سے ملنا نہین اچھا نہین اچھا
اللہ کی قدرت یہ تکبر یہ رعونت

برداشت ہو کیونکر تپ فرقت کی مصیبت
اک چیز تھا دل آپ لئے ہی چلے ہین

ساقی اگر آجائے تو آجائے مزا بھی
بیدیہ نہ بن جلوۂ مستانہ دکھا بھی

اے ساقی توبہ شکن آ بھی پلا بھی
کیا کھنچ گئی اس شوخ کی شمشیر ادا بھی

مجھپر نہین لیکن نظر لطف ذرا بھی
سیکھا ہے کچھ ایجان مگر اسکے سوا بھی

لیکن ہے ستمگر کی جفاؤن مین مزا بھی
مطلب یہ ہے اب لے نہ کوئی نام وفا بھی

کیا کہتے ہین ہم ملتے کچھ ایجان سنا بھی
بیخوف بتون کو کچھ نہین خوف خدا بھی

تو آکے ذرا دیکھ تو کچھ مجھ مین رہا بھی
لے لیجیئے لینا ہو جو کچھ اسکے سوا بھی

محفل مین مرے آتے ہی کیون چڑھگئی تیوری
کچھ بات بھی کی آپ سے کچھ مینے کہا بھی

پردے کا بھی شوق آنکھین لڑانیکا بھی لپکا
شوخی بھی انوکھی ہے نرالی ہی حیا بھی

واعظ ترے لب پر مئے کوثر ہی کا ہو وصف
ظالم کبھی چکھی ہے مئے ہوشربا بھی

اغیار کے ہمراہ یہ گلزار کی سیرین
لازم ہے مریجان ذرا خوف خدا بھی

گو ہم ہین محبت کی بدولت ہمہ تن درد
لیکن ہمین اس درد مین حاصل ہے مزا بھی

یہ کیا ہے کہ بیوجہ ستم کرتے ہو مجھ پر
کچھ مینے خطا کی ہو تو دو مجھکو سزا بھی

دیکھا جو مجھے ہنسدیے وہ پھیر لیا منہ
واللہ مزے کی ہے کسیکی یہ ادا بھی

جب لطف ہے سیرت بھی ہو صورت ہی کیا نہ
اے جان جہان سیکھو آئین وفا بھی

سطح بھی ثابت ہے ان آنکھونکی بڑائی
ہے انمین لگاوٹ بھی شرارت بھی حیا بھی

کیون مجھسے خفا ہو گئے کیون آگیا غصہ
آخر مری تقصیر بھی کچھ میری خطا بھی

اک وار لگا کر مجھے کیون چھوڑ چلا ہے
قاتل ترے قربان اک اور اسکے سوا بھی

مختار خدا کے لیے وہ چال چلو تم
خوش جس سے خدا بھی رہے مخلوق خدا بھی

ایضاً

دلکش بھی ہے اُنکی یہ ادا ہوشربا بھی
باتونمین جو شوخی ہے تو آنکھونمین حیا بھی

گریہ بھی ہے بیسود فضول آہ و بکا بھی
سنتا نہین وہ بانی بیداد ذرا بھی

تم مجکو ستاتے بھی ہو کرتے ہو جفا بھی
کہتا ہون جفا کار تو ہوتے ہو خفا بھی

جب مینے کہا آج نہین دل کا پتا بھی
وہ شوخ یہ بیساختہ بولا کبھی تھا بھی

کیون مجھسے خفا ہوگئے کچھ مینے کہا بھی
کیون روٹھ گئے آپ کوئی میری خطا بھی

ممکن ہی نہین صحت بیمار محبت
بیکار دعا بھی ہے فضول اسکی دوا بھی

مین بھی تو سنون روٹھ گئے کسلیے مجھسے
مجکو بھی تو معلوم ہو کچھ میری خطا بھی

بنتے ہین یونہین آپ زمانے کے مسیحا
یاد آتی ہے بیمار محبت کی دوا بھی

وہ صبح شب وصل موذن کی صدا مین
وہ انکا یہ کہنا ارے کچھ تمنے سنا بھی

جویا مرے دلکی وہ نگاہین ہی نہین ہین
ہے تاک مین شوخی بھی شرارت بھی حیا بھی

جنت سے اگر حور بھی آئے تو نہ دیکھین
یکتا ہے زمانہ اُسے کہیے تو بجا ہے
ہو کیا نہین آنکھو نہین تری ادب کافر
پہنچا ہے ان آنکھو نہین کوئی تیری سوا بھی
سچ ہے کہ بُری ہوتی ہے عشاق کی قسمت
شوخی بھی نرالی ہے کرشمہ بھی ادا بھی
گھونگھٹ مین بھی رہ رہکے جھلکتا ہو وہ حسن
انداز بھی۔ غمزہ بھی لگاوٹ بھی حیا بھی
سبب ہے تری زلفو نکا ہوا ہو مجھے سودا
پرسان نہین بیمارِ محبت کی قضا بھی
کیا پوچھتے ہو حال مریضِ تبِ غم کا
کیا کیجئے دشمن ہو شبِ وصل حیا بھی
کھا زہر نہ اُس سبزہ نوخیز پہ مائل
رہتا ہون پریشان بھی۔ پابندِ بلا بھی
پرسان نہین بیمار محبت کی قضا بھی
قسمت جو بُری ہے تو نہ آئیگی قضا بھی

مصرع طرح پیام یار

دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

جناب منشی ذاکر حسین خانصاحب اقبال غازیپوری شاگرد جناب ہنر غازیپوری

عشقِ بتان مین دوست دل آزار ہو تو کیون
ہو جو سے غیر آئین مرا یار ہو تو کیون
دلمین خیالِ ابروخمدار ہو تو کیون
اپنی قضا کا کوئی طلبگار ہو تو کیون
اے زلفِ یار صرف تواتنا بتا مجھے
دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
پامال کرکے دل کو مجھی سودہ کہتے ہین
بوسیدہ گھر کا کوئی خریدار ہو تو کیون
پردہ نشین وہ ٹھہرے تو اے شوق دیدار
حاصل نیاز پھر سر بازار ہو تو کیون
بندہ نہین کہا اُسے شانِ خدا کہا
اس کہنے پر جو کوئی گنہگار ہو تو کیون
مجمع ہو عام دیکھ ہی لونگا کہین تمہین
محشر مین اب مجھے غمِ دیدار ہو تو کیون
مشتاق ہون سرفروش ہون جانباز ہون ترا
پھر میرے قتل سے تجھے انکار ہو تو کیون
گھٹنے کو بھی نیاز نے رنگت بھی ماند ہی
پھر دو راب مقابل رخسار ہو تو کیون
اقبال یہ خیال تمہارا ہے کچھ غلط
معشوق ہو کے درپئے آزار ہو تو کیون

جناب منشی محمد عبد الرحیم صاحب انس سکرٹری انجمن ... ب محبت بہروچ شاگرد جناب مجی ...

شیدائے حسن یار دل زار ہو تو کیون
بیٹھے بٹھائے عشق کا آزار ہو تو کیون

دل مبتلائے گیسو دلدار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

بیہوش ہوئے ہی کا نہو جسمین ہوش پھر
موسیٰ کیطرح طالب دیدار ہو تو کیون

مشکل وہی ہے جو کہ نہ آسان ہو کبھی
جو کام خود ہی سہل ہو دشوار ہو تو کیون

دل سے زیادہ مجکو غم یار ہے عزیز
غم دست سے جدا غم دلدار ہو تو کیون

مخصوص جب ہے شربت دیدار ہی دوا
اچھا اسی سے آپکا بیمار ہو تو کیون

بے جرم بے قصور بلا وجہ بے سبب
مجھسے خفا وہ ترک جفا کار ہو تو کیون

جو عشق مین ہتیلی پہ سر کو لیے پھرے
پھر اسکو جان دینی بھی دشوار ہو تو کیون

میخانے مین حضور کی دستار رہن ہے
اب میکشی سے شیخ کو انکار ہو تو کیون

باتون مین کچھ اثر ہے نہ تاثیر عشق مین
اے انس رام وہ بت عیار ہو تو کیون

جناب منشی محمد عبد القادر صاحب اعجاز بھڑوچی مقیم قصبہ راندیر شاگرد جناب رضوان مرادآبادی

بے پردہ انکا روئے پرانوار ہو تو کیون
بیہوش کوئی طالب دیدار ہو تو کیون

ناحق اسیر طرۂ طرار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

عیسیٰ سے بھی جب اسکا مداوا نہو سکا
اچھا تمہارے عشق کا بیمار ہو تو کیون

غمزہ چھری ہے ناز سنان ہے ادا ہے تیغ
او ترک تیرے ہاتھ مین تلوار ہو تو کیون

شوخی کی چھیڑ چھاڑ حیا کی یہ روک ٹوک
دونون نہون تو وصل مین تکرار ہو تو کیون

وہ ہین نثار زلف تو یہ ہین فدائے رخ
یکرنگ رنگ کافر و دیندار ہو تو کیون

مدت سے ایک طفل برہمن کا عشق ہو
گردن سے دور اب مری زنار ہو تو کیون

اے حور تجھمین جب نہین انسانیت کی بو
انسان کوئی تیرا طلبگار ہو تو کیون

جناب منشی عبد الحلیم صاحب اخگر عظیم آبادی شاگرد جناب فہیم گورکھپوری

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

دل لیکے بوسہ دینے مین تکرار ہو تو کیون
اقرار کر چکے ہو اب انکار ہو تو کیون

کہتے ہین وہ سنا نہین حال کلیم کیا؟
پھر تم جو مجھسے طالب دیدار ہو تو کیون

اچھا نہ آؤ منع کرو اپنی یاد کو	آ آ کے یہ جو در پے آزار ہو تو کیون
کیا چپ ہو ان کہو کہ نہین صاف کہہ بھی دو	آسان بات اتنی جو دشوار ہو تو کیون
اے دل وہی ہے تو کہ کسی سے غرض نہ تھی	پھر اب جو تجکو عشق کا آزار ہو تو کیون
ہوگا نہ کبھی تو جدا ہو نہین سے اے اثر	سنبھلو تم فراق مین بیمار ہو تو کیون

جناب سید احمد اللہ صاحب احمد غازیپوری شاگرد جناب وفا غازیپوری

احمد اسیر کاکل حمد ارہو تو کیون	دام بلائے غم مین گرفتار ہو تو کیون
وہ اور نکلے دل سے مرے سر بسیر غلط	انکا خیال حسرت اغیار ہو تو کیون
جو کچھ ہوا وصال مین ہم اسکو کیون کہین	سربستہ راز کا اگر اظہار ہو تو کیون
بدخواہ مین کسی کا نہین غیر ہو کہ دوست	پھر کوئی میرے در پے آزار ہو تو کیون
جام سے اور ان حسن کے ہاتھ سے	مین شیخ تو نہین مجھے انکار ہو تو کیون
احمد کی راہ رسم ہو عام کے برخلاف	دشمن دو ہو کسی کے تو کیون یار ہو تو کیون

جناب مولوی نعیم الحق صاحب آزاد شاگرد جناب امیر مینائی مرحوم

ہے حجابت تو تم اے یار ہو تو کیون	بیچ روز در پے آزار ہو تو کیون
الجھائے دلکو زلف کے پھندے مین کسلیے	دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
آزار الفت سب دلدار ہے جسے	منت کش مسیح وہ بیمار ہو تو کیون
زندون کو ناگوار صدائے اذان ہے جب	مسجد قریب خانۂ خمار ہو تو کیون
صدمہ نصیب مین ابھی لکھا کچھ اور ہے	حالت سے میری یار خبردار ہو تو کیون
آزاد کو سے عشق بیان کر کے راتدن	در در پھرے ذلیل ہے خوار ہو تو کیون

جناب خواجہ قدیم الحق صاحب انجم متوطن شہر ڈھاکہ

اس ماہوش کو الفت اغیار ہو تو کیون	میرے سوا کسی سے سروکار ہو تو کیون
تیری نگاہ مست کا بیہوش حشر تک	ہشیار ہو تو کسلیے بیدار ہو تو کیون
فرمائیے تو آپ حسین کسلیے ہوے	اچھی کہی کہ طالب دیدار ہو تو کیون
دنیا مین کیا حسین نہین کیا مہ جبین نہین	حورون کا شیخ کوئی طلبگار ہو تو کیون

سودا نہین کسی کو جو عاشق ہو زلف کا — دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

جناب منشی محمد عبد الرحمن صاحب اثر سورتی شاگرد جناب اعجاز بھروچی

یوسف نہین ہے وہ نہ یہ بازار مصر ہے — کھوٹے ہی دام [illegible] کوئی خریدار ہو تو کیون

لب پر ہے جان آنکھو نمین دم درد جگر سے — مرنا بھی [illegible] عشق مین دشوار ہو تو کیون

آنکھین ہین انتظار مین بعد از فنا بھی وا — کم میرے دل سے حسرت دیدار ہو تو کیون

شوخی تو اُنکی دیکھو کہ کہتے ہین اے اثر — معشوق کوئی ہمسا طرحدار ہو تو کیون

جناب مولوی منشی محمد عبد القیوم خانصاحب تیر شاہجہانپوری شاگرد جناب بہر شاہجہانپوری

شیدائے زلف دلگیسو دلدار ہو تو کیون — دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

آخر مری خطا بھی مرا کچھ قصور بھی — تم ایسے میری شکل سے بیزار ہو تو کیون

پھر جائے کیون نہ تیری طرح مجھسے اک جہان — تو یار جب نہین تو کوئی یار ہو تو کیون

یہ جانتا ہے خوب تمہین اُسکی جان ہو — پھر کوئی اپنی جان سے بیزار ہو تو کیون

جناب منشی سید فضل علی صاحب ارمان ہوشیارپوری شاگرد جناب حسان شاہجہانپوری از لاہور

زاہدون کا عشق کر کے گنہگار ہو تو کیون — دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

دینے مین دل کے عذر ہے کم حوصلہ ہو وہ — تمکو مرے رقیب سے پھر پیار ہو تو کیون

پوچھا کیا سوال تو کہنے لگا وہ شوخ — بوسے کے مجھسے آج طلبگار ہو تو کیون

ارمان سے اگر تمہین نفرت ہو بے سبب — اُسکے دلِ حزین کے طلبگار ہو تو کیون

جناب منشی محمد عبد الرحمن صاحب نور ممبر مدرسۂ اسلامیہ کیامی شاگرد جناب جلیل مدرس مدرسہ

یوسف کی زور گرمی بازار ہو تو کیون — اُس بُت کے آگے کوئی خریدار ہو تو کیون

جوشِ جنون سے ہاتھ سے فصلِ بہار مین — وحشی کے پیرہن مین کوئی تار ہو تو کیون

زاہد ہون مین تو کوچۂ دلدار کا مقیم — خلدِ برین سے مجکو سروکار ہو تو کیون

دل لیکے میرا مجکو نہ بوسہ عطا کرو — بولو تمہین پھر اسمین نہ تکرار ہو تو کیون

جناب شیخ الرحیم صاحب محمد صنا نور شاگرد جناب شیخ دہلوی از دفتر دار الشفائی نوری ڈسپنسری بنگلور

[illegible] آج مجمعِ میخوار ہو تو کیون — پیر مغان دشیخ مین تکرار ہو تو کیون

میرے جلانے کیلیے محفل مین آپ کی　　ذکر وفا رقیب کا ہر بار ہو تو کیون

جناب تفضل حسین صاحب بیخود مہتمم ڈاک بنگلہ کمبر شاگرد جناب کاہش لکھنوی

الفت مین گلرخون کی کوئی خار ہو تو کیون　　رسوا عبث عبث سر بازار ہو تو کیون
زلفون کا تیری دھیان مجھے یار ہو تو کیون　　دام بلا مین دل جو گرفتار ہو تو کیون
زلف دوتا سے عشق کرے کسکو ہی غرض　　دانستہ قید کا جو طلبگار ہو تو کیون
رکھا گلا جو تیغ پہ قاتل نے یہ کہا　　تم اپنی زندگی سے جو بیزار ہو تو کیون
مطلب ہی جبکہ تجھسے کسی کو نہین رہا　　پھر دل کا کوئی مجھسے طلبگار ہو تو کیون
دیکھا مریض ہجر کو جب اسنے یہ کہا　　ہے درد کو انسا تمہین بیمار ہو تو کیون
میت پہ میری اسنے کہا ہنسکے نازسے　　مجھسے خفا تم اے مری غمخوار ہو تو کیون
لیتے ہین ہم مزے کیلیے ہے مزے کی چیز　　بوسہ کے لینے پر کوئی بیزار ہو تو کیون
اچھی طرح نکالے اگر کوئی حسرتین　　پھر دل کے دینے مین مجھے انکار ہو تو کیون
بخشش کا در کھلا ہے گنہگار کے لیے　　بیخود نہ تجھپہ رحمت غفار ہو تو کیون

جناب خواجہ محمد بیدار بخت صاحب بیدار شاگرد جناب فصیح الملک داغ دہلوی

کوئی اسیر گیسوے خمدار ہو تو کیون　　دانستہ دام مین جو گرفتار ہو تو کیون
آئینہ دیکھ لو تمہین ملجائے گا جواب　　کیا پوچھتے ہو میرے طلبگار ہو تو کیون
پیر مغان کی دلشکنی کم گنہ ہے شیخ　　مے ترک کرکے کوئی گنہگار ہو تو کیون
لطف و کرم سے پھر وہ ادا ہوا اجتناب　　جور و جفا سے اُن کو بھلا عار ہو تو کیون
کہتے ہین دیکھکر وہ مرا دادا غدار دل　　کھوٹا ہے مال کوئی خریدار ہو تو کیون
اپنی نگاہ مست کی تم کو خبر بھی ہے　　کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ سرشار ہو تو کیون
بیدار جب وفا کی نہین ہی کسی کو قدر　　پھر عاشقی مین کوئی وفادار ہو تو کیون

جناب منشی غلام یسین صاحب بہتر سورتی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

[illegible] سے بھی جو مین [illegible] زبام پر　　کوئی پھر اُن کا طالب دیدار ہو تو کیون
ساقی چھکا دے آج تو رندونکو بزم مین　　تھوڑی سی پی کے کوئی گنہگار ہو تو کیون

پیام یار

مرتبہ

خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانۂ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار

جلد ۲۱ — نمبر ۳ — بابت ماہ جولائی ۱۹۰۳ء

ضروری باتیں

کارخانۂ عطر محمد نثار حسین لکھنؤ چوک

اس پچھے کارخانے کی خوش معاملگی اور عمدگی مال سے ہندوستان کے اکثر رؤسا اور نامی تاجر واقف ہین۔ لکھنؤ کی نمائشگاہ سے اس کارخانے کو تمغا اور سرٹیفکٹ بھی ملا ہی۔ زیادہ لکھنا بیکار ہی۔

فہرست عطر موجودہ

عطر حنا - فی تولہ - پانچ روپے - چار روپے - تین روپے - دو روپے - ایک روپیہ - بارہ آنہ - **عطر موتیا** - فی تولہ تین روپے - دو روپے - ایک روپیہ - **عطر چمپیلی** - تین روپے - دو روپے - ایک روپیہ - **عطر جوہی** - تین روپے - دو روپے - ایک روپیہ - **عطر کیوڑہ** - تین روپے - دو روپے - ایک روپیہ - **عطر زعفران** - تین روپے - ایک روپیہ - **عطر سہاگ** - ڈیڑھ روپیہ **عطر گلاب بصرہ** - فی تولہ دس روپے - **عطر گلاب** دو روپے - ایک روپیہ - **روح پانڑی** - پانچ روپے **روح خس اصلی** - پانچ روپے **عطر گل** - ایک روپیہ **عطر عروس** دو روپے - **عطر خس** - دو روپے ایک روپیہ **عطر فتنہ** - چار روپے - دو روپے **عطر برگ حنا** - دو روپے - **عطر گل حنا** - تین روپے - دو روپے - **عطر شہناز** - تین روپے - **عطر اگر** چھ روپے **عطر شمامۃ العنبر** - پانچ روپے - تین روپے **عطر نازبو** - ایجاد بندہ - تین روپے سے۔

روغن حنا - فی سیر - آٹھ روپے - چار روپے - دو روپے **روغن بیلا و چمپیلی و کیوڑہ** - چار روپے - دو روپے **قوام تمباکو خوشبودار** لذت مثل گولیونکے - ایکروپیہ کا تین تولہ کو پان تمباکو خوردنی و رقعدار - فی تولہ آٹھ آنہ

المشتہر۔ کارندہ کارخانۂ عطر منشی محمد نثار حسین لکھنؤ چوک

پیام یار کے گزشتہ نمبر

۱۸۸۶ء سے اسوقت تک کے گزشتہ نمبر متفرق موجود ہین قیمت فی نمبر (۱) علاوہ محصول

بعض سنین کی کامل جلدین بھی ہین۔ قیمت وہی ۱۱ فی جلد علاوہ محصول

مہتمم پیام یار لکھنؤ چوک

ہندوستان کے سحر نگار مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی کی تازہ تصانیف

فتح اندلس - سب سے آخری اور تازہ ناول جسمین ایک ایسے پرجوش عشق اور بیتابانہ ناز و نیاز کے ساتھ دکھایا گیا ہو کہ اسلام کس شان و شوکت اور کس جبروت عظمت کے ساتھ یورپ مین داخل ہوا کیسی کیسی معرکہ آرائیان ہوئین کس کس جوش سے توحید کی صدا بلند کی گئی۔ اور اسی سلسلہ مین یہ بھی نظر آسکتا ہو کہ اسوقت عیسائی ملوک کی کیا حالت تھی اور عیسائی مقتدایان دین کیسے ریا کے پتلے تھے۔ غرض ایسا دلچسپ ناول ہو کہ جن لوگون نے پڑھا ہی۔ دس دس بار پڑھتے ہین اور جی نہین بھرتا۔ جلدی منگائیے ورنہ ناکام رہجائیے گا۔ قیمت فی جلد عمار

مقدس نازنین یا پوپ انگنس - بالکل نیا اچھوتا انتہا سے زیادہ دلکش ناول۔ ایک حسین مسیحیہ عورت کا پوپ منتخب ہوجانا۔ آخر مسلمانون کی تدبیر سے نجات پانا۔ زیادہ تاریخ اور بہت تھوڑا تصرف۔ عہ

فردوس برین - نہایت ہی حیرت انگیز ناول جیتے جی ملا اسطے کا سفر اور جنت الفردوس کی سیر۔ اور لطف یہ کہ بالکل تاریخی مضامین۔ فرقۂ قرامطہ و باطنیہ کی تاریخ۔ انکے جوش تعصب کی حیرتناک نمونے مسئلہ امامت کی سچی تاریخ۔ قیمت فی جلد عہ

حسن بن صباح - شیخ الجبال بانی فرقۂ [illegible] اور حشیشین کے کارنامے۔ اس مذہب اور اسکی سلطنت و سطوت کی عجیب تاریخ۔ جو حضرات فردوس برین کو ملاحظہ کرین انکو ضرور پڑھنا چاہیے۔ قیمت ۶ہ

(محصولڈاک وغیرہ ان قیمتونکے علاوہ ہو)

المشتہر مہتمم پیام یار لکھنؤ چوک

بقیۂ طرح پیام یار

دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

جناب شیخ امان علی صاحب اثر المدرجو ڈیشنل عدالت اپیل کورٹ ریاست بیکانیر راجپوتانہ

روئے نگار منظرِ اغیار ہو تو کیون
میری نظر کے سامنے دیوار ہو تو کیون

پوچھا تو ہوتا آپنے ہمسے کبھی یہ کبھی
تم اپنی زندگی سے جو بیزار ہو تو کیون

صحرا نورد خاک بسر چاک پیرہن
کوئی کسی کیواسطے یون خوار ہو تو کیون

یہ کہکر اُسنے خاک بھی برباد کی مری
اسکا ہمارے کوچہ مین انبار ہو تو کیون

کافی ہے جبکہ نیم نگاہی کا اُن کی وار
پھر بہر قتل ہاتھ مین تلوار ہو تو کیون

جناب ڈاکٹر محمد زمان خانصاحب آصف شاگرد جناب شمشاد لکھنوی از گوا ہتہ

زلفِ بتان مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
دل دیکے درد و غم کا خریدار ہو تو کیون

نفع و ضرر سمجھنے کی جسکو ہے خود تمیز
ناصح کی پند پھر اُسے درکار ہو تو کیون

تیغ ادا بہت ہے مرے قتل کے لیے
بدنام پھر جو آپکی تلوار ہو تو کیون

مخمور ہون بوے طرۂ عنبر فشان سے مین
مطبوع مجکو نافۂ تاتار ہو تو کیون

آصف نوید آمدِ دلبر سُنی ہے کیا
شوق لقا مین ایسے جو سرشار ہو تو کیون

جناب امیر علی شاہ صاحب امیر سرگروہ و گدی نشین درگاہ حضرت پاک لطیف برہانپور شاگرد جناب جلال

کیا کردیا ہے حضرتِ دل چشم یار نے
مرتے ہو جان دیتے ہو بیمار ہو تو کیون

جب پوچھتا ہون ہجر مین آہ و بکا کرون
کہتے ہین اس سے کوئی خبردار ہو تو کیون

دیوانہ ہے جو یار تری چشم مست کا
وہ دل شرابِ ناب سے سرشار ہو تو کیون

کیا فائدہ ہو اُلفت رُخ مین تہین امیر
مُدت سے اُسکے طالب دیدار ہو تو کیون

جناب حکیم منشی محمد امانت خانصاحب امانت متوطن جالون ضلع اُوری از اُجین مالوہ

زلفِ دوتا کا تیری خریدار ہو تو کیون
دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

حور جنان کی یاد مین رہتے ہو واعظو
تمکو ہمارے یار کا دیدار ہو تو کیون

جناب ڈاکٹر محمد امین الدین صاحب امین نائب ہاسپٹل اسسٹنٹ تحصیل سہگا ضلع اپور چھتیس گڈہ

تقصیر کچھ بتاؤ تو ثابت خطا تو ہو
خنجر بدست قتل پہ تیار ہو تو کیون

مین خوب خاک چھان چکا ہون زمین پر
سر پر بلائے چرخ جفا کار ہو تو کیون

جناب بابو محمد اسمعیل خان صاحب بیدار از آکولہ شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

مجھسے الگ الگ جو تم اے یار ہو تو کیون
بتلاؤ کچھ سبب بھی کہ بیزار ہو تو کیون

جو کچھ کہا حضور نے مینے کیا قبول
مین کچھ کہون تو آپکو انکار ہو تو کیون

بھر کر پیالے سے جو دی وہ بت فرنگ
زاہد کو اُسکے پینے سے انکار ہو تو کیون

اُس بت کے ہو گئے ہو تم ای شیخ کیا مرید
ڈالے ہوے گلے مین جو زنار ہو تو کیون

اُس گل سے تسپے پھر تو نہین ہے بگڑ گئی
غمگین کچھ دنون سے جو بیدار ہو تو کیون

جناب محمد منشی عالم صاحب حامی غازیپوری شاگرد جناب نامی

بیوجہ اُلفت مژۂ یار ہو تو کیون
دلمین اذیت خلش خار ہو تو کیون

خود حسن ہی مین جب نہین مطلق وفا کا نام
کوئی حسین جہان مین وفادار ہو تو کیون

آنکھون کو جب نصیب ہو نظارۂ جمال
پہلو مین بیقرار دل زار ہو تو کیون

ملک عدم کی سیر گوارا نہین ہمین
دل مین تصور کمر یار ہو تو کیون

سوتا نہین وہ شوخ بہانہ ہے نیند کا
کھٹکا ہو دل مین وصل کا بیدار ہو تو کیون

اُمید وصل کی نہین عشق بتان مین کچھ
ذلت اُٹھا اُٹھا کے کوئی خوار ہو تو کیون

جناب محمد صغیر احمد صاحب حقیر شاگرد جناب نامی

عاشق سے ترک کوچۂ دلدار ہو تو کیون
گلشن سے دور بلبل گلزار ہو تو کیون

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

تاثیر عشق یار دوا ہر مرض کی ہے
عاشق کو پھر بھلا کوئی آزار ہو تو کیون

سچ پوچھیے تو عاشق و معشوق ایک ہین
کوئی کسی کا طالب دیدار ہو تو کیون

جناب منشی حافظ محمد ابراہیم صاحب حافظ مہتمم مدرسہ اسلامیہ کیامٹی شاگرد جناب خلیل

دل دیکے اپنا گیسوئے پرخم کو آپ سے
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

سینے پہ ہاتھ رکھے نہ آکر اگر کوئی
بیچین پھر نہ اپنا دل زار ہو تو کیون

مضمون نہ ہاتھ آئے جو دندان یار کا
ہر شعر اپنا گوہر شہوار ہو تو کیون

جناب قاضی محمد بھائی صاحب حیا

دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
شیدائے زلف پیچ کا اے یار ہو تو کیون

جس سے کبھی نہ وصل کا وعدہ وفا ہوا
اقرار جھوٹ کرنے کو تیار ہو تو کیون

جناب سید اعجاز حسین صاحب خلش غازیپوری شاگرد جناب ہنر غازیپوری

میرے سوال وصل پہ انکار ہو تو کیون
ایجان مرنے والے سے بیزار ہو تو کیون

یہ چھیڑ دیکھیئے جو عیادت کو آئے بھی
رہکے رہکے پوچھتے ہین کہ بیمار ہو تو کیون

سب پر کھلا ہے جو سی ہمران کو عشق کا حال
پھر انکا کوئی طالب دیدار ہو تو کیون

ضد پر ہماری پھیر کے منہ بولے ناز سے
انکار ہو چکا ہے اب اقرار ہو تو کیون

ظاہر یہ ہے کہ ہوتے ہین معشوق بیوفا
دانستہ کوئی غم مین گرفتار ہو تو کیون

جب دیکھتے ہین مجکو تو نیچی نگاہ سے
پھر تیر انکا دل سے مرے پار ہو تو کیون

معلوم ہے کہ پردہ نشین ہو وہ از خلیل
پھر اب جو ہمکو حسرت دیدار ہو تو کیون

جناب شیخ محمد سعید صاحب سعید شاگرد جناب جلال لکھنوی از پاک پٹن ضلع منٹگمری

یہ دل فدائے گیسوئے خمدار ہو تو کیون
دام بلا مین یونہین گرفتار ہو تو کیون

بیشک نہین ہے مول کسی کا لیا ہوا
ایجان سچ تو ہے تو وفادار ہو تو کیون

دیوانے کو تو جامۂ ہستی بھی ہے گران
سر زیر بار منت دستار ہو تو کیون

فرقت مین صبر و تاب و توان نے بھی دی دغا
جب دم پر آبنے کوئی غمخوار ہو تو کیون

اچھا نہین نتیجہ حسینون کی چاہ کا
خورشید تو شب مین گرفتار ہو تو کیون

جناب مولوی عبدالرحیم خانصاحب ذکی غازیپوری شاگرد جناب ہنر مرحوم غازیپوری

عشق بتان دہر مین بیمار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

خاطر عدو کی ہے کہ کوئی اور ہے سبب
تھوڑے دنون سے مجھسے جو بیزار ہو تو کیون

جسپر مین مر رہا ہون اُسکی ہی جب خطا / پھر مجھسے اور غیر سے تکرار ہو تو کیون
دردِ غمِ فراق ابھی سے تو دلمین ہے / پھر اے ذکی جو کم مرا آزار ہو تو کیون

جناب منشی قطب الدین خانصاحب رآقی از پونا

غیرون سے روز وصل کا اقرار ہو تو کیون / اور ہمسے بات بات پر انکار ہو تو کیون

جناب منشی شیخ امیر صاحب رحمان شاگرد جناب قاسم از ڈھوکویا

دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون / زلفِ صنم سے دلکو سروکار ہو تو کیون

جناب مہدی حسن صاحب رہبر غازیپوری شاگرد جناب جوہر غازیپوری

کیون سامنا کرے کوئی اُس ترک چشم کا / آپ اپنے مرگ کے لیے تیار ہو تو کیون

جناب عبدالوہاب صاحب سحر شاگرد جناب شفا غازیپوری

پابندِ عشق گیسوِ خمدار ہو تو کیون / دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
پہلے تو دل ہی لینے پہ اصرار تھا تمہین / اب میری جان کے بھی طلبگار ہو تو کیون
گو تو نہین ہے پاس تری یاد دلمین ہے / کٹنا شبِ فراق کا دشوار ہو تو کیون
ہر ذرے مین ہے پیش نظر جلوہ آپکا / دل مین ہمارے حسرتِ دیدار ہو تو کیون
بوسہ جو بیخودی مین لیا دلکی تھی خطا / مجھسے خفا تم اسکے سر و سر کار ہو تو کیون
کل پر نہ ٹالو پھر خدا د عدہ آجکا / آسان ہے جو بات وہ دشوار ہو تو کیون
دیکھین کسی کے گیسو و رخسار ایکجا / جھگڑا میانِ کافر و دیندار ہو تو کیون
ہم اپنے دلمین پاتے ہین جب اُسکو اے سحر / دیر و حرم مین جستجوے یار ہو تو کیون

جناب شیخ عبدالسلام صاحب سلام غازیپوری

غش دیکھکر تجھے کوئی اے یار ہو تو کیون / موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار ہو تو کیون
دشمن جو تیغِ ابروِ خمدار ہو تو کیون / پیاسی مرے لہو کی یہ تلوار ہو تو کیون
معشوق اگر ستائے تو عاشق کو صبر ہو / لیکن فلک جو درپئے آزار ہو تو کیون
دل خوبصورتون سے لگانا ہی ایک روگ / پھر جان بوجھکر کوئی بیمار ہو تو کیون
کیون کوئی بیگناہی عاشق پہ ہو خفا / بے جرم اگر سزا کا سزاوار ہو تو کیون

زاہد نے فکر حورمین کی زندگی بسر | داخل بہشت مین یہ ریا کار ہو تو کیون
ہنستا ہے میری دست درازی پہ وہ سلام | آپس کی چھیڑ چھاڑ سے بیزار ہو تو کیون

جناب منشی محمد عمر صاحب نہیل سورتی شاگرد جناب اعجاز بھروچی

عیسیٰ سے بھی علاج دل زار ہو تو کیون | اچھا تمہارے عشق کا بیمار ہو تو کیون
مجکو یہی ہے ضد کہ ہوا اقرار وصل کا | اُنکو یہی ہے ناز کہ اقرار ہو تو کیون
جب بام پر بھی آنے سے رکھتے ہین احتیاط | پھر کوئی اُنکا طالب دیدار ہو تو کیون
اپنی خوشی سے آپنے بوسہ دیا مجھے | بندہ پھر اس خطا کا سزاوار ہو تو کیون
بھر بھر کے جام تو جو نہ دے اُسکو ساقیا | مخمور تیرے عشق کا بیمار ہو تو کیون

جناب مولوی محمد عمر صاحب سوز باولی شاگرد جناب شمشاد لکھنوی از جے پور

جب یون ہی لوگ جنبش ابرو سے ہون ہلاک | پھر بہر قتل ہاتھ مین تلوار ہو تو کیون
انجام عشق گیسوئے پرپیچ ہے بُرا | دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
جب میری شکل سے تمہین نفرت ہوا ی بُتو | میرے دل حزین کے طلبگار ہو تو کیون
جب چال اُسکی فتنۂ محشر سے کم نہین | مجکو پسند کبک کی رفتار ہو تو کیون

جناب منشی جوالا ناتھ صاحب سعد قانون گو دنیب اجمیر

عاشق کسی کا ہو کے یہ دل خوار ہو تو کیون | بیٹھے بٹھائے غم مین گرفتار ہو تو کیون

جناب مولوی محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی

جو عرش سے عزیز ہو وہ خوار ہو تو کیون | بنیاد میرے دل کی جو مسمار ہو تو کیون
اُس بیوفا سے حال کا اظہار ہو تو کیون | جو کہہ رہا ہے عشق مین تم خوار ہو تو کیون
جب اُس مسیح دم کو عیادت سے عار ہے | پھر اُسکے واسطے کوئی بیمار ہو تو کیون
جسنے قدم نہ خلوت دل سے نکالے ہون | اُسکا جمال رونق بازار ہو تو کیون
دست عدو سے کرتے ہین تعبیر جسکو ہم | تیرے گلے مین روز وہی ہار ہو تو کیون
ناموس کا نہ خوف نہ عزت کا کچھ لحاظ | اقرار عشق مین مجھے انکار ہو تو کیون
مین جس نگاہ ناز کو کہتا ہون دلنشین | وہ تیر میرے سینے کے اب پار ہو تو کیون

سوز تپ فراق سے سلگا دین ہڈیان
پھر پوچھتے ہو مجھسے کہ بیمار ہو تو کیون

میری مرادین اُسکی تمناؤن پر نثار
اسپر بھی مجھسے یار جو بیزار ہو تو کیون

جب کھل گیا کہ وہ نہ سنین گے کبھی مری
پھر اپنی بات پر مجھے اصرار ہو تو کیون

جو بات دلشکن ہو نہ للہ کیجیے
یہ گھر جب آپ ہی کا ہے مسمار ہو تو کیون

کیا اسمین اور بڑھتی ہے کچھ شان دلبری
تم ظلم دوست کیون ہو ستمگار ہو تو کیون

ترچھی نظر سے کام نکلتا ہو جب ترا
بدنام مفت مین تری تلوار ہو تو کیون

مظہر ہے سوا نہین اوصاف عشق کا
غیرون سے دلبرونکو سروکار ہو تو کیون

ہر گلبدن کے دل مین وہ کر لیتے ہین جگہ
شمشاد کی وفا کبھی بیکار ہو تو کیون

ایضاً

اظہار عشق مین نہ مجھے کچھ عار ہو تو کیون
ناصح کے خوف سے مجھے انکار ہو تو کیون

میرے مقابلے مین کہ ہون جان نثار خاص
کوئی دل حضور کا مختار ہو تو کیون

مجھسے وفا کے جرم مین کوئی نہین بڑھا
اب میرے قتل مین تمھین انکار ہو تو کیون

محجوب تجھسے بڑھکے ہے وہ میری قتل مین
باہر نیام سے تری تلوار ہو تو کیون

جسکی نظر مین دل مین تمہین تم ہو جلوہ گر
اُسکو نقاب مانع دیدار ہو تو کیون

فرط تجلیات سے جو رشک عرش ہو
اُس دل مین جلوہ بت پندار ہو تو کیون

آپ اپنی شان پر رہین ہم اپنے عہد پر
جھگڑا ہمارے آپکے ہر بار ہو تو کیون

سیلاب اشک تا بفلک اُسکے ساتھ ہے
فرقت مین میری آہ شرربار ہو تو کیون

زاہد کو کشتہ نگہ ناز حور ہے
جنت مین آپکا اُسے دیدار ہو تو کیون

جس دل مین تم ہو یاس و اُمید اسمین کچھ نہین
خلوتکدے مین مجمع اغیار ہو تو کیون

بے اذن ذرّے مین حرکت جب محال ہے
انسان اپنے کام مین مختار ہو تو کیون

کس صانع حکیم کی صنعت ہے اسمین صرف
دُنیا کی کوئی چیز بھی بیکار ہو تو کیون

جاتا ہون مثل نکہت گل اس چمن سے مین
احباب پر جنازہ مرا بار ہو تو کیون

نالون نے لب پر آنیکی کھائی ہے جب قسم
اب خواب ناز سے کوئی بیدار ہو تو کیون

وہ راستی کی جان ہے کج بازیوں سے دور — شمشاد سے اگر کوئی بیزار ہو تو کیون

جناب سید الطاف حسین صاحب شید غازیپوری شاگرد جناب مضطر غازیپوری

آنکھون کے عشق مین کوئی بیمار ہو تو کیون — گیسو کا بوسہ لیکے خطاوار ہو تو کیون
اچھا ہوا کہ طور پر آیا کسی کو غش — کوئی کسی کا طالب دیدار ہو تو کیون
شوخی تو کہہ رہی ہو کہ ہون خودنمائیان — پھر شرم انکی مانع دیدار ہو تو کیون
رکھو گے ہاتھ سینے پر اسکی ہے آرزو — دلکی تپش کا پہلے ہی اظہار ہو تو کیون
رحمت سے اُسکی مجکو بہت کچھ اُمید ہے — مایوس اُس سے کوئی گنہگار ہو تو کیون
کوئی مرے جیے اُسے اِس سے ہو کیا غرض — یہ بھی کبھی نہ پوچھے کہ بیمار ہو تو کیون
مجروح کرتے ہین مجھے تیر نگاہ سے — پھر ہنسکے پوچھتے ہین کہ بیمار ہو تو کیون
تیغ ادا سے کیون نہین کرتے وہ خود حلال — آسان ہو جو بات وہ دشوار ہو تو کیون
شیدا ہین اُنپر اور وہ مجھپر فریفتہ — دشمن کے کہنے سُننے تکرار ہو تو کیون

جناب شفیع احمد صاحب شفیع شاگرد جناب علیش غازیپوری

ظاہر جو سوز آہ دل زار ہو تو کیون — پژمردہ انکا پھول سا رخسار ہو تو کیون
کمسن بھی ہو حسین بھی ہو باوفا بھی ہو — دل تمکو دینے سے مجھے انکار ہو تو کیون
پروردگار کچھ تو بتون پر اثر کرے — نالہ کسی غریب کا بیکار ہو تو کیون
جسکو عدو کی دل شکنی کا خیال ہو — مہمان میرے گھر وہ ستمگار ہو تو کیون
دل مجھ گدائے عشق کا مفلس کا مال ہے — وہ بادشاہ حسن خریدار ہو تو کیون
بوسہ تو مجکو دینے سے انکار ہے مُدام — پھر مجھسے میرے دل کے طلبگار ہو تو کیون
اللہ تیرا نام غفور الرحیم ہے — رحمت سے نا اُمید گنہگار ہو تو کیون
ظاہر ہو حال دل مری صورت سے اے شفیع — مجکو کسی کے عشق سے انکار ہو تو کیون

جناب محمد عبد السلام صاحب شمیم اعظم گڈھی شاگرد جناب شمشاد

خاموش شمع آہ شرربار ہو تو کیون — بجھنے مین یہ شریک دل زار ہو تو کیون
رندونکو مست رکھتی ہو بوے شراب ہی — منہ سے کوئی لگا کے گنہگار ہو تو کیون

للہ مجکو اے مرے سوزِ نہان بتا
دلسوز ہو کے کوئی دل آزار ہو تو کیون

دل لوٹتا ہے حسن کی دولت خیال مین
اُنکو لگا کے ہاتھ گنہگار ہو تو کیون

دل دیچکے ہم آپ کو ناصح کا خوف کیا
لکنت زبان مین دمِ اقرار ہو تو کیون

اُلجھا لیا ہے شوق نے تارِ نگاہ مین
اوجھل نظر سے جلوۂ دلدار ہو تو کیون

جب عاشقون کی آنکھ سے تمکو حجاب ہے
بیباک چشمِ روزنِ دیوار ہو تو کیون

مطرِب اگر نہین ہے تو گرمِ فغان ہو نین
سنسان بزم آپکی اے یار ہو تو کیون

جناب منشی محمد رحمت اللہ صاحب شرافت مبارکپوری شاگرد جناب خیالی ازیرطا ہوی

لب پر تمہارے قصۂ اغیار ہو تو کیون
عاشق سے بات بات پہ تکرار ہو تو کیون

پابندِ عشقِ گیسوئے خمدار ہو تو کیون
دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

کچھ غیر تو نہین ہون مین عاشق ہون آپکا
مجھسے سوالِ وصل مین انکار ہو تو کیون

دل دیکے مانگتا ہون مین کچھ مفت تو نہین
اب تمکو بوسہ دینے مین انکار ہو تو کیون

آنکھین وہ بار بار دکھاتے ہین بزم مین
پھر پوچھتے ہین مجھسے کہ بیمار ہو تو کیون

دل کون ان حسینون کو دے جان بوجھکر
بیٹھے بٹھائے عشق کا بیمار ہو تو کیون

وہ دیکھ کے شرافتِ خستہ کا حال زار
نخان ہنسکے بولے کہ بیمار ہو تو کیون

جناب شیخ محمد شفیق صاحب شفیق غازیپوری شاگرد جناب نالان غازیپوری

کیا پوچھون مین عدو کے طرفدار ہو تو کیون
اتنا بتا دو مجھسے جو بیزار ہو تو کیون

آئے ہین بے نقاب مرے سامنے وہ آج
اب مجکو دل کے دینے مین انکار ہو تو کیون

بہرِ عیادت آئے تو بولے وہ ناز سے
کیا عارضہ تمہین ہے یہ بیمار ہو تو کیون

پاسِ حیا ہے روئین وہ کیونکر مزار پر
دنیا مین میرے عشق کا اظہار ہو تو کیون

کہتے ہین دل جسے بت یکتا کا گھر ہو وہ
اسمین خیال غیر سیہ کار ہو تو کیون

سو بار اگر سوال کرون مین قصور ہے
انکار کر چکے ہین اب اقرار ہو تو کیون

کرتے نہین کسی کی برائی جب اے شفیق
کوئی تمہارے در پئے آزار ہو تو کیون

جناب محمد شبیر خان صاحب شبیر امروہوی خلف جناب احمد خان صاحب مرحوم سابق سب انسپکٹر پولیس ازامروہہ

کوئی کسی کی چشم کا بیمار ہو تو کیون
دل دیجئے در دسر کا خریدار ہو تو کیون

ترچھی نظر سے ایک نظر دیکھنا ہے بس
عریان حضور آپ کی تلوار ہو تو کیون

فرماتے ہین وہ عرض تمنا پہ ناز سے
کوئی ہمارے درپئے آزار ہو تو کیون

کہتے ہین مجھسے اپنی کہانی سناؤ تم
محفل مین میری قصہ اغیار ہو تو کیون

جس سے کسی مرض کا نہ ممکن علاج ہو
پھر اُس سے درد عشق کا اظہار ہو تو کیون

تقدیر مین ازل ہی سے لکھا تھا رنج و غم
شبیر شکوہ ستم یار ہو تو کیون

جناب لالہ رونق رام صاحب شاد از قصبہ بھدوڑ ریاست پٹیالہ

زلفون کا تیری دل سے خریدار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

کافی ہے اک اشارہ ابرو برائے قتل
زیب کمر کسی کے جو تلوار ہو تو کیون

گردون کا ہے ازل ہی سے شیوہ جفا گری
اُس سے وفا کا کوئی طلبگار ہو تو کیون

داغوں پہ داغ کھائے ہین اُس گل کے عشق مین
سینہ نہ اپنا تختہ گلزار ہو تو کیون

دل سرد مہریون سے زمانے کی سرد ہے
اب شاد زندگی سے نہ بیزار ہو تو کیون

جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب شوق دینانگری شاگرد جناب حسان الہند [illegible]

جب خال تیری دانہ ہین زلفین تری ہین دام
پھر مرغ دل نہ میرا گرفتار ہو تو کیون

اُس ماہرو کی زلف چلیپا کو چھیڑ کر
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

دینے مین دل کے جبکہ نہین عذر کچھ مجھے
پھر بوسہ دینے مین انکار ہو تو کیون

جناب بابو پرکھی چند لعل صاحب صبا رئیس پورنیہ شاگرد جناب شوق نیموی

دل مین جو عشق گیسوئے خمدار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

مانا نگاہ ناز نے دل کو چرا لیا
اُس فتنہ گر کو لینے سے انکار ہو تو کیون

جو مبتلائے عشق حسینان نہو کبھی
درد فراق کا اُسے آزار ہو تو کیون

قاتل تو تیغ ناز سے کرتا ہی قتل عام
پھر بہر قتل ہاتھ مین تلوار ہو تو کیون

جو اِن بتون کے زلف و خط و خال سے بچا
وحشت سرائے عشق مین وہ خوار ہو تو کیون

جام شراب دست نگارین سے جب ملے
ہون رند بادہ کش مجھے انکار ہو تو کیون

حیرت ہے سب کو اسکی صباحت کا دوستو
مذہب ہو صلح کل کبھی تکرار ہو تو کیون

جناب صفدر

جب وہ کسی کا سامنا کرتے نہین کبھی
پھر انکا کوئی طالب دیدار ہو تو کیون

جناب ایم ۔ ڈی ۔ ظہیر حسین ظہیر خلف اکبر و شاگرد جناب غنی مرزاپوری انزرایچی

سودائے زلف یا ہوس آزار ہو تو کیون
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

راحت وصال سے جو نہو دلکو بے نصیب
فرقت مین پھر جگر کو غم یار ہو تو کیون

مستی مین دیکھے ساقی ہوش کی جو نگاہ
وہ بیخودی سے عشق کی ہشیار ہو تو کیون

جناب رفیع احمد صاحب عیشی زیدپوری شاگرد جناب جوہر صاحب زیدپوری

ہشیار چشم یار کا بیمار ہو تو کیون
آزاد گیسوؤن کا گرفتار ہو تو کیون

محفل مین بے نقاب رخ یار ہو تو کیون
پوری کسی کی حسرت دیدار ہو تو کیون

دل مشتری کا دیکے عوض دیتا ہون مین
مہنگا ہے مال کوئی خریدار ہو تو کیون

جل بھن کے سوز عشق سے دل خاک ہو چکا
[illegible] چشم یار شرمسار ہو تو کیون

ٹھہرا نہین جگر مین تو شکوہ فضول ہے
اس بیوفا کا تیر وفادار ہو تو کیون

غم دوست ہو گئی ہے طبیعت فراق مین
ظالم ستم سے آپکے بیزار ہو تو کیون

سنگ جفائے عشق سے یہ چور چور ہے
اب کوئی میرے دلکا خریدار ہو تو کیون

کین پاسداریان تو بتون کی تمام عمر
دل حشر مین ہمارا طرفدار ہو تو کیون

مانا کہ بال جوہر شمشیر ہے مگر
بے دانہ مرغ روح گرفتار ہو تو کیون

اشکون سے سینچتا ہون مین رو رو کے ہجر مین
پژمردہ نخل عشق ثمردار ہو تو کیون

کہتے ہین کوئی دل مین نہ رکھے مرا خیال
بت کو بٹھا کے گھر مین گنہگار ہو تو کیون

بوسے لیے ہین خواب مین تصویر یار کے
مجرم ہون جرم ہی مجھے انکار ہو تو کیون

اب میرے بعد کوئی نہین قدردان حسن
گاہک نہین ہے گرمی بازار ہو تو کیون

الفت جتا کے اس بت یوسف جمال سے
رسوا اگر کوئی سر بازار ہو تو کیون

دام فریب نفس سے لازم ہے احتراز
اس جال مین جو کوئی گرفتار ہو تو کیون

رکھدون خود اُسکے پاؤن پہ سر اپنا کاٹکر
وہ مجھکو قتل کرکے گنہگار ہو تو کیون

جس شوخ کو ہمیشہ سے عادت جفا کی ہو
اُس سے کوئی وفا کا طلبگار ہو تو کیون

دل خاص اُنھین کا گھر ہے کسی غیر کا نہین
پھر اُنکو ہمین رہنے سے انکار ہو تو کیون

نازک بھی ہو حسین بھی ہو نازنین بھی ہو
حیران ہون کہ تم جو ستمگار ہو تو کیون

عادت نہین سوال کی تیرے فقیر کو
پھر یہ جو کچھ کسی سے طلبگار ہو تو کیون

پھنستا نہین بلا مین کوئی جان بوجھکر
علیشی جو گیسوؤن مین گرفتار ہو تو کیون

جناب حیدر حسین صاحب عاشق شاگرد جناب شفا غازیپوری

گیسو کا [illegible] لیکے گنہگار ہو تو کیون
دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

[illegible] کوئی [illegible] کوئی تمنا
تم عاشق [illegible] بیزار ہو تو کیون

جناب [illegible] محمد عبدالرزاق صاحب شوق تاجر غازیپور شاگرد جناب مہر غازیپوری

دل مین خیال گیسو [illegible] ہو تو کیون
دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

کہتے تو ہو کسی کو [illegible] دیدار ہو تو کیون
[illegible] خیار ہو تو کیون

مقتل مین میرے قتل [illegible]
[illegible] کشتہ آپ کی تلوار ہو تو کیون

دل جلکے سوز غم سے یہ اب ہو گیا ہے آب
کوئی ہمارے [illegible] خریدار ہو تو کیون

ترچھی نظر سے دیکھکے تم پوچھتے ہو کیا
جب کچھ سے [illegible] ہو تو کیون

دُنیا مین اسکے واسطے [illegible] مین ہم
سچ ہے کہ دوسرا [illegible] یار ہو تو کیون

تابِ نظارۂ رخ [illegible] نہین
اسپر بھی کوئی طالبِ دیدار ہو تو کیون

جب شکل یار رہتی ہے آنکھون کے سامنے
پھر عاشقون کو حسرت دیدار ہو تو کیون

چھینا ہے [illegible] رندون نے عمامہ شیخ کا
سر پر یہ میکدے مین بھی دستار ہو تو کیون

وعدہ کیا ہے غیر سے تمنے سمجھ لئے
پھر ہمسے اب وصل کا اقرار ہو تو کیون

دیکھا ہے اسکو اُسنے کئی بار گھور کر
موقوف آج درد دل زار ہو تو کیون

میرے نصیب کی بھی قیامت کی نیند ہو
کمبخت زندگی مین یہ بیدار ہو تو کیون

ممکن نہین کہ آئین عیادت کیواسطے
ارمان دید مین کوئی بیمار ہو تو کیون

لے خود اپنی جان کو سمجھا نہین عزیز — منزل پھر اسکو عشق کی دشوار ہو تو کیون

جناب شیخ محمد اسحاق صاحب قنبر غازیپوری شاگرد جناب شفا غازیپوری

ہو کے کی بات جیسے جدائی یار ہو تو کیون — اقرار کے لباس مین انکار ہو تو کیون

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہو تو کیون — دام بلا مین جا کے گرفتار ہو تو کیون

جب شوق خود ہے راہنما راہ عشق مین — ملنا حسینون کا ہمین دشوار ہو تو کیون

[illegible] دید پر مرے پڑے سحر [illegible] — پہلے بتا دو طالب دیدار ہو تو کیون

ملجائے کوئے یار مین تھوڑی جگہ جسے — اے شیخ خلد کا وہ طلبگار ہو تو کیون

جسمین نہین ہے قوت ادراک رمز حسن — وہ عشق کی بلا مین گرفتار ہو تو کیون

اے خضر جو کہ تشنۂ دیدار یار ہو — آب حیات کا وہ طلبگار ہو تو کیون

بس ناز سے وہ کہتے ہین محو جمال سے — موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہو تو کیون

سب دلدہی عاشق مضطر سے عار ہے — مشہور تم زمانے مین دلدار ہو تو کیون

بیجرم کیون ستاتے ہو مجھ خستہ حال کو — اپنے [illegible] تم اے یار ہو تو کیون

اے قنبر کسکی آنکھون کا تمکو خیال ہے — حیران مثل نرگس بیمار ہو تو کیون

جناب شیخ فرید احمد صاحب فرید غازیپوری شاگرد جناب شمشاد

الفت تری سے گلے کا مرے ہار ہو تو کیون — دو دن کی زندگی تجھے دشوار ہو تو کیون

دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون — [illegible] اسیر گیسوئے خمدار ہو تو کیون

آنکھون سے بوسے کیلیے مست نگاہ لے — وہ جام پی کے اور بھی سرشار ہو تو کیون

اتنا سمجھ لین آپ کہ خلوت ہے آپکی — دل پائمال شوخی رفتار ہو تو کیون

مانا کہ وہ مین حضرت یوسف سے بھی حسین — سب دیکھے بھالے کوئی خریدار ہو تو کیون

جو اپنے دل مین آپ کو پاتا ہے جلوہ گر — موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہو تو کیون

دل پائمال کرتی ہے پازیب کی صدا — محشر ہے تیری شوخی رفتار ہو تو کیون

جو سانس لینے مین بھی لچکتی ہے بار بار — باریک اسقدر کمر یار ہو تو کیون

جناب حافظ محمد عبد الشکور صاحب قلزم سوداگر نائب مدرسہ اسلامیہ کیامئو شاگرد جناب خلیل

رویا مین مجھکو رویت دلدار ہو تو کیون
بیدار میرا طالع بیدار ہو تو کیون

دل کو پھنسا کے اُلفت گیسوی یار مین
دامِ بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

بازار عشق مین کوئی اُس بُت کے سامنے
حور و پری کا دلسے خریدار ہو تو کیون

رہتا ہون رات دن چمن کوی یار مین
درکار مجھکو خلد کا گلزار ہو تو کیون

قلزم جو انمین عادتِ جور و جفا نہ ہو
پھر ان بُتونسے دل مرا بیزار ہو تو کیون

جناب شیخ قدرت اللہ صاحب قدرت غازیپوری شاگرد جناب مہر مرحوم غازیپوری

دل مبتلاے گیسوِ خمدار ہو تو کیون
دامِ بلا مین جا کے گرفتار ہو تو کیون

چوٹی کے ساتھ زلف کے اوصاف کیا لکھون
تھوڑی سی بات کیلیے طومار ہو تو کیون

کس ناز سے وہ کہتے ہین محوِ جمال سے
موسیٰ کیطرح طالب دیدار ہو تو کیون

قدرت نے کب لیا ہی بھلا نام حور کا
صورت سے اُسکی کوئی جو بیزار ہو تو کیون

جناب سید قاسم صاحب قسیم ولکینیٹر مقام ڈکتی کوٹہ ضلع سیلم

پورا نہ تیرے وصل کا اقرار ہو تو کیون
منت کے بعد پھر بھی یہ انکار ہو تو کیون

سودائے زلف قامت جانان سی بڑھگیا
آزاد اِس سے کوئی گرفتار ہو تو کیون

جناب منشی محمد قاسم صاحب قسیم سورتی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

جور و جفائے عشق کا لذت چشیدہ ہی
دل میرا تیرے ظلم سی بیزار ہو تو کیون

جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی از بکسر ضلع آرہ

دل کو خیال گیسوِ خمدار ہو تو کیون
دانستہ خود بلا مین گرفتار ہو تو کیون

دل دیکے اِن بتون کا خریدار ہو تو کیون
رسوا جہان مین سر بازار ہو تو کیون

تم اپنے عاشقون کے دل آزار ہو تو کیون
پوچھے تو کوئی اُنسے ستمگار ہو تو کیون

انکار ایک بوسے پہ عاشق سی جبکہ ہو
غیرون سے یار وصل کا اقرار ہو تو کیون

اپنے مریض عشق سے ہنس ہنسکے آج وہ
یہ پوچھتے ہین سچ کہو بیمار ہو تو کیون

جب دل نہین تو پھر یہ نصیحت ہی بے محل
جب سر نہین ہی خواہش دستار ہو تو کیون

وارفتگان عشق سے پوچھے تو یہ کوئی
دل دیکے مہوشونکا خریدار ہو تو کیون

منہ لگ گیا ہے شربت دیدار کا مزہ
اچھا تمہارے عشق کا بیمار ہو تو کیون

دونون جگہ ہے جلوہ اسی ایک ذات کا
بیکار دیر و کعبہ کی تکرار ہو تو کیون

او چشم مست یار ترے ہم ہین جان نثار
بیمار تیری نرگس بیمار ہو تو کیون

اے دل شکایت غم ہجران فضول ہو
انصاف یہ نہین گلۂ یار ہو تو کیون

رہتا ہے مست بادۂ الفت سے جب مدام
پابند مے کا پھر کوئی میخوار ہو تو کیون

منظور عشق ہو تو کرے بات کام کی
دل دیکے بیوفاؤنکو بیکار ہو تو کیون

سجدہ اسی سبب سے ترے در پہ کرلیا
بندہ خدا کا بت کا گنہگار ہو تو کیون

ایدل اگر ہے شوق شہادت کا عشق مین
تیغ نگاہ یار سے انکار ہو تو کیون

دیوانہ ہو تو الفت [illegible] پھنسے دل
دام بلا مین جاکے گرفتار ہو تو کیون

دل بچگیا پلٹ کے جو ابرو کو [illegible]
بیکار تیغ یار ترا وار ہو تو کیون

اب جا کے پھونکتی نہین [illegible] آسمان کو
اتنی بلند آہ شرربار ہو تو کیون

موجود ہین [illegible]
کاہش تمہارے پاس جو تلوار ہو تو کیون

جناب صدر الدین احمد صاحب کیفی غازی پوری

دل ابروؤن پر آپکے سر بکار ہو تو کیون
تلوار پر کھنچی ہوئی تلوار ہو تو کیون

آنکھون کے عشق مین جو کوئی [illegible] ہو تو کیون
بیمار کے لیے کوئی بیمار ہو تو کیون

عارض کے بوسے سے جو خطاوار ہو تو کیون
قرآن چھوکے کوئی گنہگار ہو تو کیون

امید ہے بندگی ہوئی روز وصال کی
جینا شب فراق مین دشوار ہو تو کیون

اچھا خوشی تمہاری نہ دو تل کے بوسے بھی
اتنی سی بات کے لیے تکرار ہو تو کیون

یہ غم ہے اب مجھے کہ غم ہجر یار کو
میرے [illegible] کسی سے سروکار ہو تو کیون

یہ کہکے مجھسے موڑ گئی منہ وہ تیغ ناز
تجھ پر عدو کے ہوتے ہوے وار ہو تو کیون

جھگڑے ہی سارے مٹ گئے ارمان و شوق کے
دل ہی نہین ہے خواہش دیدار ہو تو کیون

غم میرے واسطے ہے مین ہون غم کے واسطے
کوئی شب فراق جو غمخوار ہو تو کیون

دیتے ہین نقد دل تمہین گھر بیٹھے جان نثار
جلوہ فروش تم سر بازار ہو تو کیون

آخر کوئی قصور مرا کچھ خطا مری
دل لیکے تم جو درپئے آزار ہو تو کیون

دست عدو مین کونسے ایسے لگے ہین چاند
آخر ترے گلے کا جو وہ ہار ہو تو کیون

لیتے ہین سب وہی تری پامالیونکا لطف
زندہ جو کوئی کشتۂ رفتار ہو تو کیون

ابرو دکھادو کاٹ لین اپنے گلے سب آپ
آسان ہو جو کام وہ دشوار ہو تو کیون

آئے ہین بے نقاب وہ محشر مین آپ ہی
اب آفتاب حشر نمودار ہو تو کیون

کیفی ہون کچھ ولی مین نہین پارسا نہین
جام شراب سے مجھے انکار ہو تو کیون

جناب شیخ محمد شفیع صاحب گہر غازی پوری شاگرد جناب جوہر غازیپوری

دل دیکے غم مین کوئی گرفتار ہو تو کیون
آنکھون کو دیکھ دیکھکے بیمار ہو تو کیون

کیا غم ہے جو کوئی مرے تیری چال پر
بیمار کو جو کشتۂ رفتار ہو تو کیون

ہوتا ہے کون کسکا برے حال مین شریک
فرقت مین کوئی میرا مددگار ہو تو کیون

رہتا ہے میرے پاس ساقی ہر دم وہ مست ناز
پہلو مین بیقرار دل زار ہو تو کیون

دنیا مین قدردان غم و درد کون ہے
میرے سوا جو کوئی طلبگار ہو تو کیون

دل کسکے ہاتھ بیچون کہ لیتا نہین کوئی
بیکار شے کا کوئی خریدار ہو تو کیون

جو عاشقون کی آنکھون مین پھرتا ہو رات دن
اس سے کوئی جو طالب دیدار ہو تو کیون

دل حسرتون کا گھر ہے مصیبت کا گھر ہین
اسمین غم و الم ہی جو بھرمار ہو تو کیون

دل ہی مین جب وہ جلوہ نما ہو تو پھر کوئی
موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہو تو کیون

دل کا لگاؤ زلف سے اچھا نہین گہر
دام بلا مین کوئی گرفتار ہو تو کیون

جناب منشی محمد قاسم عرف منو میان صاحب لطافت شاگرد جناب قبالی ازیر ہاپور

آنکھین لڑی ہین دیدۂ میگون یار سے
اس دور عشق مین کوئی ہشیار ہو تو کیون

پھرتے ہین تیرے عشق مین سر ہاتھ پر لیے
اب ہمکو جان دینے مین انکار ہو تو کیون

کوچے مین اپنے دیکھکے یون پوچھنے لگے
افتادہ زیر سایۂ دیوار ہو تو کیون

حسن اس پری کا غیرت یوسف تو ہے مگر
وہ بیوفا ہے کوئی خریدار ہو تو کیون

خالی بتون کی یاد سے ہو ذکر حق کرو
بیٹھے لطافت آج یہ بیکار ہو تو کیون

تاریخ ارتحال پُرملال برادرم محمد محبوب خان (حامد) ولد جناب ڈاکٹر نجیب خانصاحب۔ از تحریر دلگیر ڈاکٹر محمد عبد الغفور "مطیر" شاگرد حضرت احسان شاہجہانپوری متعینہ شفاخانہ محمد آباد

(تاریخی فقرہ)

سال وصالِ محبوب خان۔ از مطیر وائے ویلا بیان

رحلتِ محبوب خان سے نقدِ راحت لُٹ گیا ۔۔۔ آنسوؤن کا ڈھیر باقی رہگیا دامن مین ہائے

مصرعِ تاریخ یہ پایا بصد حسرت "مطیر" ۔۔۔ دفن ہو محبوب خان سا نوجوان مدفن مین ہائے

دیگر ایضاً

جگر کو پارہ پارہ کیون نہ شمشیرِ اجل کردے ۔۔۔ عزیزون کے لیے یہ واقعہ ہی جان گسل ہی ہی

"مطیر" غمزدہ نے مصرعِ تاریخ یہ لکھا ۔۔۔ گیا فردوس کو محبوب خان سا نیکدل ہی ہی

دیگر ایضاً

جوانی مین اجل محبوب خان کو آگئی ہی ہی ۔۔۔ زمانے مین ہی شورِ گریہ و آہ و بکا اُف اُف

"مطیر" اس واقعہ کا سالِ رحلت اسطرح لکھو ۔۔۔ گیا سوے عدم محبوب خان بحرِ حیا اُف اُف

دیگر عیسوی

ہائے اے ظالم اجل یہ کیا ستم تو نے کیا ۔۔۔ ہمسے راحت چھین لی ہمکو کیا اندوہگین

عیسوی تاریخ رحلت کر رقم یون اے "مطیر" ۔۔۔ ہوگیا محبوب خان سا خندہ رو مینو مکین

۱۹۰۳ء

دیگر ایضاً

اُسے موت آگئی ناگاہ جو محبوب ہر دل تھا ۔۔۔ نکیون ماتم ہو افزون غم نکیون ہو بیقیاس اُف اُف

"مطیر" نوحہ گر نے عیسوی تاریخ یون لکھی ۔۔۔ گیا فردوس کو محبوب خان جوہر شناس اُف اُف

۱۹۰۳ء

مصرعِ طرح

پرچہ پہونچتے ہی اسطرحین (کیون شورِ فغان آج عنادل مین نہین ہی) عنادل کسبل قافیہ مین نہین ہی ردیف

۲۰- اگست تک اسطرحین (روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر) منائین غیرہ قافیہ کیونکر ردیف

جوشِ انتقام۔ ایک تاریخی ناول جو پیامِ یار ۱۹۰۲ء کے ہمراہ شائع ہوا اور جسکو ملک نے نہایت وقعت کی نظر سے دیکھا جن لوگون نے یہ ناول پڑھا ہی وہی جانتے ہین کہ کسقدر دلچسپ ہی چند جلدین ہمارے دفتر مین باقی ہین جلد منگائیے قیمت فی جلد ۸؎ علاوہ محصول ڈاک المشتہر مہتمم پیامِ یار

دلفگار - دہلی کی زبان میں ایک داستان جذب الفت اثر۔ قیمت ۸ر

ترچھی نظر کامل - درد و قلق کی موثر داستان۔ نہایت دلکش ناول قیمت ہر دو حصہ ۱۲؍

جذب دل مصنف صاحب دلم ۱۲ر

شرارت - لندن کے چالاک آدمیوں کی عجیب غریب شرارت آمیز داستان جو انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہے قیمت ہر دو حصہ ۱۰ر

سلیمان و فرزانہ - ایک مزیدار اور مکمل ناول۔ قیمت عہ

شعلۂ جوالہ - آغاقی کا قابل قدر شعبہ باغیرت کے نام سے جا بجا نہ جوش کا معیار۔ یہی الفتون کا دلکش مرقع اور اپنی پسند پر شادی ہونیکا نہایت ہی ضروری مسئلہ قیمت ۸ر

آرزوے دید جسمیں محمد شاہ رنگیلے کے دربار کا فوٹو۔ اسکے عہد حکومت کا ایک دلکش واقعہ عشق و محبت اور فرقت کے بیتاب سین۔ خاندان مغلیہ کی تباہی۔ نادر شاہی حملے۔ دہلی کا قتل عام۔ قیمت ۱۰ر

جوش شباب - ایک با نتیجہ اور مفید ناول۔ قیمت ۶ر

عصمت - اس ناول کو دیکھکر ہنستے ہنستے پیٹ میں بل نہ پڑجائیں تو ہمارا ذمہ۔ قیمت ۸ر

بھولے نواب - ایک مزے کا ناول۔ قیمت ۶ر

شہید ناز کامل - درد کے ہوے دلوں کا بالکل سچا اور پر درد قصہ عشق کے سوز و گداز جسکے ناز و نیاز۔ دل پر زخم کی سوئیاں ہیں

وصل [illegible] کی جیتی جاگتی تصویریں قیمت ہر دو حصہ ۱۲؍

سوز الفت - رشک رقابت کے حیرت انگیز جھگڑے۔ غلط فہمی کے برے نتائج۔ کامیابی کے بعد یاس یاس کے بعد کامیابی۔ قیمت ۱۲ر

سلیم و چندر کلا - ایک تاریخی دلچسپ ناول۔ قیمت ۱۲ر

سلیمہ - ایک نہایت ہی پر درد ناول۔ قیمت مجلد ۸ر

مسٹر نیز آف کابل - اگر آپکو کابل کے پیچیدہ اور دلچسپ حالات پڑھنا ہیں تو اس ناول کو پڑھیے جو خاص کابل کے ایک رئیس زادے کی تصنیف ہے۔ قیمت ۱۰ر

عیار قلندر - سراغرسانی کے متعلق ایک دلچسپ اور عمدہ ناول ۸ر

قزاق کی بیٹی - ایک نہایت عمدہ اور حیرت انگیز ناول قیمت ۸ر

کرنیل کی بیٹی - ایک منتخب انگریزی ناول کا ترجمہ نہایت عمدہ اور دلچسپ ناول ہے قیمت ۸ر

زبردستی کا خون حسن پرستوں کو بیچین کر دینے والا قصہ قیمت ۱۲ر

حسن بیگ کی ہسٹری ایک علمی اور اخلاقی ناول قیمت ۱۲ر

عمدہ اور مفید کتب

سفرنامہ روم و مصر و شام جسکو شمس العلما مولانا شبلی نے روم و مصر و شام کے سفر سے واپس آکر ترکوں کی تمدنی حالت اور حسن معاشرت سے عوام کو آگاہ کرنے کیلیے لکھا ہے۔ قیمت عہ

دیوان یاس - [illegible] قیمت عہ

محاربۂ فرانس و پرشیا - فرانس و پرشیا میں جو جنگ ہوئی ہے اسکی مفصل کیفیت قابل دید ہے قیمت عہ

جلاء العینین جسمیں محققانہ طور پر نہایت پر زور تقریر میں مسئلہ ترک رفع الیدین ثابت کیا گیا ہے قیمت ۴ر

المامون مع الجزیہ - بے مثل کتاب اپنی آپ نظیر مصنفہ مولانا شبلی قیمت عہ

دل و جان - جناب تسلیم نے یہ مثنوی ناول کے رنگ پر لکھی ہے۔ ۸ر

فریاد داغ - فصیح الملک حضرت داغ کی لاجواب مثنوی جسکا ہر شعر دل میں چٹکیاں لیتا ہے قیمت ۴ر

مضمون ہائے دلکش - جناب جلال لکھنوی کا تیسرا دیوان۔ قیمت عہ

دستور الفصحا - جناب کمال خلف جناب جلال کا متروکات شاعری کے متعلق مفید رسالہ۔ قیمت ۶ر

ملخص تسلیم جناب تسلیم سہسوانی مرحوم جو فن تاریخ گوئی میں مسلم الثبوت استاد مانے گئے ہیں انکی لاجواب کتاب در خاص تاریخ گوئی میں۔ قیمت عہ

ایضاح مع ازاحۃ الاغلاط [illegible] جو شعرا و انشاپردازوں کو نہایت ہی مفید ہے۔ قیمت فی جلد ۶ر

منتخب القواعد - غلط الفاظ کی تحقیق میں حضرت جلال لکھنوی کا عمدہ رسالہ قیمت فی جلد ۴ر

حبل المتین - قیمت ۴ر

او صحیفۃ المجید - قیمت ۴ر

ترجمہ [illegible] قیمت ۴ر

[illegible] **اسلام** ۴ر

[illegible] ۴ر

[illegible] قیمت مجلد ۴ر

المشتہر محمد نثار حسین مہتمم قومی پریس و پیام یار لکھنؤ چوک

پیام یار
مرتبہ
خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک کارخانۂ عطر و مہتمم قومی پریس پیام یار
نمبر ۱۲
بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء
جلد ۲۱
ضروری باتیں

بقیۂ طرح پیام یار

روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائیں کیونکر

جناب ابوالخلیل منشی حافظ محمد ابراہیم صاحب خلیلؔ بھڑوچی شاگرد جناب عجازؔ بھڑوچی

نالۂ دل سے فلک کو نہ ہلائیں کیونکر
صدمۂ ہجر نبیؐ ہائے اُٹھائیں کیونکر

دو قدم چلنا بھی مشکل ہے غمِ فرقت سے
یا نبیؐ آپکے روضے پہ ہم آئیں کیونکر

شافعِ حشر ہیں وہ اور گنہگار ہیں ہم
بخشوائیں گے ہماری نہ خطائیں کیونکر

خود بخود نالۂ دل منہ سے نکلجاتا ہے
یا نبیؐ آپ کی اُلفت کو چھپائیں کیونکر

درِ اقدس پہ بُلاتے نہیں جب شاہِ اُمم
دلمیں جو کچھ کہ ہیں ارمان بر آئیں کیونکر

ایضاً

وہ مرے دل وہ مرے پاس سے جائیں کیونکر
وقت آخر دلِ عاشق کو دُکھائیں کیونکر

وہ تو روٹھے ہیں اُدھر اور ادھر دل اپنا
جان آفت میں ہے دونون کو منائیں کیونکر

بعد مرنے کے وفا میری اُنھیں یاد آئی
آکے مرقد پہ وہ آنسو نہ بہائیں کیونکر

کوچۂ عشق سے وہ خود بھی تو ناواقف ہیں
حضرتِ خضر مجھے راہ بتائیں کیونکر

ہم شبِ وصل کس آفت میں پھنسی ہیں اے دل
روٹھکر سو گئے وہ اُنکو جگائیں کیونکر

تم نہیں جانتے جو ہم پہ گذرتی ہے صنم
درد کی شکل نہیں کوئی دکھائیں کیونکر

ہاتھ کانون پہ دھرے بیٹھے ہیں اوائے نصیب
وصل میں قصۂ ہجر اُنکو سُنائیں کیونکر

خوفِ دنیا نہ رہا اب غمِ عقبےٰ نہ رہا
لطف دیوانگیِ عشق نہ پائیں کیونکر

بار رنج و غمِ فرقت سے کہ ہے کوہِ گران
بوجھ یہ اُٹھ نہیں سکتا ہے اُٹھائیں کیونکر

دل بہلتا ہی نہیں ہے ترے کوچے کے سوا
باغِ فردوس کی ہم کھائیں ہوائیں کیونکر

جناب یوسف خانصاحب خاکیؔ شاگرد جناب نورؔ از کلکتہ

دل کا ہے قول نہ سر اپنا کٹائیں کیونکر
شوق کہتا ہے کہ مقتل میں نہ جائیں کیونکر

ستم و جور سے وہ ظلم نہ ڈھائیں کیونکر
جنکا شیوہ ہو یہی باز وہ آئیں کیونکر

بات کرنا ہی غضب ہاتھ لگائین کیونکر
خواب غفلت سے بھلا اُنکو جگائین کیونکر

جو کہ تقدیر مین لکھا ہے نہین مٹ سکتا
اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کیونکر

کبھی بتخانے مین دیکھا کبھی کعبے مین اُسے
وہ تو ہرجائی ہے اک جا اُسے پائین کیونکر

زندگی کی ہے بسر عشق بتان مین ہمنے
داور حشر کو مُنہ اپنا دکھائین کیونکر

گو وہ مٹھی مین دبائے ہین کسی کے دلکو
تاڑنے والے مگر تاڑ نہ جائین کیونکر

جسکے دلمین نہ ترحم ہو بجز ظلم و ستم
کہیے ایسے سے بھلا ربط بڑھائین کیونکر

ہی تمنا دل مضطر کی کہ ہو جائین نثار
سر بکف کوچۂ قاتل مین نہ جائین کیونکر

روٹھنا اُسکا غضب ہے تو بگڑنا آفت
کوئی تدبیر بتا دے کہ منائین کیونکر

اُسکی چتون ہی کٹاری تو نظر اُسکی چھری
کہیے ایسے سے بھلا جان بچائین کیونکر

قتل خاکی کو حسینون نے کیا آخر کار
[illegible] یہ ہے ایسے مٹی مین ملائین کیونکر

جناب شیخ محمد سعید صاحب خورشید شاگرد جناب [illegible]

رو کے رسوا ہون ہم اشک بہائین کیونکر
آبرو موتی کی ہی آب گنوائین کیونکر

پاؤن رکھین نہ زمین پر جو کبھی نخوت سے
راہ مین اُنکی [illegible] آنکھین بچھائین کیونکر

سینہ جلتا ہے تو کہتے ہین ٹپک کر آنسو
یہ لگی آگ ہے ہم اُسکو بجھائین کیونکر

اپنا پابند حنا نے اُنھین کر رکھا ہے
سچ تو یون ہے کہ شب وعدہ وہ آئین کیونکر

حسن بے پردہ کہین پردے مین رہ سکتا ہے
اُبھرے سینے کو دوپٹے سے چھپائین کیونکر

ایسی تدبیر بتا ناصح مشفق ہمکو
روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

کمسنی اور حیا دشمن جان ہین خورشید
دل سے دل آنکھ سے وہ آنکھ ملائین کیونکر

بلبل ہندوستان دبیر الدولہ فصیح الملک جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی از حیدرآباد دکن

نازکی سے قدم اپنا وہ اُٹھائین کیونکر
میرے دلمین اگر آئین بھی تو آئین کیونکر

دیکھکر مجمع عشاق وہ بولے ڈرکر
مجھکو چھوڑینگی الٰہی یہ بلائین کیونکر

نہ ہین ناوک نہ ہین برچھی نہ کٹاری چھری
دلمین چبھتی ہین وہ نظرین وہ ادائین کیونکر

ہمکو آتے ہین جو انداز وفا کیا حاصل
وہ نہین سیکھتے ہم اُنکو سکھائین کیونکر

مست کے ہاتھ لگے چیز تو کب چھٹتی ہے
دل کو چھوڑین تری مستانہ ادائین کیونکر

دل ہی پہلو مین نہین بوسے کی قیمت کیا دین
مال جب پاس نہو مول لگائین کیونکر

غیر بھی ساتھ ہی سایہ کی طرح رہتے ہین
اپنی آنکھین ترے قدمون مین بچھائین کیونکر

جور کے واسطے ہے تاب و توان بھی درکار
ہوکے نازک وہ مرے دلکو ستائین کیونکر

شام سے فکر ہمین صبح شب وصل کی ہے
وہ اگر جائین تو ہم آپ مین آئین کیونکر

عمر کا اپنی گھٹانا تو بہت آسان ہے
غصہ بڑھ جائے تمہارا تو گھٹائین کیونکر

کچھ ٹھکانا بھی ہے اس بے سروسامانی کا
کسطرح کونسے دن انکو بلائین کیونکر

چھیڑ سے وہ تو خفا ہوگئے اب فکر یہ ہے
کہ منا کر انھین ہم عید منائین کیونکر

وعدہ سچا ہی سہی یہ تو بتا دو ہمکو
ہم تمہین حشر کے دن ڈھونڈ کے پائین کیونکر

تجکو دنیا کی نہین فکر سمجھ اے واعظ
دل لگی کی ہے جگہ دل نہ لگائین کیونکر

کیفیت خواب پریشان کی نہ پوچھو ہمسے
کسکو دیکھا ہے کہان نام بتائین کیونکر

بعد میرے وہ رقیبون مین بہل جائینگے
یاد آئین گی انھین میری وفائین کیونکر

مہربانی تو کرو پھر یہ تماشا دیکھو
جو وفادار ہین کرتے ہین وفائین کیونکر

راز دل گر نہ کہین اپنی زبانسے نہ کہین
مہر ہم چشم سخنگو پہ لگائین کیونکر

مہربان ہوکے ستمگر وہ ہوے جاتے ہین
پھیر لین عرش سے ہم اپنی دعائین کیونکر

اک نظر دیکھتے ہی انکو گئے ہوش و حواس
کھوئے جاتے ہون جو ایسے انھین پائین کیونکر

توبہ کرتے ہین کہین ایسی طبیعت والے
حضرت داغ قسم عشق کی کھائین کیونکر

جناب مولوی محمد داود حسن خانصاحب داور رئیس رسولپور ضلع مظفرپور شاگرد جناب مشرقی منیری

اپنا بس کچھ نہین یہ تیر نہ کھائین کیونکر
اپنے دل کو تری نظرونسے بچائین کیونکر

ایک عالم ہمین کہتا ہے تمہارا عاشق
بات جو چھپ نہ سکے اسکو چھپائین کیونکر

جبکہ وہ آپ ہی ہین دشمن ارباب وفا
پھر وہ دشمن کو بغل مین بٹھائین کیونکر

والے حسرت کہ یہی آپ کہے جاتے ہین
داغ الفت کا ترے دلسے مٹائین کیونکر

یون جلانے کو مرے خط کا لکھا اسنے جواب
تخلیہ گھر مین نہین تجھکو بلائین کیونکر

جب لگاتا ہین تو ہمکو گلے سے ظالم | ہم ترے داغ کو ولسے نہ لگائین کیونکر

جناب سیتارام صاحب ورما رام از پیلی بھیت

استحانگہ مین عدو سامنے آئین کیونکر | وہ یہ کیا جانین کہ سہتے ہین جفائین کیونکر
پھیر کر مُنہ مری جانب سے وہ فرماتے ہین | روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر
کہتے ہین جوش جوانی مین وہ بنکر انجان | اُبھرے اُبھرے ہوے سینے کو چھپائین کیونکر
بیٹھے بٹھلائے ملے بوسے ترے خنجر کے | وہن زخم سے نکلین نہ دُعائین کیونکر

جناب منشی اودہم سنگھ صاحب سردار امرتسری شاگرد جناب جلال لکھنوی

نقد دل سینے مین محفوظ ہے اور وشمے بگر | اُنکی دزدیدہ نگاہون سے بچائین کیونکر
کوئی مزدور نہین مین متحمل ہون جو سہم | ناز بیجا ترے اے شوخ اُٹھائین کیونکر
خانہ مین ملکے بھی ہمکو ہوا کچھ حاصل | یار کی نیچی نگاہون مین سمائین کیونکر
تو ہی اے دست جنون اتنا بتا دے للٰہ | دھجیان دامن صحرا کی اُڑائین کیونکر
غیر سایہ کی طرح ساتھ لگے رہتے ہین | حال بیتابی دل اُنکو سُنائین کیونکر
دیکھکے یار کو پہلو سے نکل جاتا ہے | دل بیتاب کو سینے مین دبائین کیونکر
بیوفائی کا کیا شکوہ تو کہنے لگے وہ | بھول جاتے ہین وفادار وفائین کیونکر
یہ تو وہ بات ہے مرنے پہ بھی جانے کی نہین | دل سے ہم اپنے تری یاد بھلائین کیونکر

جناب منشی جوالا ناتھ صاحب سعد قانونگو ضلع اجمیر و پنشنر راج سوائی جے پور

ہین وہ پابند حیا آنکھ ملائین کیونکر | نیچی نظر و نسے مرا دل نہ چرائین کیونکر
دو قدم چلنے مین سو عذر ہین طاقت کے | ہو نزاکت کا برا وہ ادھر آئین کیونکر
سادہ روئی پہ تری مجکو تعجب ہے یہی | پا گئین رنگ جفا کا یہ ادائین کیونکر
ناصحا بہر خدا ہمکو یہ تدبیر بتا | روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

جناب ابو الالطاف منشی محمد عمر صاحب سہیل سورتی شاگرد جناب اعجاز بھڑوچی

بتکدے سے تو نکلنا نہین ممکن اپنا | حضرت شیخ کہو کعبے مین جائین کیونکر
ڈر یہی ہے کہ وہ بیتاب نہو جائین کہین | داستان شب غم اُنکو سُنائین کیونکر

داغِ اُلفت نہ مٹانے سے مٹے گا ہرگز ہم اگر اُسکو مٹائین تو مٹائین کیونکر
حضرتِ خضر تمہین کوئی بتا دو رستہ راہ پر اُس بُتِ بیرحم کو لائین کیونکر

جنابِ ابو المعظم میرزا سراج الدین احمد خانصاحب سائل دہلوی شاگرد جناب داغ مرحوم میار الاستاد

کارِ عاشق ہے وفا شیوۂ معشوق جفا ہم نہ وہ سیکھین تو یہ اُنکو سکھائین کیونکر
طالعِ بد نے دکھایا نہ ہلالِ ابرو چاند دیکھا ہی نہین عید منائین کیونکر
ظرف مظروف کا قصہ ہی نکرو تفصیل سر نہوگا تو پھر آئین گی بلائین کیونکر
دل لیا لیکے دیا دیکے لیا سو سو بار اُنسے سودا جو بنائین تو بنائین کیونکر
دل دیا جورسے قول اُنکو سچا سمجھے اور فرمائیے ہوتی ہین وفائین کیونکر
لوٹے جاتے ہین وہ سُن سُنکے فقط طرزِ سوال بے اثر جائینگی سائل کی دُعائین کیونکر

جنابِ مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی منیجر مدرسہ چشمۂ رحمت غازیپور

اپنے عاشق کی وہ آنکھون مین سمائین کیونکر مردمِ دیدہ سے شرماتے ہین آئین کیونکر
نازِ اُلفت سے ہمین روٹھکے جائین کیونکر دعوی حسن اُنھین پھر وہ بلائین کیونکر
دل کے ارمانونکی شوخی سے لرزتا ہے جگر بے تکلف تمہین سینے سے لگائین کیونکر
راکھ تک جب نہین باقی جگرِ سوختہ کی دستِ بھڑکے ہوئے شعلونکو دبائین کیونکر
ناز بیجا بھی کسی کا نہین اُٹھتا ہمسے لوگ اُٹھاتے ہین حسینونکی جفائین کیونکر
لیکے نقدِ دل و دین بوسہ نہین دینگے کبھی جنسِ انمول ہو وہ نرخ گھٹائین کیونکر
جو سمجھتے ہوں تجھے آنکھ کی تپلی ایجان آنکھین گستاخ کسی سے وہ لڑائین کیونکر
چشمِ سوزن کی نگہ سے جنھین آتا ہو حجاب چاک سینے کا کسی کو وہ دکھائین کیونکر
لوحِ دل پہ تری اُلفت ہوئی پتھر کی لکیر نقش بر آب نہین اسکو مٹائین کیونکر
اسکی خلقت تو ازل ہی سے ہوئی بہرِ ہدف ناوکِ ناز سے ہم دل کو بچائین کیونکر
ناز و انداز کی رفتار سے باز آئین تو کیون اُنکو فتنے جو اُٹھانا ہین اُٹھائین کیونکر
برگِ گل سے کہین نازک ہین ترے لب ایجان پھول سے ہم ترے چہرے کو ملائین کیونکر
سرد مہری سے جو افسردہ نکرتے وہ ہمین باندھتے آکے عدو اپنی ہوائین کیونکر

ہو چکا ہے دل غم‌دیدہ جفا کا خوگر — اب وہ حیران ہین ہم اسکو دکھائین کیونکر
لذت وصل کو کیا درد درون سے نسبت — درہم داغ جگر مفت لٹائین کیونکر
خوف ہے فرط خوشی مین نکرے جان نثار — حسرت مردۂ عاشق کو جلائین کیونکر
تاڑنے والے محبت کے کہین تاڑ نلین — آنکھین محفل مین کسی سے وہ لڑائین کیونکر
نقش تقدیر کا آسان نہین ہے مٹنا — دل جو آجائے کسی پر تو ہٹائین کیونکر
بعد مدت کے جو وہ پوچھتے ہین حالت دل — بات کہنے کی نہین اُنکو سنائین کیونکر
کیون جی شمشاد اگر توبہ نہ ٹوٹی میری — دیکھتے گلبدنون کی یہ ادائین کیونکر

جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب شرق دینانگری مقیم لاہور شاگرد جناب لسانؔ بہارپوری

وصل کی شب وہ نقاب اپنی اُٹھائین کیونکر — ہمکو وہ چہرۂ پرنور دکھائین کیونکر
غیر کو قبر پہ وہ ساتھ نہ لائین کیونکر — بعد مردن بھی مجھے وہ نہ جلائین کیونکر
وہ مری لاش پہ کس ناز سے آکر بولے — روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر
طاقت ضبط نہ یارائے خموشی ہمکو — ہائے اِس درد محبت کو چھپائین کیونکر
ابھی کمسن ہین اُنھین شرم و حیا مانع ہے — سینے سے سینہ شب وصل ملائین کیونکر
جب اُنھین غیر کی باتوں سے نہین ہے فرصت — دل بیمار کا پھر حال سنائین کیونکر
کسطرح خانۂ تاریک ہو روشن اپنا — گھر مین اُس غیرت خورشید کو لائین کیونکر
قتل کا شوق ٹھہرنے نہین دیتا ہمکو — سر کے بل کوچۂ قاتل مین نہ جائین کیونکر
ہاتھ جوڑین کہ کرین اُنکی خوشامد اے دل — روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر
شب فرقت مین ہے جب مونس و غمخوار یہی — پھر تری یاد کو ہم دل سے بھلائین کیونکر
اُس ستمگار کے گیسو کو بھلا کیون چھیڑین — جان کو مفت مصیبت مین پھنسائین کیونکر
جو تصور مین بھی آتے ہوئے ڈر جاتا ہو — ایسے نادان کو پہلو مین بٹھائین کیونکر
دیر مین دلکو جب اِک بت سے لگا بیٹھے ہین — چھوڑ کر اِسکو پھر اب کعبے کو جائین کیونکر
جب تری شکل کیے دیتی ہے افشا اِسکو — شوق پھر راز محبت کو چھپائین کیونکر

جناب میر نثار حسین صاحب شائق جعفری شاگرد جناب قیصر بریلوی

دل مضطر سے تری یاد بھلائین کیونکر
ہے یہ پتھر کی لکیر اسکو مٹائین کیونکر

بات کرنا بھی نہین جسکو گوارا ہمسے
حال بیتابی دل اسکو سنائین کیونکر

صورت نقش قدم ضعف نے بٹھلایا ہے
اٹھکے کوچے سے ترے اب کہین جائین کیونکر

جو نہ جانے کہ وفا کیا ہے محبت کیسی
ایسے نادان سے پھر دلکو لگائین کیونکر

دیکھنے والونکو جب تاب نظارہ ہی نہو
پھر وہ پردہ رخ انور سے اٹھائین کیونکر

ہائے وہ نالے جنھین تا لب آنا ہے محال
پھر بھلا دل کسی ظالم کا ہلائین کیونکر

چارہ گر طاقت [illegible] ہی جب دلمین نہو
درد اٹھا ہے کہان پھر یہ بتائین کیونکر

جب [illegible] ہری آنکھونمین
پھر حسینان جہان دلمین سمائین کیونکر

بانی [illegible] مین مرمر کے یہ دولت ہمنے
داغ فرقت کو بھلا دلسے مٹائین کیونکر

[illegible] ناصح مشفق تیری
دل ہی جب بس مین نہو ہوش مین آئین کیونکر

[illegible] بادہ ناز
پھر مرے قتل کو وہ تیغ اٹھائین کیونکر

ہائے جب [illegible] انھین
پھر وہ پہلو مین عدو کو نہ بٹھائین کیونکر

دلکو ہمدردی ہے [illegible] تو وہین [illegible]
پھر بھلا کوچۂ جانانہ مین نہ جائین کیونکر

جناب قاضی فخر الدین احمد صاحب شیدا قاضی پوری

خواب مین گر وہ نہ آئین تو پھر آئین کیونکر
خفتہ بختون کے نصیبونکو جگائین کیونکر

چھیڑتا ہون جو شب وصل تو فرماتے ہین
تمکو انداز حیا ہائے سکھائین کیونکر

ایک بوسے کی طلب پر ہوئی اتنی خفگی
وعدۂ وصل انھین یاد دلائین کیونکر

تیری صورت ہی بنائی ہے خدا نے ایسی
لین نہ دست نگہ شوق بلائین کیونکر

پھیر کر ناز سے منہ ہنس کے کسیکا کہنا
ہائے صبح شب وصل آنکھ ملائین کیونکر

تھا زلف معنبر کا [illegible] سنگھائین نہ اگر
مجھ سے بیہوش کو وہ ہوش مین لائین کیونکر

تیرے جلوے نظر آتے ہین بتون مین جنکو
دیر کو چھوڑ کے وہ کعبے مین جائین کیونکر

صورت نقش قدم ہم نہین اٹھنے والے
کوئے جانان سے ہمین لوگ اٹھائین کیونکر

ناز بیجا کے اٹھانے کا تقاضا کیا ہے
بوجھ جو اٹھ نہ سکے اسکو اٹھائین کیونکر

اک نہ اک دن تو مجھے پہونچائیگی منزل پہ مری
رہنما وحشتِ دل کو نہ بنائین کیونکر

سنگدل حق نے بنایا ہی بتون کو شیدا
موم دل کو نہ بنائین تو بنائین کیونکر

جناب لالہ رونق رام صاحب شاد بھدوری سکنڈ ماسٹر مڈل اسکول بھدوڑ ریاست پٹیالہ (پنجاب)

جب یہ ڈر ہے دل نازک کو نہ پہونچے صدمہ
قصۂ درد والم اُنکو سنائین کیونکر

عشق اور مشک نہین چھپتے چھپانیسے کبھی
تیرے گیسو کی محبت کو چھپائین کیونکر

چھوڑ بے سود کی بک اتنا بتا دے ناصح
روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

زندگانی ہے یہی ہجر مین مونس ہی یہی
تیری تصویر نہ سینے سے لگائین کیونکر

جبہہ سائی نہ کرین سنگِ درِ یار پہ گر
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹائین کیونکر

ہے پنجاب مین ملتا نہین اُستاد کوئی
لکھنو دور ہے گھر چھوڑ کے جائین کیونکر

جناب منشی محمد واحد یار خانصاحب شاغل بریلوی شاگرد جناب قیصر بریلوی

دل نادان تجھے سمجھائین سمجھائین کیونکر
شرم مانع ہی انھین آئین تو آئین کیونکر

شوق پامالی خون شہدا ہے انکو
پائے نازک مین وہ مہندی نہ لگائین کیونکر

مارنا ہی جو مرا مد نظر ہے اُنکو
لب جان بخش دکھا کر وہ جلائین کیونکر

فرقتِ یار مین رہتا ہے ہمارا ہمدم
غم کو سینے مین نہ پھر اپنے چھپائین کیونکر

لاکر اک پھول بھی اکدن نہ قفس مین رکھا
شکوہ صیاد کا پھر لب پہ نہ لائین کیونکر

جناب منشی محمد عظیم اللہ خانصاحب شبنم غازیپوری روزنامچہ نویس چشمہ رحمت اسکول غازیپور

یار سوتا ہی شبِ وصل جگائین کیونکر
لب سے لب سینے سے سینہ کو ملائین کیونکر

یون مٹایا کہ انھین خود نہین ملتا ہے پتا
وہ مری قبر پہ دو پھول چڑھائین کیونکر

خواب ہی مین انھین آنیکو کہا تو بولے
ناز کی مانعِ رفتار ہے آئین کیونکر

اے فلک ہمکو بتا دے تو فقط اتنی بات
روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

لب پہ اپنے جو کبھی آئی ہنسی اے شبنم
چرخ کو فکر ہوئی اسکو رلائین کیونکر

جناب پرتھی چند لعل صاحب صبا رئیس پورنیہ شاگرد جناب شوق نیموی

بے اثر آہین جو ہون دل کو ہلائین کیونکر
جذبۂ دل نہو جبتک تو وہ آئین کیونکر

حسرتین مجھسے یہ کہتی ہین شب فرقت مین　　تو اکیلا ہے تجھے چھوڑ کے جائین کیونکر

چاہتے ہین کہ کبھی اُنکا تصور بھی نہ آئے　　ان حسینون کی مگر یاد بھلائین کیونکر

عشق کی آگ مرے دلمین بھڑک اُٹھتی ہے جب　　آنکھین رو رو کے یہ کہتی ہین بجھائین کیونکر

ابھی نازک بھی ہین کمسن بھی حیا بھی ہے بہت　　بے حجابانہ نقاب اپنی اُٹھائین کیونکر

ضبط نالہ شب غم ہم تو کیا کرتے ہین　　زردی رخ کو مگر اپنی چھپائین کیونکر

حضرت عشق تمہین اسکی بتاؤ تدبیر　　روٹھ جائے جو کوئی اسکو منائین کیونکر

جسکے دریائے محبت مین ہزارون ڈوبے　　اے صبا اُس دُر نایاب کو پائین کیونکر

جناب مولوی سید صفدر امام صاحب صفدر آنگلوی شاگرد جناب حشر مرحوم بتھولی ضلع مظفر آباد

خانۂ دل سے تری یاد بھلائین کیونکر　　اپنا گھر آپ ہی ویران بنائین کیونکر

جگمٹا غیر کا محفل مین رہا کرتا ہے　　اپنی حالت جو سنائین تو سنائین کیونکر

وقت آخر ہے تمہین ڈھونڈھ رہی ہین آنکھین　　یہ تو بتلاؤ کہ ہم جان سے جائین کیونکر

خود بھی نازک ہین کلائی بھی ہے نازک اُنکی　　قتل کرنے کو مرے تیغ اٹھائین کیونکر

ہے دم نزع نہ مونس ہے نہ ہمدم ہے کوئی　　بیکسی کہتی ہے ہم چھوڑ کے جائین کیونکر

دل مین ہے یاس و غم و رنج و الم کا مجمع　　اور وہ پردہ نشین آئین تو آئین کیونکر

رُخ پہ پڑتے ہی نظر آنکھ جھپک جاتی ہے　　لوح دل پر تری تصویر بنائین کیونکر

اپنے سینے مین چھپائے تھے اسے ہم صفدر　　لیگئین چھین کے دل اُنکی ادائین کیونکر

جناب صافی صاحب صافی شاگرد جناب صوفی

میری بگڑی ہوئی قسمت وہ بنائین کیونکر　　بخت خوابیدہ کو ٹھوکر سے جگائین کیونکر

اک بُت پردہ نشین کی ہے محبت ہمکو　　دھجیان جیب و گریبان کی اُڑائین کیونکر

جناب محمد عبد الجلیل خانصاحب جلیل مصور نقشہ نویس ضلع میرٹھ

یاد ہم اُس بت کافر کی بھلائین کیونکر　　راہ پر اِس دل گمراہ کو لائین کیونکر

ہائے یہ ڈر ہے کہ دل اُنکا نہ دُکھ جائے کہین　　داستان صدمۂ فرقت کی سنائین کیونکر

جناب منشی ونایک پرشاد صاحب طالب بنارسی شاگرد جناب راسخ و داغ دہلوی

وہ جو آئین بھی تو ہم آپ مین آئین کیونکر
ہم اُنھین حالِ دلِ زار سُنائین کیونکر

گالیان دیکے ذرا آپ بھی دیکھین تو سہی
جان نثار آپکے دیتے ہین دُعائین کیونکر

عشق گیسو مین گرفتار نہ تھے ہم جب تک
کِسکو معلوم تھا آتی ہین بلائین کیونکر

اُس شہِ حُسن کے کوچے مین گدا بنکے گئے
یہ نہین جانتے کہتے ہین صدائین کیونکر

آپ نے رحم کیا دل کو مرے چھوڑ دیا
یہ تو فرمایئے چھوڑینگی ادائین کیونکر

تیغِ ابرو سے تو ہم جان بچا کر بھاگے
دل ترے دیدۂ رہزن سے بچائین کیونکر

جناب محمد ظہور الدین خانصاحب ظہورؔ شاہجہانپوری قرق امین تحصیل مظفرنگر

اجرتی

بے نقاب آج سرِ بزم وہ آئین کیونکر
محوِ دیدار اک عالم کو بنائین کیونکر

اپنا ہمراز نقاب اُنکی بنائین کیونکر
دستِ زیبا کی میسر ہون بلائین کیونکر

اُنکو ہے ضد کہ ترے گھر مین ہم آئین کیونکر
ہمکو یہ ہٹ ہے کہ گھر غیر کے جائین کیونکر

غم کوئی چیز نہین ہے اُسے کھائین کیونکر
درد کچھ بار نہین اُسکو ہٹائین کیونکر

لوٹ جائین تو سہی سُنکے مرا حالِ دل
سُننے والا بھی تو ہو کوئی سُنائین کیونکر

یہ کوئی چیز دکھانے کی نہین او ظالم
زخمہائے دلِ پُر درد دکھائین کیونکر

ہمکو ڈر ہے کہ فلک سے نہ ستارے ٹوٹین
داغہائے دلِ پُر درد دکھائین کیونکر

رکھتے ہو بہر جلو ساتھ حواسِ خمسہ
آپ آئین نہ تو ہم آپ مین آئین کیونکر

ہوگئی خشک زبانِ خارِ مغیلان تیری
آبلہ پا نہ مرے پیاس بجھائین کیونکر

دخترِ رز کو سرافراز کیا غیرون نے
ایسی ناپاک کو ہم ہاتھ لگائین کیونکر

ولہ

ہمسے کیا پوچھتے ہو دل ہی کہیگا تمسے
دیکھ لینا کہ اثر کرتی ہین آہین کیونکر

میرے پہلو مین ذرا ہو کے فروکش دیکھو
دلِ عاشق مین اُترتی ہین نگاہین کیونکر

ہوگیا جسکے تصدق مین زمانے کا ظہور
آپ ہی کہیے کہ پھر اُسکو نہ چاہین کیونکر

جناب سید عبد الرؤف صاحب ظہیرؔ شاگرد جناب عباس از سومبی ضلع اعظمگڑھ

ایک دن کوچۂ دلدار مین لائین کیونکر
سیرِ فردوس کی زاہد کو دکھائین کیونکر

اُنھین سیرِ دلِ پُر داغ دکھائین کیونکر
اس نئے باغ مین ہم یار کو لائین کیونکر

یار سوتا ہے شب وصل جگائین کیونکر / اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کیونکر
تو ہے اک پردہ نشین اور وہ بازاری تھا / تجھسے ہم یوسفِ کنعان کو ملائین کیونکر
شب وعدہ بھی وہ غیر دشمن رہا کرتے ہین / اُنھین آنا نہین منظور وہ آئین کیونکر
نیند آجاتی ہے جب سنتے ہین وہ قصہ ظہیر / اپنا افسانہ شب وصل سُنائین کیونکر

جناب مولوی محمد غلام عباس صاحب عباس مبارکپوری مدرس مدرسہ سیمبھی ضلع اعظمگڑھ

نور بنکر مری آنکھون مین سمائین کیونکر / چشمِ مردم سے حجاب آتا ہے آئین کیونکر
بُت سفاک سے دل اپنا ملائین کیونکر / نازک آئینہ ہے پتھر پہ گرائین کیونکر
کیا غرض لخلخہ زلف سُنگھائین کیونکر / کوئی بیہوش ہو وہ ہوش مین لائین کیونکر
شرم آتی ہے وہ اعجاز دکھائین کیونکر / لب جان بخش کے مارے کو جلائین کیونکر
ہاتھ پکڑے ہے حیا پاؤن سے لپٹی ہے حنا / فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئین کیونکر
ابھی طفلی ہے نہ گھبراؤ جوان ہونے پر / سیکھ ہی جاؤگے ہوتی ہین جفائین کیونکر
ہائے تیرِ نگہ ناز کے قابل ہی نہین / طائرِ دل کو نشانہ وہ بنائین کیونکر
ناز و انداز و ادا رہتے ہین ہر دم ہمراہ / پاسکے تنہا اُسے چھاتی سے لگائین کیونکر
میری میّت پہ وہ کہتے ہین لگا کر ٹھوکر / بے سبب روٹھنے والے کو منائین کیونکر
شربتِ وصل کا بیمار ہے عاشق تیرا / ہون اثر بخش طبیبون کی دوائین کیونکر
سخت حیرت ہے کہ عباس بھری محفل سے / آکے دل لیگئین پہلو سے ادائین کیونکر

جناب شیخ طیب صاحب عاقل سوداگر مبارکپوری مقیم برہانپور محب جناب خیالی مبارکپوری

بھر دیے کان رقیبون نے یہانتک اُنکے / کچھ وہ سنتے ہی نہین اپنی سنائین کیونکر
میرے نالونکو تعلی کی یہ اب سوجھی ہے / کہتے ہین عرش کی زنجیر ہلائین کیونکر
سیر گلزار کو وہ رشک بہار آتا ہے / جامۂ تنگ مین گل پھولے سمائین کیونکر
پُر اثر ہو جو شب ہجر مرا نالۂ دل / آپ تھامے جگر اے جان نہ آئین کیونکر
یہ نقاہت ہے کہ ہے سانس بھی لینا دشوار / نالے لب تک ترے بیمار کے آئین کیونکر
نظرِ رحم ادھر کی کہ مرادین آئین / دیدۂ یار کے قربان نہ جائین کیونکر

ہاتھ جوڑین کہ کرین منتین عاقل کہیے　　روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

جناب منشی غلام حسین صاحب عاشق خلف اکبر و شاگرد جناب عباس مبارکپوری از سمبھی ضلع اعظمگڑھ

روٹھے رہتے ہین وہ ہر وقت منائین کیونکر　　یا الٰہی اُنھین ہم راہ پہ لائین کیونکر
اپنی محفل مین وہ غیرون کو بلائین کیونکر　　جیتے جی ہمکو جہنم مین جلائین کیونکر
شب وعدہ نہین ڈر خون کے ہونیکا انھین　　پاؤن مین مہندی لگا بیٹھی ہین آئین کیونکر
دم گلگشت یہ کی دست درازی کس نے　　ہو گئین چاک یہ پھولونکی قبائین کیونکر

جناب مولوی شاہ فضل کریم صاحب عاشق مانپوری شاگرد جناب حشر مینھوی مرحوم از مخدوم آباد

کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے بتائین کیونکر　　بھا گئین اُس بتِ کافر کی ادائین کیونکر
جیتے جی جبکہ نہ وہ آئے عیادت کو مری　　فاتحہ کے لیے پھر قبر پہ آئین کیونکر
دل خفا۔ یار خفا۔ چرخ ستمگار خفا　　اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کیونکر
خواب مین بھی نہین آتا ہی کبھی وہ مہوش　　اپنی سوتی ہوئی قسمت کو جگائین کیونکر

جناب محمد غوث صاحب عاقل سوداگر کرنول خلف جناب رجب علی صاحب سالک ملباری

آتش رشک سُلگتی ہے بجھائین کیونکر　　پہلوِ غیر مین بیٹھے ہین اُٹھائین کیونکر
ناتوانی مری کہتی ہے شبِ فرقت مین　　موت بھی آتی نہین جان سے جائین کیونکر
غم سے رہتی ہے خوشی دور خوشی سے غم دور　　خانۂ دل مین یہ ساتھ آکے سمائین کیونکر
دل کا ارمان شب وصل یہی کہتا ہے　　روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

جناب محمد عظیم الدین صاحب عظیم کیس نائک پہلی کمپنی اٹھائیس پیدل مدراسی مقیم مدراس

وہ مری قبر پہ کہتے ہین لگا کر ٹھوکر　　خوابِ غفلت مین جو ہو اُسکو جگائین کیونکر
جسنے پیدا کیا بندے ہین اُسی کے تا مرگ　　روبرو غیر کے سر اپنا جھکائین کیونکر
سامنا پہلے پہل عاشقِ ناشاد کا ہے　　شرم مانع ہے اُنھین سامنے آئین کیونکر
غیر کی سُنکے بگڑ بیٹھا ہے وہ شوخ مزاج　　روبرو اُسکے کوئی بات بنائین کیونکر

جناب محمد یحییٰ علی صاحب عاصی کاکوروی اہلمد عدالت ڈسٹرکٹ جج مرادآباد

آنکھون مین پردہ نشین ہو کے سمائین کیونکر　　مردمِ چشم کے وہ سامنے آئین کیونکر

نالۂ دل جو سلامت ہین تو خود آئینگے | گھر تو جائین کہین پھر کہون نہ آئین کیونکر
مین بھی خوش ہون جو خفا ہو یہ بتا دو لیکن | روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

جناب منشی محمد عمر صاحب عمر شاگرد جناب عزیز اللہ شاہ صاحب مقیم قصبہ مہان ضلع اکولہ ملک برار

تیری محفل تو رقیبون سے بھری رہتی ہے | حال دل اپنا سنائین تو سنائین کیونکر
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے | بگڑی تقدیر جو اپنی ہے بنائین کیونکر

جناب شیخ عبد العزیز صاحب عاشق از کٹک

مجھے روتے ہوئے دیکھا تو وہ ہنسکر بولے | میری بگڑی ہوئی تقدیر بنائین کیونکر

جناب قاضی محمد عبد الغفار صاحب غفار متوطن قاضی پور شاگرد جناب صفیر بلگرامی مرحوم

صدمۂ ہجر صنم ہائے اُٹھائین کیونکر | شبِ فرقت کی سہین رنج جفائین کیونکر
کوئی ترکیب بتا دو تمہین ای حضرتِ دل | روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر
اُنکے گھر مجمع اغیار رہا کرتا ہے | بے محابہ مجھے پہلو مین بٹھائین کیونکر
آپ ہم بھول گئے اپنے کو جسکی خاطر | یاد اُس شوخ کی اب لیسے بھلائین کیونکر
تو ہی تدبیر بتا کچھ مجھے اے پیرِ فلک | بزم مین اُس بُتِ بے پیر کی جائین کیونکر
بارِ عصیان سے مری لاش نہین اُٹھ سکتی | سبھی کہتے ہین کہ یہ بوجھ اُٹھائین کیونکر
غیر پر لطف و کرم ہمپہ ستم ہوتے ہین | آپکی بزم مین اب کہیے ہم آئین کیونکر
لب یہ رہتا ہے مرے نامِ محمدؐ ہر دم | لوگ غُل صلّ علےٰ کا نہ مچائین کیونکر

جناب منشی محمد عبد الرزاق خان صاحب فوق مرچنٹ غازیپور شاگرد جناب ہنر غازیپوری

سنگِ در اُس ستم ایجاد کا پائین کیونکر | ہجر کا لفظ مقدر سے مٹائین کیونکر
اُنکو احوال شبِ غم کے سنائین کیونکر | داغ صد مونکے جو دلپر ہین دکھائین کیونکر
وہ اِسی فکر مین دن رات رہا کرتے ہین | کہ دلِ عاشقِ ناشاد دُکھائین کیونکر
اِس تجاہل کی بھی حد ہے کہ لگا کر خنجر | پوچھتے بھی ہین ہمین سے کہ ستائین کیونکر
وصل کی شب بھی اسی فکر مین گذری آخر | کہ وہ روٹھین نہ کہین اُنکو جگائین کیونکر
جب کہا مینے ذرا آئیے میرے گھر تک | بول اُٹھے مہندی لگائے ہوئے آئین کیونکر

جیتے جی تو اُنھین نفرت تھی ہمیشہ مجھسے / بعد مردن وہ مری لاش اُٹھائین کیونکر
ہم بھی دیکھین تو ادھر بھی ہو ذرا ترچھی نظر / جانین عشاق کی لیتی ہین ادائین کیونکر
یہ سمجھتے ہین کہ پھر ہوگی مری رسوائی / مرنے والے کو وہ ٹھوکر سے جلائین کیونکر
آہ عاشق اُسے رہنے بھی تو دے سینے پر / اپنے آنچل سے بھلا کچھ وہ چھپائین کیونکر
بات بھی مُنہ سے نکلتی نہین اللہ رے ضعف / داستان اُنکو جُدائی کی سُنائین کیونکر
ابھی بچپن ہے وہ اِس لطف سے آگاہ نہین / چاہنے والے کو پھر شکل دکھائین کیونکر

ولہ

وہ تو ہین پردہ نشین دلمین پھر آئین کیونکر / حسرت و یاس کو شکل اپنی دکھائین کیونکر
اُنکو منظور ہے اغیار بھی ٹھکرائین اِسے / اپنی ٹھوکر سے مری قبر مٹائین کیونکر
یہ تو ظاہر ہے بپا ایک قیامت ہوگی / روے روشن سے نقاب اپنی اُٹھائین کیونکر
لا دوا ہے مرضِ عشق و محبت اے بُت / تیرے بیمار کو راس آئین دوائین کیونکر
خنجرِ ناز کا وہ ہاتھ لگا دے تو سہی / آفرین کہکے دل اس بُت کا بڑھائین کیونکر
ابھی منظور نہین اُنکو کہ ہو حشر بپا / تربتِ عاشقِ بیتاب پہ آئین کیونکر
روشنی بھی کہین فانوس مین ہوتی ہے نہان / جلوۂ حُسن وہ بُرقع مین چھپائین کیونکر
کبھی تیرِ نگہِ ناز لگا کر دیکھو / دیتے ہین زخمِ جگر دلسے دُعائین کیونکر
ضعف کا بار بھی اب ہمسے نہین اُٹھ سکتا / صدمۂ ہجر کا ہم بوجھ اُٹھائین کیونکر
قبر پر آکے مری ہائے یہ اُن کا کہنا / نیند کے ماتے کو اسوقت جگائین کیونکر
یون مچل جاتے ہین گر گر کہ پھر اُٹھتے ہی نہین / فرقتِ یار مین اشکون کو منائین کیونکر
جلوۂ برقِ جمالِ رُخِ بت دیکھ چکے / حضرت فوق کہو ہوش مین آئین کیونکر

جناب ابوالفخر منشی سید محبوب علی صاحب فاخر رضوی شاگرد جناب ضیا دہلوی از حیدرآباد دکن

سو گئے آکے وہ ہم اُنکو جگائین کیونکر / اپنی روٹھی ہوئی قسمت کو منائین کیونکر
عشق مین صبر یہ کہتا ہی مری بات رہے / ہم اُنھین حال مصیبت کا سُنائین کیونکر
قتلِ عشاق کی مانع ہے نزاکت اُنکی / وہ جو چاہین بھی تو تلوار اُٹھائین کیونکر

وہ اُدھر روٹھے ہین تقدیر اِدھر روٹھی ہے
سخت مشکل مین ہین ہم اُنکو منائین کیونکر

مین اُنھین دیکھکے بیخود ہون وہ یہ کہتے ہین
مرگیا ہے یہ اِسے ہوش مین لائین کیونکر

دل تو ملتا ہی نہین آنکھ تو لڑتی ہی نہین
وہ بھلا ہاتھ ملائین تو ملائین کیونکر

دوسری راہ نہین کوچۂ محبوب کو ہائے
کوچۂ غیر سے ہوتے ہوے جائین کیونکر

صدمۂ ہجر نے بیہوش بنا رکھا ہے
آپ آتے نہین ہم آپ مین آئین کیونکر

اُنکو اغیار یہان تک نہین آنے دیتے
کیا کرون مین مرے قابو مین وہ آئین کیونکر

وہ بھی مجبور ہین کمبخت حیا کے ہاتھون
رُخ سے پردہ جو اُٹھائین تو اُٹھائین کیونکر

آپ آئین تو سہی شکل دکھائین تو سہی
حسرت دید ہے ہم جان سے جائین کیونکر

جناب مولوی محمد فائق صاحب فائق متوطن سوگانوان شاگرد جناب حشر بتھوی کوتر خیر آباد ملی

ایک دم اُمتِ عاصی کو نہ بھولے حضرت
آپکی یاد کو ہم دل سے بھلائین کیونکر

آپ طیبہ مین ہین ہم تاک دبستہ مین ہین
حالتِ دل جو سنائین تو سنائین کیونکر

دل کی ضد ہے کہ مدینے چلو زر پاس نہین
ایسی بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کیونکر

کسطرح خواب مین وہ چاند سی صورت دیکھین
اپنے اِس طالع خفتہ کو جگائین کیونکر

حشر مین کوئی نہین حامی و ناصر فائق
آسرا ختم رسل سے نہ لگائین کیونکر

جناب محمد محبوب علی صاحب فضا از حیدر آباد دکن

ابھی کمسن ہین جھجکتے ہین بگڑ جاتے ہین
اُنکو چھاتی سے شب وصل لگائین کیونکر

بدگمان ہونگے وہ اور راز بھی افشا ہوگا
ہمدمو حالِ دلِ زار سنائین کیونکر

ہمکین کیون پیکے نہ جامِ مے اُلفت کی ظرف
بوالہوس بارِ محبت کا اُٹھائین کیونکر

حشر تک دل مین نشانی یہ رہیگی باقی
داغ فرقت کو کلیجے سے مٹائین کیونکر

وہ یہ کہتے ہین کہ دیکھے نہ کوئی رستے مین
اے فضا آپکے گھر آئین تو آئین کیونکر

جناب مولوی شیخ جان علی صاحب فضا بتھوی شاگرد جناب حشر بتھوی مرحوم از مخدوم آباد

حال کیا پوچھتے ہو تمکو سنائین کیونکر
دل ہی قابو مین نہین دل کی بتائین کیونکر

درد اُٹھ اُٹھکے کلیجے مین بٹھا دیتا ہے
حالتِ دل اُنھین ہم جاکے سنائین کیونکر

سر مین رہتا ہے کبھی دل مین جگر مین کبھی درد　　ایسے چالاک مرض کی ہون دوائین کیونکر

بات جب ہمسے بنائی نہین جاتی ہے قضا　　اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کیونکر

جناب پنڈت گوپی ناتھ صاحب فانی از کشمیر

سوتی تقدیر کو ہم اپنی جگائین کیونکر　　روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

جناب محمد اسمٰعیل صاحب قتیل برادر خورد جناب خلیل بہروچی

اپنا جلوہ وہ سر طور دکھائین کیونکر　　کچھ مین موسیٰ نہین بیہوش بنائین کیونکر

عالمِ خواب مین وہ رات کو آئین کیونکر　　قسمتِ خفتۂ عاشق کو جگائین کیونکر

نالہ و آہ و فغان لب پہ نہ لائین کیونکر　　دردِ اُلفت نہین چھپتا ہی چھپائین کیونکر

اُنکا منشا ہے کہ مقتول تڑپتا ہی رہے　　قتل کر کے مجھے آنسو نہ بہائین کیونکر

دل دہل جائیگا اُسکا وہ ابھی کمسن ہے　　وصل مین سینے سے ہم اُسکو لگائین کیونکر

مرتے جینے کا ٹھکانا ہے ہمارا تو یہی　　کوچۂ یار سے بستر کو اُٹھائین کیونکر

لڑ گئی آنکھ کسی شوخ نگہ سے اپنی ؎　　چوٹ اُلفت کی ہم اب دلپہ کھائین کیونکر

پیار کرنے مین خفا ہوتے ہو پھر کہدو تمہین　　روٹھ جائے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر

قصۂ رنج والم سُنکے وہ ہنس دیتا ہے　　ایسے بیدرد کو احوال سُنائین کیونکر

طلبِ بوسہ پہ جھنجھلا کے وہ فرماتے ہین　　دولتِ حسن کو یون مفت لٹائین کیونکر

نہ تو تاثیر مرے جذبۂ دل مین نہ اثر ؎　　اپنی صورت دمِ آخر وہ دکھائین کیونکر

قیس و فرہاد پہ جو گذری وہ ظاہر ہے قتیل　　ان حسینون سے ہم اب دلکو لگائین کیونکر

جناب مولوی مناظر اشرف صاحب قابل از گیا

چھیڑتا ہے جو کوئی نیند مین ہوتے ہین خفا　　اب سحر ہوتی ہے ہم اُن کو جگائین کیونکر

دلِ نادان تری گستاخیون کا ہے مین خوف　　اُنکے پہلو مین تجھے چھوڑ کے جائین کیونکر

حسرت و درد والم دل مین چلے آتے ہین　　قابل ان سبکو ہم اک گھر مین بسائین کیونکر

جناب شیخ صدرالدین احمد صاحب کیفی غازیپوری شاگرد جناب شمشاد لکھنوی

جلوہ حسن جہانسوز دکھائین کیونکر　　بے حجابانہ سرِ بام وہ آئین کیونکر

دل ہی قابو میں نہیں سامنے جائیں کیونکر
ماجرائے شب غم انکو سنائیں کیونکر

وصل میں دل کی طرح ہاتھ بھی قابو میں نہیں
لوں تری زلف پریشان کی بلائیں کیونکر

ہم کسیکی نہ تمنا ہیں نہ حسرت ہیں نہ یاد
پھر ترے دل میں جگہ پائیں تو پائیں کیونکر

ابھی کمسن ہیں بہت جی نہ دہل جائے کہیں
زخم دل انکو دکھائیں تو دکھائیں کیونکر

جان نثار آپکے اس عمر دو روزہ کے لیے
منت احسان مسیحا کے اٹھائیں کیونکر

جسکے آگے نہ کوئی بات بنانے سے بنے
راہ پر اس بت عیار کو لائیں کیونکر

آنکھیں دیدار طلب اور نگاہیں گستاخ
جلوہ اپنا وہ چھپائیں تو چھپائیں کیونکر

کیا بتائیں وہ کہ کیا گذری شب وعدۂ غیر
جو بتانے کی نہو بات بتائیں کیونکر

جنس دل کے نظر آتے ہیں ہزاروں گاہک
اے خدا ہم جو بچائیں تو بچائیں کیونکر

نالے تاثیر میں کچھ کم نہیں ہاں بات یہ ہے
سو گئے ہیں وہ ابھی انکو جگائیں کیونکر

حسرت دید ابھی اور ہے دل میں باقی
ہم گلے سے تجھے اے تیغ لگائیں کیونکر

صدقے اس ضعف کے وہ ہمکو اٹھاتے ہیں مگر
پاؤں اٹھتے نہیں اس بزم سے جائیں کیونکر

دلکو ہے بات کی پیچ انکو ہے ضد سی سوا
اپنے روٹھے ہوے کو ہائے منائیں کیونکر

جانتے آپ کسی پر جو طبیعت آتی
چٹکیاں لیتی ہیں بیباک ادائیں کیونکر

میرے دلسے کوئی پوچھے تری الفت کے مزے
غیر کیا جانیں کہ کرتے ہیں وفائیں کیونکر

روٹھنے کی ہو کوئی بات تو ہم عذر کریں
اور ناحق کوئی روٹھے تو منائیں کیونکر

انکا نازک ہے دماغ اور یہ قصہ ہے دراز
ماجرائے دل وارفتہ سنائیں کیونکر

اب تو کچھ بن نہیں پڑتی دل بیتاب سے بھی
اب تمہیں کہدو کہ ہم تمکو منائیں کیونکر

غیر کے ساتھ جو کیفی نے انھیں دیکھ لیا
انکو حسرت ہے کہ اب بات بنائیں کیونکر

جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی شاگرد جناب یاس از بسیر ضلع آرہ

دل ہی قابو میں نہیں آپ میں آئیں کیونکر
قصۂ غم تمہیں عشاق سنائیں کیونکر

ظلم کرتی ہیں حسینوں کی ادائیں کیونکر
دل کو لے لیتے ہیں یہ کر کے جفائیں کیونکر

زخم پہ زخم بھلا عشق کے کھائیں کیونکر
ہائے دکھتے ہوے دل تمکو دکھائیں کیونکر

ناتوان ہجر کے صدمون کو اُٹھائین کیونکر
آہ ہر وقت زبان پر نہ وہ لائین کیونکر

فتنۂ حشر سے کم ہوگا نہ اُٹھنا اُسکا
بستر خواب سے اُس بت کو اُٹھائین کیونکر

طاقتِ ضبط نہ یار لے فغان ہے دلمین
اے شبِ ہجر بتا غم ترا کھائین کیونکر

اُف رے ظالم ترے اُٹھتے ہوے جوبن کا ابھار
تنکے کہتا ہے کہ ہم سر کو جھکائین کیونکر

دل کبھی لے لیتے ہو برباد کبھی کردیتے ہو
اور کرتے ہین جفاؤن پہ جفائین کیونکر

نظر آتی ہے بتون مین بھی ہمین شان خدا
سوئے بتخانہ نہ ہم سر کو جھکائین کیونکر

جامِ صہبا سے کیا تونے ہر اک کو سرشار
ساقیا رند نہ دین تجکو دعائین کیونکر

عرش تک جا نہ سکا نالۂ دل جب میرا
پہونچین تا بابِ اجابت یہ دعائین کیونکر

بیخبر سوتے ہین کیون راہروِ ملک عدم
کوئی بتلائے کہ ہم انکو جگائین کیونکر

تو تو بیزار رہا کرتا تھا اِن سے اے دل
بھاگئین تجکو حسینون کی ادائین کیونکر

تونے بیہوش کیا اپنا دکھا کر جلوہ
طالبِ دید ترے ہوش مین آئین کیونکر

عاشقِ زلف گرہگیر سے پوچھے کوئی
تجھپہ نازل ہوئین فرقت کی بلائین کیونکر

بند آنکھین مری رہتی ہین تصور مین ترے
اور معشوق ان آنکھون مین سمائین کیونکر

ہے جنون جوش پہ دیوانے ہین پہنے زنجیر
طوق منت کا وہ گردن سے بڑھائین کیونکر

روز اُس حور کے کوچے مین بسر کرتے ہین
باغ جنت کا مزہ ہم نہ اُٹھائین کیونکر

یاس سے فیض سخن تجکو ملا ہے کاہش
شاعری کے تجھے کھڑ ڈھنگ نہ آئین کیونکر

جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال طبیب اعلیٰ راج ترو خلف جناب جلال لکھنوی

یاد اُن گیسوؤن کی دلسے بھلائین کیونکر
دو بلاؤن سے ہم اک جان بچائین کیونکر

کہتے ہین تیرے دلِ تنگ مین آئین کیونکر
حسرت و یاس کے مجمع مین سمائین کیونکر

دل چرایا ہے مرے سامنے آئین کیونکر
مجھسے شرماتے ہین وہ آنکھ ملائین کیونکر

جب کہا دل کی تڑپ کم نہین ہوتی بولے
خود بتادے تجھے سینے سے لگائین کیونکر

کبھی زلفین ہی بتادین یہ بکھر کر رخ پر
رُخ محبوب کی لیتے ہین بلائین کیونکر

بھول جائینگے غم و رنج و الم یہ مانا تو
دل مضطر سے تری یاد بھلائین کیونکر

پوچھ لین نیچی نگاہون سے ادائین اُنکی
خاک مین ہم دلِ عاشق کو ملائین کیونکر

کوئی پہلو تو وہ نکلے کہ نہ اُٹھین ایدل
تو بتا ہم اُنھین پہلو مین بٹھائین کیونکر

سدِرہ جب ہو مقدر ہی ہمارا پھر وہ
آئین کیونکر ہمین گھر اپنے بُلائین کیونکر

نہ بتانے دے جو بیتابیِ دل وصل کی شب
تو جگہ درد کی ہم اُنکو بتائین کیونکر

کوستے ہی جائین دمِ نزع وہ آکر ہمکو
یہ تو سُن لین کوئی دیتا ہو دُعائین کیونکر

پڑ گئی ہمکو تو خو آہ و فغان کرنے کی
یار تالو سے زبان اپنی لگائین کیونکر

دے تسلی نہ ہمین رحم نہ آئے اچھا
درد دل کا کسی ظالم کو سُنائین کیونکر

رازِ الفت کا مری اُنسے چھپے گا کسطرح
لیکے دل پوچھتے ہین جب کہ چھپائین کیونکر

سامنے اُنکے تڑپ بڑھگئی دل کی کچھ اور
دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبائین کیونکر

آئینے مین یہ تماشا ہی ذرا دیکھین آپ
تیکھے بیٹھا کوئی لیتا ہے بلائین کیونکر

کہین ملجائین تو پوچھین یہ ذرا اُنسے کمال
دیکے دل آپکو ہم جان سے جائین کیونکر

جناب امجد علی صاحب کاوش لکھنوی شاگرد جناب کامل لکھنوی

حال فرقت کا اُنھین جاکے سُنائین کیونکر
دلِ بیمار کی شکل اُنکو دکھائین کیونکر

زخم پر زخم جدائی مین نہ کھائین کیونکر
عشق کے تیر نہ سینے مین سمائین کیونکر

روٹھ بیٹھے جو کوئی اُسکو منائین کیونکر
جسپہ کچھ بس نہو بس مین اُسے لائین کیونکر

اُنکے سینے سے دوپٹہ تو گرا پڑتا ہے
اپنے سینے کو وہ آنچل ہی چھپائین کیونکر

گیسوؤن نے رخِ انور کو چھپا رکھا ہے
شکل مشتاق کو وہ اپنی دکھائین کیونکر

بے حجابانہ اُنھین دیکھ لیا کوٹھے پر
ہمسے شرما کے وہ اب مُنہ کو چھپائین کیونکر

ظلم کرنے کی تو خو ہوگئی اُنکی کاوش
اِن حسینون سے ہم اب دلکو لگائین کیونکر

جناب منشی محمد سمیع صاحب گوہر رئیس غازیپور شاگرد جناب جوہر غازیپوری

شرم مانع ہے مرے پاس وہ آئین کیونکر
غیر جلتے ہین وہ گھر اپنے بلائین کیونکر

لیا ہمین پاس نہین یار کی رُسوائی کا
بستر اپنا پسِ دیوار لگائین کیونکر

سوزِ غم سے کرۂ نار ہے سینہ اپنا
تیری تصویر کو چھاتی سے لگائین کیونکر

خوف یہ ہے کہ ترے دلکو نہ پہونچے صدمہ — تجکو احوال شب ہجر سنائین کیونکر
سخت مجبور ہین آنکھونکو ہے رونیکا مرض — ہم ترے ہجر مین آنسو نہ بہائین کیونکر
آپ بیٹھے ہین یہان ہوش ٹھکانے کب ہے — آپ ہی کہیے کہ ہم آپ مین آئین کیونکر
جشن دیتا ہے حسینون کو جفا کی تعلیم — ہائے ہم طرز وفا انکو سکھائین کیونکر
شعلے اُٹھتے ہین تن زار پھنکا جاتا ہے — آتش غم کو ہم اے جان بجھائین کیونکر
ساتھ ساتھ اُنکے شب وصل حیا آتی ہے — دل ناشاد کے ارمان بر آئین کیونکر
ناوک یار کلیجے مین ٹھہرتا ہی نہین — بیوفا ہے اسے سینے سے لگائین کیونکر
جبہہ سائی کبھی اُس در کی میسر نہ ہوئی — اپنی قسمت کے نوشتے کو مٹائین کیونکر

مصرع طرح

پرچہ پہونچنے اس طرحمین (تازہ ایجاد کریگا جو ستم اور کوئی) ستم وغیرہ قافیہ اور کوئی ردلیف
آخر جنوری تک اس طرحمین (دُور سے کعبے کو سلام کیا) سلام وغیرہ قافیہ۔ کیا ردلیف